

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دیوان اشعار

حضرت پیر پند سمرست کا فارسی مجموعہ کلام



جلد دوم

غزلیات، ردیف، المیم، تالیفات الیاسی اور
مستزادات، زبیدیات و انبیا

مع اردو ترجمہ

از

قاسمی علی اکبر درازی



پیغام

مجھے یہ جان کر مسرت ہوئی ہے کہ محکمہ اوقات صوبہ سندھ، سندھ کے مشہور روحانی پیشوا، شاعر محنت زبان حضرت سچل سرمستؒ کا فارسی مجموعہ کلام ”دیوان اشکار“ اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے۔

گو شاعر محنت زبان کی حیثیت سے حضرت سچل سرمستؒ کا کلام سنی سرائیکی اور اردو وغیرہ میں بھی مناسب ہے لیکن ان کی فارسی شاعری اپنے اسلوب اور آہنگ کے اعتبار سے دیگر زبانوں کی شاعری کے مقابلے میں زیادہ پُر اثر اور بلند ہے۔ فارسی سے عام مدغم واقفیت کی بنا پر اس زبان کا ادبی اور دینی سرمایہ قومی زبان میں منتقل کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اور حضرت سچل سرمستؒ کا فارسی کلام کیونکہ علمی ادبی اور دینی اعتبار سے جامع ہے۔ اس لئے ”دیوان اشکار“ اردو میں منتقل ہونا اردو کے علمی و ادبی سرمائے میں گراں قدر اضافہ ہے۔

میں ”دیوان اشکار“ کی اردو ترجمہ کے ساتھ شاعری پرچہ پتہ ایڈمنسٹریٹر اوقات سندھ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے یہ علمی اور دینی خدمت انجام دے کر ایک اچھی مثال قائم کی ہے۔

ایم۔ مسعود زمان
چیف سیکرٹری سندھ



پیش لفظ

سندھ کی سوسنی دھرتی بے شمار صاحب کمال بزرگان دین اور صوفیائے کرام کو اپنے سینے میں چھپائے ہوئے ہے۔ سات زبانوں میں عارفانہ کلام کہنے والے اور فلسفہ وحدت الوجود پر یقین رکھنے والے صوفی شاعر سچل سرمستؒ ان بزرگ شخصیتوں میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ انہوں نے سندھی، فارسی، عربی، اردو، سرائیکی، ہندی اور پنجابی میں شعر کہے۔ سندھی اور اردو کلام میں انہوں نے اپنا تخلص ”سچل“ اور ”سچو“ اور فارسی میں ”اشکار“ اور خدائی استعمال کیا۔ ”اشکار“ کی مناسبت سے ان کا سب سے مشہور فارسی مجموعہ کلام ”دیوان اشکار“ کے نام سے بلکایا گیا ہے۔ یہ کتاب سچل سرمستؒ کے فارسی کلام پر مشتمل ہے جسے مولانا محمد کوثر دہلوی نے ان اشعار میں اس حقیقی سچل کی جگہ لگائی ہوئی تصویر نظر آتی ہے۔ جو حق کا پاشی ہے اور عشق حقیقی سے سرشار ہے۔

”دیوان اشکار“ کو سب سے پہلے مولوی نور الحق نے مرتب کیا تھا اور اسے خیر لوہے کے محکمہ علی مراد خان پاپوڑا المتوفی ۱۸۹۴ء نے ادبی صدی کے اوائل میں نوکشتورپس کشتی سے شائع کرایا تھا۔ خیر لوہے کے ایک صاحب علم قاضی علی اکبر درازی مرحوم نے کافی عرصہ پہلے ”دیوان اشکار“ کا اردو ترجمہ کیا تھا۔ گو درازی سندھ لٹریچر سوسائٹی کی خواہش پر ہم نے اس اردو ترجمہ کے ساتھ ”دیوان اشکار“ کی شاعری کا بندوبست کیا۔ یہ کتاب دوبارہ دل پر مشتمل ہے۔

ہم نے پہلی جلد جو حضرت پھل ہرست کی مختصر سوانح حیات اور ان کی ردیف الالف تا ردیف المیم غزلیات پر مشتمل ہے نومبر ۱۹۸۱ء میں جہل علم کی خدمت میں پیش کی تھی اور اس کے ساتھ ہی اپنے اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ ہم دوسری جلد کی اشاعت کا بھی جلد سے بندھتے کر رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم ایک برس بعد ہی اردو ترجمہ کے ساتھ "دیوان اشعار کی دوسری جلد پیش کر رہے ہیں جو حضرت پھل کی ردیف المیم تا ردیف ایامی فارسی غزلیات کے علاوہ ان کی چند مستزات رباعیات اور غزلیات پر مشتمل ہے ہمیں امید ہے کہ دو جلدوں پر مشتمل یہ کتاب حضرت خواجہ عبدالوہاب لدنی المعروف پھل ہرست رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین اہل علم و دانش، اساتذہ، شعراء اور صوفیائے کرام کی خصوصی توجہ حاصل کر سکے گی اور تحقیق کے لئے معاون ثابت ہو سکے گی۔

وَاٰخِرُ الدِّیْنِ اَمَّا عَنِ الْحَمْدِ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

ساجی عید الرحمن

چیف ایڈیٹر اور فان سندھ جید آباد

(۱۹۸۱ء)

غزلیات



اردو ترجمہ

مستم کہ بد وستم من غیر غنید اغم
دیوانہ از دستم من غیر غنید اغم

شوری بدل انگزدنی خواہ فی من بند
فی مردہ فی زندہ من غیر غنید اغم

دلبر زدم آمد ناگہ بدم آمد
خود خود بدم آمد من غیر غنید اغم

اوجالت من جسم سماست کہ من اغم
واللہ نجد استم من غیر غنید اغم

من مست شرابتم از خویش خرابستم
فی آب مرابتم من غیر غنید اغم

مست ہوں اور اس کو مست
ہوں میں غیر کو نہیں جانتا میں اس کو
دیوانہ ہوں میں غیر کو نہیں جانتا
دل کے اندر شد خشن دل دی میں
نہ آقا ہوں نہ بندہ ہوں نہ مرد ہوں نہ
نفسہ ہوں میں غیر کو نہیں جانتا
محبوب دو از من سے گز کر اند
آیا اور بچا تک سر پر کھڑا ہو گیا اور
خود بخود میری نعل میں آیا میں غیر کو
نہیں جانتا

وہ جان ہے میں جسم ہوں وہ
مستی ہے میں اغم ہوں خدا کی قسم میں
غیر کو نہیں جانتا

میں شراب (وحدت) سے
مست ہوں اور اپنے ہوش میں
تو اس میں نہیں ہوں نہ آب ہوں نہ
مراب ہوں میں غیر کو نہیں جانتا

مست نن خود رستہ بد دینک تم شستہ
اکشتہ مرستہ من غیر غنید اغم

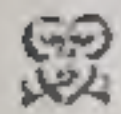
ایں کم شد آن کم شد از روز ہر غم شد
پس خود ہر دم شد من غیر غنید اغم

ایں جوید آن جوید این جوید این جوید
آشکارہ جنس گوید من غیر غنید اغم

مردہ ہے جو اپنے آپ سے
آزاد ہوا اور تمام نیک کردہ کو دھو
فلاں وہ پوشیدہ شہید ہے میں غیر
کو نہیں جانتا

یہ کم ہوا اور وہ کم ہوا ہر غم سے
آزاد ہوا پھر ہر وقت عالم استغراق
میں رہا میں غیر کو نہیں جانتا

یہ دھونڈتا ہے وہ دھونڈتا ہے
ادھر دھونڈتا ہے ادھر دھونڈتا ہے شک
تو بس یوں کتاب ہے کہ میں غیر کو نہیں
جانتا



① منہ بھی دلیم عشق و مستی و ذمہ بھی اکھیں ان کھر جہ نہ آتا اکھیں
نہ کی بند و اکھیاں نہ مرد و اکھیاں نہ فی زندہ اکھیاں اکھیں و مستی و
بہ جذبہ اکھیاں بیخ غیر کی مڑ جانا

اردو ترجمہ

میں جب اپنی اسی سے دست بردار
ہوا تو خدا کو پایا۔ جب خدا کو پایا تو
سر قربان کر دیا۔

جب محبوب نے اپنا توتلا
دھندل بھی منہ پھیر دیا (فرمایا میں نے)
”تم دجہم اللہ“ (ادھر اللہ کا رخ
ہوگا) کے بازو کو سمجھ لیا۔

میں جب ان اسرار سے نگاہ ہوا
تو کفر اور اسلام سے منہ موڑ لیا۔

اپنے آپ کو پہچاننے کے سوائے
کسی کو صحیح راستہ نہیں باتھ آتا اگرچہ
میں نے لیل و نہال کے گھوڑے کو بہت
دوڑایا۔

اے آشکارا! محبوب پرشیدہ
بھی ہے اور ظاہر بھی ہے۔ میں نے اپنے
دل میں ہی سمجھ لیا ہے۔

چون زخود زخم خدا را یافتم
چون خدا را یافتم سرختم

ایمان تو لیا چو گفستہ یار ما
ثم وجہ اللہ را بشناختم

چون شدم واقف از این اسرار پس
از کفر و اسلام روئی تا یافتم

جز شناسی خود کسی را راه نیست
گرچہ اہل روز و شب آناختم

ہست مخفی و آشکارا یار یار
ند دل و جان بچہ نہیں پنداشتم

اردو ترجمہ

میں نے اپنے آپ کو سمندر میں
ڈال دیا اور چلا گیا۔ گوہر مقصود پایا۔
سر قربان کر دیا اور چلا گیا۔

میرا خیال عدم اور وجود کی گنتی
کو سلجھانے میں پھنسا ہوا تھا۔ پھر میں
نے فکر کا گھوڑا ادھڑایا اور چلا گیا۔

اس کے عشق کے سمندر کی موج ہمارے
سر سے گزرتی تھی۔ اوپیتے کچھ باقی نہیں
رہا۔ میں گل گیا دھواؤں معدوم ہو گیا
اور چلا گیا۔

یہ جسم خاکی جس کا کوئی حقیقی وجود
نہیں ہے۔ وہ میلان سے اٹھ گیا۔ یہ ایک
خیال خام تھا جس کو میں نے ترک کیا اور
چلا گیا۔

دلیر بے چین اور بے چگون ہے اس
کی صورت تصویر نہ مافی ہے۔ پھر
اے آشکارا! میرے مسرت کو پہچان لیا
اور چلا گیا۔

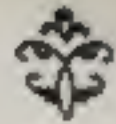
خود را در قلزم انداختم بر فتم
گوہر بدست آمد سر باختم بر فتم

درست نیست خویش خیال منہ فادہ بود
خنگ نقس کرم را ہم تاختم بر فتم

آن موج بحر عشق بگذشت از سرا
زیرد ز برنماندہ مجد اختم بر فتم

مومہوم جسم خاکی برخواست از میانہ
این خیال خام بودہ بگذاشتم بر فتم

بی صورت است دلبر گرفت خیال صورت
پس صورت آشکارا بشناختم بر فتم



اردو ترجمہ

میں اپنے آپ کو نہیں جانتا کہ
میں کہاں سے آیا ہوں۔ میں کسی مکان
کی عجیب و غریب صلائے بازگشت کی
طرح ہوں۔

میں ہر نظر کا نظارہ کرتا ہوں اور
طرح طرح کی صورت میں نمودار ہوتا ہوں
کبھی دریائے حیرت میں غرق ہوتا
ہوں اور کبھی افلاک کے فو طبق میرے
پاؤں کے نیچے ہوتے ہیں۔

میرا ظہور ایک مقام کا پابند نہیں
ہے۔ تم جانتے ہو کہ میں ہر مقام پر موجود
ہوتا ہوں۔

اے آشکارا! تیرا اپنے متعلق کیا
خیال ہے۔ میں یقین نہیں ہوں بگڑا ہوا۔

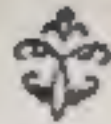
میں دانیہم خود را از کجایم
کہ گوناگون آوازی سرایم

بہر مظهر تماشا می کنم ما
کہ نوعا نوع در صورت بر آیم

گہی در بحر حیرت غرق باشم
کہ گاہے نہ طبق در زیر پایم

نہ یکجائی ظہور ماست ہرگز
کہ می دانید حاضر ما بہر جایم

چہ میدانی تو خود را آشکارا
نہ بیگانم ولیکن آشنایم



اردو ترجمہ

اے دل! کج مجھے آنکھیں خمار
سے بھری ہوئی نظر آتی ہیں اور مخموری
کی وجہ سے عجیب و غریب اسرار دیکھ
رہا ہوں۔

میں ایسے دریا کے اندہ کود گیا جس
کو حیرت کہتے ہیں اس کے اندر جو بھی
کودتا ہے۔ میں اس کا سر شولی پر
دیکھتا ہوں۔

اس دنیا کی مویں بھی عجیب و غریب
ہیں۔ کبھی سرخ اند کبھی زرد و بے خودی
میں اپنے کو کبھی نہ میں دیکھتا ہوں اور
کبھی نار میں۔

وہی ہوتا ہے وہی منتا ہے اور
وہی ہر طرف دیکھتا ہے۔ میں اپنے آپ
کو بالکل نہیں دیکھتا۔ میں صرف محبوب کو
دیکھتا ہوں۔

شراب محبت جب پیالے سے نکلا
ہوا (چھلکا) تو کفر و اسلام اور تسبیح
نثار یک جیسے نظر آئے گئے۔

ولامرد چشمان را کہ پر خمار می بینم
ز مخموری عجائبها عجیب اسرار می بینم

چو افتادم بیدایمی کہ حیرت نام میخواند
کسی کو اندران آید سرش بر دار می بینم

عجب مویں است دریائے کلاہی سرخ گردن
ز راہ بیخودی خود را بنور و نار می بینم

ہم ادگوید ہم اشنود ہم او بر روی می بیند
نہ بیہم خویش را ہرگز مگر آن یار می بینم

ز کار بادۂ محبت چو بخود آشکارا شد
کہ یکسان کفر و اسلام و تسبیح ز نار می بینم

بہ نیا سیرت افتادیم نہ اندام تاجہ اسرارم
نہ نہ ہمیم نہ محمد نہ بیدیم نہ دیندارم

مسلمانان چہ نیکویم بنیدانم چہ متجویم
سہ یا من تہمہ اویم نہ دیوانم نہ ہشیارم

گہی در رقص می آیم گہی عریان سرایم
گہی موجود ہر جامیم گہی از خویش بزارم

گہی فرعون شیطانم گہی موسیٰ عمرانیم
گہی تیسع می خوانم گہی در زیر زنارم

لعل عالم آشکارا من بہر جامی نگار من
باین دان نظار من ز غفلت خوابیدم

اردو ترجمہ

میں خیرت کے دیا میں غرق ہوا
مجھے تہہ نہیں چلا کرے کیداز ہے میں نہ

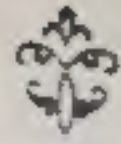
زندیق ہوں نہ محمد ہوں نہ بیدین ہوں
نہ دیندار ہوں۔

اے مسلمانو! مجھے پتہ نہیں چلتا کہ
میں کیا ہوتا ہوں اور کیا ڈھونڈتا ہوں
میں تو سراپا وہی ہوں ذات حق میں بند
نہ غم ہو چکا ہوں نہ دیوانہ ہوں اور نہ
ہوشیار ہوں۔

کبھی وجد میں آجاتا ہوں کبھی
لباس سے عاری ہو جاتا ہوں کبھی ہر جگہ
اور ہر مقام پر موجود ہوں اور کبھی اپنے
آپ سے بزار ہوں۔

کبھی فرعون ہوں کبھی شیطانی ہوں
در شریعت کے غلبہ سے کبھی موسیٰ بن عمران
ہوں کبھی تیسع پڑھتا ہوں اور کبھی زنار
پہن لیتا ہوں۔

میں دنیا میں آشکارے کے نام سے مشہور
ہوں میں ہر جگہ اور ہر مقام کا سنگار ہوں
اور سب گویا ہوں۔ میں ہر چیز کا نظار
کرتا ہوں۔ میں خواب غفلت سے بیدار
ہو چکا ہوں۔



اردو ترجمہ

میں جب سے شراب و عدت کے
مست ہوا ہوں۔ کفر اور ایمان کی لڑائی
سے ٹوٹ کر الگ ہو چکا ہوں۔

اب یہاں نفس اور شیطان نہیں
بے اور نہ میں ہی باقی رہا ہوں۔ میں نہیں
جانتا کہ میں کیا ہوں۔

مجھے نے ہاتھ میں ہاتھ دے کر میرے
ساتھ علم کیلے کہ میں تیرا ہوں اور تو
میرا۔

اس وجود کو اللہ کا وجود سمجھ میں
نے غیر کے تمام شکوک توڑ ڈالے ہیں۔

اے آشکارا! میں نے جب سے
اللہ کو پالیا ہے۔ اس وقت سے غیر پر
نظر ڈالنے دل کی آنکھوں کو بند کر دیا ہے۔

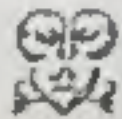
چو من از بادہ توحید مستم
ز سبک کفر و ایمان در گسستم

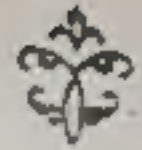
نہ نفسی ماند نہ شیطان در نیجا
نہ من ماندم نہیںد انم چہ مستم

عہد کردہ تو ہستم تو با من
کہ دادہ بغچہ دستی بدستم

ہمیں ہستی زمستی حق می بین
شکوہک عنی سر را برہم شکستم

خدا را یا مستم چون آشکارا
زدیدن غیر دیدہ دل بہستم





اردو ترجمہ

اے دست! میں اپنے آپ کو
بچان نہیں سکتا کہ میں کیا ہوں کہاں سے
ایا ہوں۔ میں "شے" (ہست) ہوں یا
"لاشے" (نیست ہوں)

میں اچانک ایک بہت ہی بڑے
افدیکراں سمندر میں گر گیا ہوں۔ کبھی خیال
کرتا ہوں کہ میں ہوں افسانہ کبھی خیال کرتا ہوں
کہ میں نہیں ہوں۔

کبھی بولتا رہتا ہوں اور کبھی خاموش
ہوجاتا ہوں۔ کبھی اپنے آپ کو پہچان لیتا
ہوں اور کبھی نہیں جانتا کہ میں کیا ہوں۔

کبھی روتا ہوں کبھی ہنستا ہوں
کبھی خوش رہتا ہوں کبھی آہ و زاری
کرتا ہوں اور دن رات رنج و الم میں رہتا
ہوں۔

اے آشکارا! اپنی ہستی کو ترک کر
اور دل میں یقین کر لے کہ میں غیر نہیں
ہوں بلکہ وہی ہوں۔

ای کہ اندر حیرتم خود را ندانم تا چہ ام
از کجا طرف آمد ای من شی ام یا لاشی ام

تا کہاں افتاده ام در بحر بی پایان عظیم
گاه میدانم کہ ہستم گاہ گویم من نی ام

گاه اند گفتگویم گاہ اند خراب ہستم
گاه بشناسیم خود را گاہ ندانم من کی ام

گاه گریاں گاہ خندان گاہ در خوش حالیم
گاه در فریاد و افغان ہزار شب ہستی ام

آشکارا بگذری از خویش تن در دل بگو
غیر من نیستم بلیقین ان من دی ام



اردو ترجمہ

میں نہ یہ جانتا ہوں کہ کہاں سے آیا
اور نہ یہ جانتا ہوں کہ کہاں گیا۔ میں دن
رات حیرت میں رہتا ہوں۔ اور نہیں
جانتا کہ میں کہاں گیا۔

میں پہلے پہل جب عدم میں تھا تو
میں نے آدم سے عشق کیا۔ پھر جلد ہی مجھے
بہشت سے نکال دیا گیا پھر پتہ نہیں کہ
میں کہاں گیا۔

میں غزل اور کافی سمجھتا تھا اور توہین
کی طرح سخن پر دیا کرتا تھا لیکن جب
سے عشق میرا رفیق بنا ہے پتہ نہیں چلتا
کہ میں کہاں گیا۔

مجھے عشق و دیوت کیا گیا ہے اور اس
کے درد سے گریہ اور زاری عطا ہوئی
ہے۔ درد اور غم سے کیا غم میں نہیں
جانتا کہ میں کہاں گیا۔

اے آشکارا! تو کہاں چلا گیا۔ تیرے
محبوب تو تیرے دل کے اندر موجود ہے
اے آشکارا! سن لے۔ میں نہیں جانتا کہ
میں کہاں گیا۔

ندانم از کجا آیم ندانم تا کجا رستم
کہ در شب و روز حیرانم ندانم تا کجا رستم

بچو اول در عدم بودم بآدم عشق نمودم
کشیدہ از غلہ زدوم ندانم تا کجا رستم

غزل و کافی ہمنفکتم سخن چون در می سفتم
غم و اندہ شد ہفتم ندانم تا کجا رستم

امانت عشق شد باری نورش گویہ زاری
ز درد و غم چہ غم داری ندانم تا کجا رستم

کجا شد آشکارا تو بدل باشد نگار تو
شنوای دلنگار تو ندانم تا کجا رستم

اردو ترجمہ

اے دل! میں دن رات غمگین
رہتا ہوں کہ میرے دوست کہاں چلے
گئے۔ مجھے پتہ نہیں ہے کہ میں ان کو کہاں
پاؤں کہ میں دوستوں کا طلبگار ہوں۔
میرا دل درد اور غم سے بھرا ہوا
ہے اور میں سراپا افسوس ہوں۔ میں ان
دوستوں کے لیے بہت غمگین اور بہت
ہی پریشان ہوں۔

میں ہر وقت اس مجلسِ احباب کو یاد کرتا
رہتا ہوں۔ شمع کی طرح سراپا گدا ہوں اور
آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش برسا رہا ہوں
افسوس صد افسوس کہ میری عمر
بے فائدہ گزر رہی ہے۔ میں اگر اپنے اندک
آگ کو آہ اور فریاد کے ساتھ باہر نکالوں
تو ساری دنیا کو جلا کر رکھ کر دوں۔

آتشکار پر نظر کر دہ جدائی سے
مر جائے گا۔ اے اللہ! رحم فرما اور جدائی
کے غلاب سے معافی دے دے۔

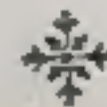
دل شبِ زنجبیلِ کج رفتاریاں
نہ اتم از کجایاں کمالِ دوستدارانم

دلِ پردردِ اندوہ ست ہمہ بہیاتِ مہیاں
برای آن فقیان من بسی پر غم پریشانم

بہر دم یاد می سازم حکایاتِ مہیاں مجلس
کہ بچوں شمع بگدا ز دم زیدہ آشکارانم

چہ در یہودی عمر بعد افسوس میگذرد
فغان و آہ چون آتش کشم عالم بسوزانم

نظر بر آشکارا کن و گرنہ میر از فرقت
خدا یا رحم فرمائے کنی تو عفو و جبرانم



اردو ترجمہ

میں گم ہو گیا، اللہ کی ذات میں گم
ہو گیا۔ میں گم ہو گیا۔ اگر گم ہوا تو غم سے
آغاذ ہو گیا۔

میں نے جب اپنی بستی کو ترک کیا
تو بادشاہی حاصل کی۔ میں نے باطن کی
بادشاہی حاصل کی اور اس کے ساتھ آتش
اور صفاقت پیدا کر لی۔

کیخسرو تختِ شاہی سے اتر کر غلام
میں چلا گیا اور کہنے لگا کہ میں نے جب
اپنے دل کے جام پر نظر کی تو حشر بن گیا۔
کیخسرو کے پاس ایک خاکہ تھا جس میں
وہ اپنے من، اس کی اشیاء اور اسرار
دیکھتا تھا۔

میں جو کچھ بھی تھا دراصل میں وہی
تھا۔ پہلے غیر تھا۔ بلکہ حق کا غیر لیکن میں
آخر کلام "وہ" یعنی خود حق ہو گیا۔

جسم، جان اور دل گم ہوئے تو میں خود
محسوس بن گیا۔ اے آشکارا! میں نے
غیرت کی راہ کو ختم کر دیا۔

گم شدم در ذات یا ہو گم شدم
گم شدم ار گم شدم بیغم شدم

چون رخوردنِ نسیمِ ملکی پس تم
ملکِ باطن یا فتم ہدم شدم

رفت کیخسرو ز تختی سوی غلام
گفت جامِ دل چو دیدم جم شدم

ہر چہ بودم او بودم بودم ز غیسر
بلکہ غیر آن حق بودم آنہم شدم

جسم و جان و دل گم شدہ جانان شدم
آشکارا و آہ دیگر تم شدم

اردو ترجمہ

میرادل میرے ہاتھوں سے نکلی گیا
اب کیا کروں۔ میرے ہاتھوں سے نکلی کر
اس کی زلفوں میں قید ہو گیا۔ اب کیا
کروں۔

مسجد اور مندر کو آگ لگا رہا ہوں
میں سرمست ہو گیا ہوں۔ اب کیا کروں۔
تبسم اور زنا کو آگ لگا رہا ہوں
دل غیر مطمئن ہو گیا ہے۔ اب کیا کروں۔
آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب
اس طرح جاری ہے جیسے جیون ندی
دیندی مادہ النہر میں ہے جسے تو ان
کہتے ہیں، آنسوؤں کے اس سیلاب نے
کفر اور اسلام کو دھو ڈالا۔ اب کیا کروں۔
محبوب نے "نہیں اقرب من جبل
الورید" کہا دیا۔ اب تو یہ ہر ہو گیا دینی
سدا راز خود ہی فاش کر دیا، اب کیا کروں

دل زو ستم رفت حالاً چون کنم
پس بزل نفس بخت حالاً چون کنم

میدہم آتش بمسجد و دیر
گشتہ ام سرمست حالاً چون کنم
مسجد و زناہ اندازم بخت
خاطرم شد سست حالاً چون کنم
رود اشک چشم چون جیون شد
کفر و دین راشت حالاً چون کنم

سخن اقرب گفت من جبل الوریہ
آشکارا هست حالاً چون کنم

اردو ترجمہ

میں وہ شخص نہیں ہوں کہ علم پڑھ
کہ مسائل بیان کروں۔ میں تو وہ ہوں کہ
صرف اور نحو کی کتابوں کو ورق ورق کر کے
پھینک دوں۔

اے زاپدا تو اگر سوچے کہ بیدین
کون ہے تو میں سوزبان سے دینی سوزبان
کہوں گا کہ میں ہوں۔

میرا کوئی مذہب نہیں ہے۔ میں
اپنے آپ سے بیزار ہوں۔ جب تک جسم
میں جان ہے، عشق سے منہ نہیں موڑ سکتا۔
میر محمد عرفان فدا کا لئی وائی کا غلام
بھی ہوں طالب بھی اور عاشق بھی حضرت
حمید کرار کا مرید ہوں اور حسن اور حسین
کی محبت رکھتا ہوں۔

میرے دل میں ظاہر خواہ باطن کیسا
ذوق و شوق پیدا کر دیا ہے کہ پیر مٹاں
میری انجمن کی شمع ہے۔

من آن نیم کہ بخوانیم علم مسد کنم
کتاب نحو و صرف اور قی و رقی کنم

اگر پیری ہی زاپدا کہ بیدین کیست
بصد زبان بگویم تراحمیں کہ منم

نہ کیش مذہب دارم نہ خویش بزارم
عشق ردی تمام کہ جان در بد نام

غلام طالب عاشق محمد عربی ام
مرید حمید رحب ار حسین دار حسنم

چہ ذوق شوق نہاں آشکارا و بدل
کہ مست پیر مٹاں چون شمع در آئینم



شاہیم و لیک بی سپاہیم
نماج دگدائی بارگاہیم

برباب ہسان جناب عالی
خاکیم اگرچہ بادشاہیم

مشاق لقای مصطفیٰ ایم
دست خدای خود گواہیم

مراہ شدیم رہبر آمد
فرمود کہ عشق راست راہیم

مگشت خودی خود آشکارا
بہ خاک شدیم برگناہیم



اردو ترجمہ

ہم بادشاہ ہیں لیکن بے سپاہ ہیں
اور اس بد حکم کے محتاج اور گدا ہیں۔

ہم اگرچہ بادشاہ ہیں لیکن انس
جناب عالی کے دروازہ کی خاک ہیں۔

ہم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم کے دیدار کے مشاق ہیں۔ وہ خدا ہے
اور ہم اس پر گواہ ہیں۔

ہم گمراہ ہوئے تو رہبر آیا اور فرمایا
کہ عشق مراط مستقیم ہے۔

اے آشکارا غدی خود ہی گم ہو گئی
ہم خاک ہوئے ہم گناہ گار ہیں۔



لامکان آشیانہ کوں سلطان زعم
از مکان تالامکان کوں سلطان زعم
غیر برگزینہ مستقیم و خود بخود یاریم
جان جانیم دانہ کوں سلطان زعم
بودن و نبودن و این جملہ باشد سیرنا
ہر دو عالم امتحانہ کوں سلطان زعم
عرشیم ہم کریم مستقیم و راض و سہمی
علیکم ہم انس و جانم کوں سلطان زعم
وعدہ ہم کثر تم ہم عالم مخلوقیم
خود خلاق این نام کوں سلطان زعم
نہ گدایم گاہ شاہیم بے ہمہ گہ باہمہ
ورزانا الحق بخوانم کوں سلطان زعم
آشکارا با خدا آمد خدا باقی بماند
تا جدارم شدہ شہانم کوں سلطان زعم

اردو ترجمہ

میرا آشیانہ لامکان پر ہے۔ میں
شاہی نوبت بجاتا ہوں۔ میں مکان سے
لامکان تک شاہی نوبت بجاتا ہوں۔
ہم اغیار ہرگز نہیں ہیں۔ ہم بار

ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ میں جان جانان
ہوں۔ میں شاہی نوبت بجاتا ہوں۔

عدم آمد وجود یہ ہمارے سیر کے
مقامات ہیں۔ دونوں عالم امتحان ہیں۔
میں شاہی نوبت بجاتا ہوں۔

ہم عرش و کرسی اور زمین و آسمان
میں ہیں۔ ہم ملک انسان اور جن ہیں۔
شاہی نوبت بجاتا ہوں۔

یہ وحدت بھی ہوں۔ میں کثرت
بھی ہوں۔ میں خالق بھی ہوں۔ میں مخلوق
بھی ہوں۔ میں اس کا اور اس کا پیدا
کرنے والا بھی خود ہی ہوں۔ میں شاہی
نوبت بجاتا ہوں۔

کبھی گدا ہوں، کبھی بادشاہ ہوں
سب سے الگ بھی ہوں اور سب کے
ساتھ بھی ہوں۔ انا الحق کا بزرگتر ہوں
اور شاہی نوبت بجاتا ہوں۔

آشکارا با خدا ہے۔ خدا باقی ہے
میں تا جدار ہوں اور شہنشاہ ہیں۔ میں
شاہی نوبت بجاتا ہوں۔ *

اردو ترجمہ

میں مسلمان سے بھی گیا اور کفر اور
ایمان سے بھی گیا اور تمام مذاہب ملل
اور دینداری سے آزاد ہوا۔

میں لامکان میں تھا اچانک مکان
میں گیا۔ دودھ غم میری جان کی خود اک
جے میں پریشانی مینا ہوں۔

میں کوہ قاف کا پرندہ ہوں اور اس
عالم کب دگر کی سیر کر رہا ہوں۔ اس
خاک دام نے قید کر دیا ہے اور میرے بال پر
باندھ رکھے ہیں۔

میر چیز اپنی اصل کی جانب جاتی ہے
پھر تو بھی واپس جا۔ اس عالم کے فراق
میں شہر کریم نے مارے دقت دھو
ڈالے ہیں۔

آتش کا جس نے زخموں سے تو تم
نیہ اور سوئی نہ یہ اندر میں خاق
میں وجہ ہے رتیں۔ دقت سرخ ان در
دلکش ہیں۔

ارسلانی شدم ساز کفر و ایمان نشدم
از مذاہب ملت از دینداری رستہ ام

لا مکان بودیم ناگہ آمدیم در این مکان
در دغم شد قوت جاتم مبتلا بنشستم

تائر آن کوہ قاف ساورم بر آب خاک
دام خاکی قید کردہ پاں پر بستم

کاشی رجوع الی اصل است راجع شویس
زان بگرہ اجرو ایشان مرشستر

شکار است غرق اندر بحر طوفانی شد خون
زان سبب در ہزاران رکشتہ مدخترم

اردو ترجمہ

تشرہ مندر پا ہے کہ میں دنیا سے لگ
ہو گیا ہوں اور چٹا سج اور رگی اندر دہری
کی جانب موڑ چکا ہوں۔

دریا قطرہ کی اس بات پر ہنسلا
یہ جواب دیا تو ہنس ہے۔ یہ تو سبھی کچھ ہم
ہی ہیں اور ہر خوشی اور مطمئن ہیں۔

تو اپنے متعلق جو کچھ سمجھا ہے
دو تو میں ہوں نہ وصال ہے نہ فراق ہے
میں نے اس راز کو پوشیدہ رکھا ہے۔

تو پہ چو اور ہر طرف ہم ہی کو کچھ
نہ وصال ہے نہ فراق ہے ہم دونوں سے

خبر کی طرح صبح قطرہ و دریا میں
سراپا ترقہ نہ نہیں رہا، ورین باقی رک گیا
میرتہ میں ہیں۔

قطرہ میگردد کہ از دریا جدا افتادہ ام
خریش زاروی بسو آوارگی وز ادہ ایم

بجز بر قطرہ و بنجدیدہ ہمیں نہادہ جواب
تو کجائی این ہمہ مانیکہ جو کس نہاد ایم

آنکہ در اسر خود را آں تیرہ منہ
فی نفس منہ فی بندنی رہبان کریم

میں وہ نہاد فی مارہا کس
فی منہ فی بندنی رہبان کریم

آنکہ در اسر خود را تیرہ منہ
مست آنکہ در ہست یہ رہبان کریم

اردو ترجمہ

میں مسلمان سے بھی گیا اور کفر اور
ایمان سے بھی گیا اور تمام مذاہب ملل
اور دینداری سے آزاد ہوا۔

میں لامکان میں تھا اچانک مکان
میں آگیا۔ دودھ و شہ میری جان کی خوراک
ہے۔ میں پریشان بیٹھا ہوں۔

میں کوہ قاف کا پرندہ ہوں اور اس
عالم آب و گل کی سیر کر رہا ہوں۔ اس
خاک دام نے قید کر دیا ہے اور میرے بال پر
باندھ رکھے ہیں۔

ہر چیز اپنی اصل کی جانب جاتی ہے
پھر تو بھی واپس جا۔ اس عالم کے ذرائع
میں سو رو کر میں نے سارے دنیا دہی
ڈالے ہیں۔

آشکار خون کے آفروں کے تلاطم
خیر اور بدی نے یہ سمندر میں نہایت
میں وجہ ہے کہ یہ ہر وقت سرگردان اور
دلرباش ہوں۔

اسکے فی شدم ساز کفر و ایمان شدم
از مذاہب عقب از دینداری شدم

لامکان بودیم ناگہ آمدم در این مکان
درد و غم شد قوت جہنم مبتلا بنشستم

مناکران کوہ قاف ساظم بر آب خاک
دامن خاکی قید گردیدم پر نایب دام

کل شیئی راجع الی اصل است راجع شوی پس
زبان بگرمہ ہجر او اثمانا مر شدم

آشکار است خرق اند بجز طوفان شد خون
زبان صوبہ ہر زمان ہر گشتہ ام شدم

اردو ترجمہ

قطرہ مندر پاپے کہ میں دیا سے لگ
برگیا ہوں اور پناہ بخش آوارگی اور دینداری
کی جانب موڑ چکا ہوں۔

دینہ قطرہ کی اس بات پر ہنسلاؤ
یہ جواب دینا تو کھٹکے سے ہے۔ یہ تو بسنی کچھ ہم
ہی ہیں اور ہم خوشی اور سلسلے ہیں۔

تو نے اپنے متعلق جو کچھ سمجھا ہے
وہ تو میں ہوں نہ وہ مال ہے نہ فراق ہے۔
میں نے اس راز کو پوشیدہ رکھا ہے۔

تو ہر جگہ اور ہر طرف ہم ہی کو سمجھ
مذہب الی ہست نہ فراق ہے۔ ہم دونوں سے
آزاد ہیں۔

نہر کی طرح جب قطرہ دریا میں
سرا آیا تو نہ نہ نہیں رہا۔ دریا باقی رہ گیا
میرے ہست میں ہیں۔

قطرہ میگردد کہ از دریا جدا افتاد و ام
خوش را روی بسو آوارگی و زادہ ایم

بحر بر قطرہ بنجدیدہ ہمیں ملاد و جواب
تو کجائی این ہمہ ما نیم خوش ال شاد ایم

آپندہ خود السنہ خود را آن تبیدہ منہ
نی نقصان مستانی جیدنی نہ سپان کردیم

ہر کجا دم طرف دانی تو ما را جا بج
نی ذراں ست نی بھال از دریا آزادیم

نہر چون بہرہ شدہ آشکارہ و چہر
نیست قطرہ ہست یا نہر نہر



شہیم و لیک بی سپاہیم
خناج و گدائی بارگاہ سیم

برباب ہمسان جناب عالی
نیکم اگرچہ بادشاہ سیم

مشتاق لقائی مصطفیٰ ایم
دہست خدای خود گواہ سیم

گمراہ شدید رہبر آمد
فرمود کہ عشق راست راہ سیم

مگشت خودی خود آشکارا
بخاک شدید برگناہ سیم



اردو ترجمہ

ہم بادشاہ ہیں لیکن بے سپاہ ہیں
دورس بدگاہ کے خدای اور گدا ہیں۔

ہم اگرچہ بادشاہ ہیں لیکن ہنس
جناب عالی کے دروازہ کی خاک ہیں۔

ہم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم کے دیدار کے مشتاق ہیں۔ وہ خدای ہے
اور ہم اس پر گواہ ہیں۔

ہم گمراہ ہوئے تو رہبر آیا اور فرمایا
کہ عشق صراطِ مستقیم ہے۔

اے آشکارا! خودی خود ہی گم ہو گئی
ہم خاک ہوئے ہم گناہ گار ہیں۔



لامکان آشیانہ کوں سلطان زخم
لامکان لامکان کوں سلطان زخم
غیر ہرگز مستقیم و خود بخود یا رہیم ما
جان جانا نیم دامن کوں سلطان زخم
بودن و نابودن و این جملہ باشد سیرنا
ہر دو عالم امتحان کوں سلطان زخم
عرشیم ہم کریم مستقیم و راض و سہمی
ملکیم ہم نس و جان کوں سلطان زخم
و حدقم ہم کثرقم ہم حالقم مخلوقیم
خود غلاتی این زخم کوں سلطان زخم
نہ گدایم گاہ شاہیم بے ہمہ گہ باہمہ
ور و انا الحق بخوانم کوں سلطان زخم
آشکارا یا خدا آمد خدا باقی بماند
تاجدارم مشہ شہانم کوں سلطان زخم

اردو ترجمہ

میر آشیانہ لامکان پر ہے۔ میں
شاہی نوبت بجاتا ہوں۔ میں مکان سے
لامکان تک شاہی نوبت بجاتا ہوں۔
ہم اغیار ہرگز نہیں ہیں۔ ہم بار

ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ میں جان جانا
ہوں۔ میں شاہی نوبت بجاتا ہوں۔

عدم اور وجود یہ ہمارے سہرے
مقامات ہیں۔ دونوں عالم امتحان ہیں۔
میں شاہی نوبت بجاتا ہوں۔

ہم عرش و کرسی اور زمین و آسمان
میں ہیں۔ ہم ملک الش اور جنت ہیں میں
شاہی نوبت بجاتا ہوں۔

میں وحدت بھی ہوں، میں کثرت
بھی ہوں، میں خالق بھی ہوں، میں مخلوق
بھی ہوں۔ میں اس کا اور اس کا پیدا
کرنے والا بھی خود ہی ہوں۔ میں شاہی
نوبت بجاتا ہوں۔

کبھی گدا ہوں، کبھی بادشاہ ہوں
سب سے الگ بھی ہوں اور سب کے
ساتھ بھی ہوں۔ انا الحق کا بزرگتر ہوں
اور شاہی نوبت بجاتا ہوں۔

آشکارا یا خدا ہے۔ خدا باقی ہے
نہیں تاجدار ہوں اور شہنشاہ ہیں۔ میں
شاہی نوبت بجاتا ہوں۔

اردو ترجمہ

اور حسد فی شہدہ و کفر و ایمان ہفتہ ام
 از مذہب ملت از دینداری ہستہ ام
 میں مسلمان سے بھی گڑ و کسر اور
 ایمان سے بھی گیا اور تمام مذہب ملل
 اور دینداری سے آزاد ہوا۔

میں لامکان میں تھا اچانک مکان
میں گیا۔ درد و غم یہی تھان کی خود آک
جے۔ میں پریشان بیٹھا ہوں۔

جس کو وہ قاتل کا پہلا مدعو اور اس
عالم آبد و گل کی سیر کو رہا ہوں۔ اس
حکایت اہستہ تیز کر دیا ہے اور میں نے اس پر
باندھ رکھے ہیں۔

”پھر چیز اپنی اصل کی جانب جاتی ہے“
پھر تو بھی واپس آیا۔ اس کامک ذائقہ
میں لوگوں کو میں نے سارے دفتر دھو
ڈالے ہیں۔

آستکار حوں کے لئے دلوں کے تارحم
خیر اور خیروں میں مستند میں ثابت
یہی وجہ ہے کہ تہ ہر وقت ہرگز ان اور
دلکش ہوں۔

کل شی ریح الی اهل است راجع شود پس
زبان بگریه هجر او امان نامه شد ام

شکایت عرق از بجه طوفان شدن
از بسبب در میان برگشته ام

اردو ترجمہ

تشریف نہ رہا ہے کہ میں دیا سے لگ
ہو گیا ہوں اور اپنا منہ گوزرگی اور دیر
کی جانب مڑ چکا ہوں۔

دریا تھہ کی اس بات پر ہنسلاؤ
یہ جواب دیتا تو کہاں ہے یہ تو سبھی کوچہ ہم
ہی ہیں اور ہم تو مشن اور مصلحتیں ہیں۔

تو نے اپنے متعلق جو کچھ سمجھا ہے
وہ تو میں برس مند وصال سے نہ فراق ہے،
میں نے اس راز کو پوشیدہ رکھا ہے۔
تو بہ جلد اور یہ طرف ہم ہی کو سمجھ
نہ وصال سے نہ فراق ہے ہم دونوں سے
آزاد ہے۔

سورگ کی طہارت صحت اور دریا میں
سما دیا تو تندرست نہیں رہا، دریا باقی رہ گیا
میرتہ سے میں بہاں۔

قتلہ میگرید کہ زوریاجہ افتادہ ام
خوش رازوی بسو آوارگی وزادہ ایم

بجز رقطہ و خندیدہ ہمیں ملو و جواب
تو کجائی این همه ماییم خوش دل شاد ایم

آنچه نزدیک است خود را که آن حیدر منعم
فی قبال سنتی جدائی نه پنهان کردیم

ہر کجاوہ ہر طرف مانی تو مارا جابجا
نی ذائق مست فی صال ازہر ومانا زہر

نہیں جو ان کے لئے ہرگز نہیں ہے
نہیں کہ ان کے لئے ہرگز نہیں ہے

اردو ترجمہ

میں شراب (دو حدت) سے مست
ہوں۔ دنیا کا بادشاہ ہوں لیکن لوگوں
کی نظر میں حجاب ہوں۔

میں تقویٰ پر سیرگاہی اور زہد
کو نہیں جانتا۔ دن رات میرا دل بے گنج
اور ریاب ہے۔

میں نے عشق کے حدم میں عشق
کا سبق پڑھا ہے عشق کے بغیر اندھن کی
اور کتاب کی طرف نہیں ہے۔

کبھی گدا گروں کی طرح صدا کرتا ہوں
اور کبھی بادشاہ بنتا ہوں، کبھی صیہ بن جلتا
ہوں۔ موجیں مارتا ہوں اور کبھی جنب
بن جاتا ہوں۔

اے آشکارا جب کے اور ادوار کا رہے
نہ مڑا ہے اس وقت سے یہ دیر نہ
ہوں اور گناہ و ثوب کا طلبگار نہیں رہا۔

من مست شرابیم شرابیم شربیم
سنان بہانیم بنظر خلق خسرویم

ز تقویٰ و ز زودت بہم نہ زہدیم چہ درانیم
شب و نہ مرا کار کہ با چنگ و رہا بیم

در درویش عشق سبق بخواندیم
چہ عشق نباشد رخ دریا چہ کت بیم

کہ لغو گدائی بزخم گاہ شوم شاہ
کہ بحر توم موج زخم گاہ حب بیم

اے درویش آئندہ سہ پیچیدہ چہ آشکار
یہ نہ اسباب ز گناہ و نہ ثواب بیم

اردو ترجمہ

میں کیا ہوں، میں کیا ہوں؟ میں نہیں
جانتا کہ میں کیا ہوں۔ میں اپنے حال میں مست
ہوں، میں نہیں جانتا کہ میں کیا ہوں۔

نہ آدم ہوں، نہ شیطان ہوں، نہ ظاہر
ہوں نہ پوشیدہ ہوں، میں یہاں مقیم ہوں
نہیں جانتا کہ میں کیا ہوں۔

میں نہ جنتی ہوں، نہ نصرانی ہوں نہ
یسودی ہوں، نہ بت پرست ہوں نہیں
جانتا کہ میں کیا ہوں۔

نہ تبیخ پھیرنے والا ہوں، نہ شراب
پینے والا ہوں، مٹھ مارا نہ مٹھنے والا ہوں
نہیں جانتا کہ میں کیا ہوں۔

اے آشکار! میرا مکان لامکان ہے
میں وہاں خوش ہوں، نہیں جانتا کہ میں
کیا ہوں۔

چہ ہستم چہ ہستم ندانم چہ ہستم
ز اتوان ہستم ندانم چہ ہستم

نہ آدم نہ شیطان نہ پیدا نہ پتھان
کہ این جا ہستم ندانم چہ ہستم

نہ از جان وجودم نہ نصرانی ہودم
نہ از بت پرستم ندانم چہ ہستم

نہ دانہ شمارم نہ خانہ خسارم
نہ ز مار بستم ندانم چہ ہستم

مکانم شد از لامکان آشکارا
بجائی خوشستم ندانم چہ ہستم

ہر دم از درد یار مجیدم
در غم عشق او گرفتارم
بجز سبب او دازم آتش
داد سلفان عشق ز تارم
مذہب و ملت ندانم چہ نیست
تا چوستان نشین بازارم
نی جہودم نہ مسلم و راہب
نی برہمن نہ گبر گفتارم
نی منم از گروہ زندہستان
نی من از راہ پاک عیارم
خود غیب دانم امی مسلمانان
کیستم چہستم چہ اسرارم
مینفر بستم بہاں مسلمان
خوش بجان کفر را خریدارم
مطالب دین احمدی باستم
دین منوچہرہای بگذارم

اردو ترجمہ

میں ہر وقت یار کے درو میں گرفتار
رہتا ہوں۔ اس کے عشق میں گرفتار رہتا ہوں۔

میں تبیح اور مستی کو آگ لے دوں۔
مجھے بادشاہ عشق نے تیار کر دیا ہے۔
میں مذہب اور ملت کو نہیں جانتا
کہ کیا ہے۔ جب سے مستی کی طرح ہزاروں
میں بیٹھنے لگا ہوں۔

میں نہ یہودی ہوں نہ مسلمان
ہوں اور نہ انی ہوں دراہب و نصاریٰ
کا عابد۔ برہمن ہوں اور مجوسی ہوں
کافر ہوں۔

میں محمد کے گروہ میں سے بھی
نہیں ہوں اور نہ ہی میں کوئی مکار ہوں
اے مسلمانو! میں خود بھی نہیں جانتا
کہ میں کون کیا ہوں اور کون سا ازہارا
میں اس مسلمان کو پہچانتا ہوں اور
دل کی خوشی سے کفر کا فریدار ہوں۔

میں حضور پر نور محمد مصطفیٰ احمد
محبی علیہ السلام کے دین کا طالب
ہوں۔ میں نے تمام مفسوخ شدہ مذاہب
کو ترک کر دیا ہے۔

بجز تو دن بھر ایام عمری شرم
برآمدند بے سالہا کہ قفس ظلم
کہ اد ساعت گرد گرد من
بلند بخت شود گرد ہی قدم بدرم
ہمیں کنیم فغان نالہای مجنوں را
خوش بود کہ اگر در بہت برفت
گشت عمر چو سقا و سال در تحت
بیابا کہ بوعده قدم می نگریم
بہر خدا ہمہ احوال ما بہ بین یک بار
کہ هیچ نیست بجز طریخیال ہم درم
بگفتہ ام ای دل خاموش باش صبر کن
کہ یار با ما ز او چہ طور بنخبرم
نہ ہجر ماند نہ وصل آمد آشکارا را
بدون شرم بہ یکبارگی زخیر و شرم

اردو ترجمہ

میں محبوب تیرے بغیر اپنی زندگی
کے دنوں کو فراق کے دن شمار کرتا ہوں
کئی برس گزرتے گئے کہ میں تیرا منتظر رہا۔

وہ وقت کہ آئے گا کہ تو میرے
پس آئے گا۔ میرا بخت بلند ہو جائے گا
اگر تو میرے وعدہ پر قدم رکھے گا۔
مجنوں کی طرح آہ فریاد کرتا ہوں۔
بہت ہی اچھا ہو گا اگر میرا سرتیری راہ
میں ترانا ہو جائے گا۔

میری عمر کے ستر برس تیری جدائی
میں بسر ہو گئے۔ اب ابھی جا کہ میں تیرے
پرانے وعدہ کو دیکھ رہا ہوں۔ یعنی تیری
وعدہ وفا کی کا منتظر ہوں۔

خدا کے واسطے ایک بار میرا حال آکر
دیکھ لے۔ میرے دل میں کسی خیر کا خیال
نہیں ہو جاتا ہے۔

میں نے کھلے دل اذلیہ مشورہ
نہیں کر۔ محبوب ہمارے ساتھ اور ہم
اس سے کسی قدر بے خبر ہیں۔

نہ فراق رہا اور نہ ہی آشکارا کو
حاصل ہوا۔ ہم خیر اور شر کی حدود سے
بالکل باہر نکل گئے ہیں۔

بزمِ مہمیان، شمعِ غدا فی میزِ غم
کوئی نہ شورِ زنجارِ فی لعلِ چو گمانِ شکستہ

زخمِ بزمِ باغمہ تا خسری کی گم
دورِ تیرے دستانِ ہر سوینے، گم

لو کسی پر یہ کہ بزمِ دلبرِ آشفۃ کیست
ہاں مجھ کو اتنی نل کہ مشو غم ہم عاشقِ مہم

گر بیتِ زنجارِ یہ مہم جلوہ از حسنِ دوست
بس بودہ بانِ بپائیں سحرِ حواں جانِ دہم

دوستِ اعلیٰ آشکارا اگر تو آشفۃ منی
زود آئی سرِ بدہ باری سرفرازت گم

اردو ترجمہ

دیکھو، میں بر سرِ میدانِ غم
خدا کی کادری کرتا ہوں، فی الحال میں

نہ اپنے سر کو گونے بنایا ہے لیکن سب
چو گمان کو توڑ کر دکھ دلا دینے اس
دعویٰ پر پہنچے تو مجھے لوگوں کی ملامت
برداشت کرنا پڑے گی لیکن آخر کار میں
اپنی منزلوں کا۔

میں اگر عزیزِ مصر جو تا تو خریداری
کرتا اور یوسفِ رعیہ السلام کے واسطے
چاہا کسان میں ہو کا دیال نکلتے کا برتن
ڈال دیتا۔

اگر کوئی کہے کہ محبوب کے شرف
انور پر کون عاشق ہے تو اسے دل بہ کہ
دینا کہ مشوق بھی میں ہوں اور عاشق
بھی میں ہوں۔

میں اگر کسی دن محبوب کے حسن
کا جلوہ دیکھ لوں۔ پھر میری زندگی میرا
دل، میری جان اور میرا جسم اس کے پاؤں
پر قربان ہو جائے۔

مجھ نے فرمایا کہ اے آشکارا تو
اگر میرا عاشق ہے تو جلد آ صر قربان کر
تا کہ میں تجھے سرفرازی عطا کر دوں۔

اردو ترجمہ

میں مستوقوں کی آنکھوں میں اسرار
دیکھتا ہوں۔ سبحان اللہ! اس کے حسن
کی جلوہ گری!! میں تو غلامیہ دیکھتا ہوں۔
خدا کی قسم دنیا میں اُسی کے حسن کا نظو
ہے میں تو مندر میں بھی اسی کا دیدار کرتا
ہوں۔

یہ تمام جتنی، اسی کے حسن کی بجا اگر
تو شکمیں کھول کر دیکھے۔ میں تو دود و دیوار
اس مجیب کو دیکھتا ہوں۔

اے شیخ! تجھے اپنی تسبیح اور مصفا
گمادی دکھانا بیچ دینا چاہیے۔ میں اس کے
نور کی شعاعِ زنا میں دیکھتا ہوں۔

اے شکار! منصوری راز انا الحق کو
نظارہ کر کیونکہ میں منصوری کے سر میں خمار دیکھتا
ہوں۔

یہ لکھتا ہوں۔ نہ مینا سے رغبت ہے
بلکہ میں اس محبوب کی جان ہوں۔

سے زائد مجھ پر طعنہ نہ کر۔ میں
مست الہست ہوں۔ میں غیر اللہ نہیں ہوں
بلکہ خدا کی قسم کہ میں خود "وہی" (خدا) ہوں
میں نہ ملتا ہوں نہ منقہ ہوں، نہ
قاشی ہوں بلکہ میں ایک راز ہوں۔ کبھی
انسان کی صورت اختیار کر لیتا ہوں۔ میں
خی برہوں، پوشیدہ نہیں ہوں۔

میں کبھی ریشمی لباس پہنتا ہوں
اور کبھی غرقہ پرشی میں اپی شاد سمجھتا ہوں
کبھی زربخت کی پوشاک زیب تن کرتا
ہوں کبھی سستی میں گر لباس سے بے نیاز
ہو جاتا ہوں۔

میں نہ بہت مذہب سے متعلق ہوتا
ہوں نہ کھڑا ہوں نہ گرا ہوں نہ کافر
ہوں نہ مسیح ہوں نہ مومن ہوں نہ مسلمان
ہوں۔

میرا تو آشکارا ہے لیکن میں ہی
نامست شرم کرتا ہوں۔ میں سراپا ہوں
دیباہ میں جذب ہو چکا ہوں، میں گونی ہوں
میں چوگان ہوں۔

اردو ترجمہ

میں پیر مغال کا مرید ہوں۔ پیر مغال
کے حدود کسی کو نہیں جانتے۔

میں اس کی بارگاہ کے دروازہ کی
چوکت کا مرید ہوں۔ اس کے دروازہ سے
میرا دل آنکھیں اندہ جان رہن میں۔

میری سزا اکثر بدس کی ہو گئی ہے لیکن
اس کے عشق کے غمزدہ سے فوجوان ہوں۔
جس نے میرے لیے کفر اور اسلام فی
ایک جیسے کر دیئے ہیں۔ میرا مکان بت خانہ
اور کعبہ دونوں میں ہے۔

دیکھ! پیر مغال نے میرے ساتھ میں
اس آخری زمانہ میں منسوبی حکم دے دیا
ہے۔

جب عشق میرے دل میں شہزادہ
کتاب ہے تو وہ حب میں اس ذات سے
نہیں ہوتا۔

اے آشکارا شہزادہ اور خرمخو ہوں
چکے میں اللہ کا شکر ہے کہ میں اپنے اللہ
میں ہوں۔

ارادت مندان پیر مغال
بحسب پیر مغال دیگر ندا
مریدم آستانہ بارگاہ
منور از درخشش دل چشم جانم

گذشتہ عمر ماہفاد یک سال
دل از غمزه عشقش نوجوانم
کہ یکسان کرد بر من کفر و اسلام
در وان بست خانہ و کعبہ مکانم

بدستم داد آن پیر مغال
نہ منسوب در آخر زمانم

جو شور افکند اندر دلم عشق
گواہ دوست من در زمانہ

ثواب و جرم شد محو آشکارا
شکر اللہ کہ در بیت الامانم

اردو ترجمہ

میں ہر طرف اور ہر گلی میں دور دورہ
پر یاد کو دیکھتا ہوں اس کے شمس کو بندہ
دور دینے میں دیکھتا ہوں۔

کیا شہر میں کیا کوچہ میں کیا دریا
اور کیا صحرا میں اور کیا بازار کی ہر گلی میں
تمام اسرار دیکھتا ہوں۔

اے زاہد! آ اور تسبیح اور مصحف کو
چھوڑ دے کیونکہ میں اس کے اسرار ذاتی کو
ذہن کے اندر دیکھتا ہوں۔

اے دوست! مجھ سے پہلو کرتا
ہے کہ مجھ کو خوشی کی گنجی ہے مگر مجھ سے میر
کیسے ہو گا میں تو محبوب کو غلامیہ دیکھتا ہوں
انا الحق کار از مخفی رکھے اس کو ظاہر
نہ کر کیونکہ میں تیرے نہ میں وہی نصیری
تیار دیکھتا ہوں۔

ہر گلی میں ہر گلی میں ہر گلی میں
شمارش پر تو تسبیح پر دیواری میں

چہ زبانی چہ زبانی چہ زبانی
چہ زبانی چہ زبانی چہ زبانی

یا ہندوئی زاید تو تسبیح و مصحف
کہ سر نہ نہ زبانی اور زبانی میں

مرا بہ ہر مثنوی کہ مثنوی الفرج صبر
کہ چون نغمہ نغمہ غلامیہ دیواری میں

نہاں کن نہاں الحق مکتوب تو آشکارا
کہ اندر نہ تو منصور ہی ہماں غلامی میں

اردو ترجمہ

علامت کی یہ راہ ہم نے اختیار کی
سہ کی یہ سلامتی کی راہ ہے ہم نے اختیار
کی سوئی۔

مخلوق کے مجھ کا میرے دل میں کوئی
خیال نہیں ہے ہم نے جماعت سے جو
کنارہ کشی کی سوئی۔

جب عشق آیا تمام دین اور کفر مٹا
جو گئے جشت کی سی علامت ہے جو ہم نے
پنالی۔ سواپنالی۔

دبلا ہر یہ گمراہی کی راہ ہم نے دل و
جان سے قبول کر لی ہے (در حقیقت) یہ
ہدایت کی راہ ہے جو ہم نے اختیار کی سوئی۔
اے آشکارا وہ ورد و وظائف
کس نے گئے ہم نے درد عشق کی عبادت
اختیار کی سوئی۔

این راہ علامت کہ گرفتیم گرفتیم
راہیست علامت کہ گرفتیم گرفتیم

از تبع خلایق بدلم نیست خیالی
گوشہ ز جماعت کہ گرفتیم گرفتیم

چون عشق بیامد ہمہ دین کفر محو شد
ز غایت علامت کہ گرفتیم گرفتیم

این راہ علامت کہ بدلی جان گزیدیم
راہیست ہدایت کہ گرفتیم گرفتیم

آن ورد و وظائف کہ بجا ماند آشکارا
از ورد عبادت کہ گرفتیم گرفتیم

اردو ترجمہ

میں دین و ایمان کو بیچ رہا ہوں میرے پاس کسی خریدار کو ملے گا۔ میں اپنے آپ کو شیخ صنعا کی طرح زنا کے نیچے لانا چاہتا ہوں۔

چونکہ عفا کی طرح میں ہمیشہ گردش پرداز میں رہتا ہوں اس لیے جیل کی طرح میں مردوں کا خیال کیسے کر سکتا ہوں۔ جب شہنشاہ عشق دل میں جاگزیں ہوا تو ہر بات ہو گئی۔ ہم اس کے میدان عشق میں چار سو لاکھ پر چڑھائیں گے۔ جو تھوڑے مجبور کے حصہ میں پہنچے ہوں مثلاً ماجری اور حکیمانی مود ہم اس کی نگاہ کے سامنے لائیں گے۔

مست سے مروت چیرتا رہا
بن جائے ہم طاعت اللہ سوائے کاظم
بازار کاٹ کر لے گئے

میں خرید و بیع کیاں کس خریدار اور بیع
خویش را چون شیخ صنعا نیز مارا اور بیع

چونکہ مامانہ عفا دائما در گردش
کی خیال همچو گرس سوی مارا اور بیع

شاه عشق اندول آمد ہر کایت محوش
اندیس میدان عشقش سرسبز دارا اور بیع

اسچھر باشد تھنہ کا اندر حفر را آید پسند
زاری دیکھنی در خوش نظریہ اور بیع

سر متاب از عشق ہرگز ناشوی تو شکا
بہر سوائے ملامت سو بازار اور بیع

چہ میگویم ای یاران کہ من خود را میفروشم
نہ زندگیم نہ طعم اہم نہ کافر فی مسلم اہم
ز دور و دم نہ شیبم کہ کوئی زینجہاں کو ہم
رہ دست اشد ہم کہ ہر ز ستر سبھی ہم
نہ بندار نہ ہم ز کشت کیش بہ ارم
نہ بندہ نہ ہم ز ستر سبھی ہم
نہ بندار نہ ہم ز کشت کیش بہ ارم
نہ بندہ نہ ہم ز ستر سبھی ہم
نہ بندار نہ ہم ز کشت کیش بہ ارم

اردو ترجمہ

میں خود کو بیچ رہا ہوں
نہ زندگی نہ طعم اہم نہ کافر فی مسلم اہم
ز دور و دم نہ شیبم کہ کوئی زینجہاں کو ہم
رہ دست اشد ہم کہ ہر ز ستر سبھی ہم
نہ بندار نہ ہم ز کشت کیش بہ ارم
نہ بندہ نہ ہم ز ستر سبھی ہم
نہ بندار نہ ہم ز کشت کیش بہ ارم
نہ بندہ نہ ہم ز ستر سبھی ہم
نہ بندار نہ ہم ز کشت کیش بہ ارم

ہوں نہ شب گرد ہوں بلکہ میں نے
اس جہاں سے گوئے سبقت آگے بڑھا
دی اور دنیا سے دست بردار ہو گیا اس
لیے کہ میں بستر سبحانی ہوں۔

میں نہ دیندار ہوں نہ بدکار ہوں
بلکہ دین کا دھڑ بھب سے بیزار ہوں۔ میں
کعبہ کی طرف رخ بھی نہیں کرتا۔ میں ایک
کتاب ہوں اور ایک ہی جانتا ہوں۔

میں نہ صالح ہوں نہ طالع ہوں نہ
فاسق ہوں نہ فاجر ہوں۔ میں ایک ہی
تلاش میں ہوں اور ایک ہی کا طلبگار
میں گنہگار نہ نہیں ہوں لیکن
غور سے توبہ کرتا ہوں۔ میں نہ دیوانہ
ہوں نہ ہوشیار ہوں نہ دانائے ہوں نہ

میں اگر بادشاہ ہوں تو فی الواقع ہوں
اور اگر خدمت گار ہوں تو خدمت کیسے
کمر بستہ ہوں۔ میں گدا گدازوں میں نہ
ہوں لیکن اس کے دیار کا دربان ہوں
ہمراہ محبوب دنیا میں ظاہر ہو گیا اور
ہم سے پوشیدہ ہوا۔ وہی وہی ہے اور
نہی دنیا پر یا دنیا پر جاری ہے یہ
کہ میرے اطمینان قلب کا اس کے ساتھ
کوئی فدیہ نہیں ہے

گوئی کوچے میں اور کیا شہر میں کسی دوسرے
کو نہیں دیکھتا۔

پہنڈ ہو خواہ چہرہ ہو چن ہو خواہ
دیو ہو لیکن میں تمام اسرار الہی صرف
انسان میں دیکھتا ہوں۔

اسے زاہد اچھے حسنہ نے میرے
الہیت ہوں میں اپنے سر منجوری نے کا
کا اثر دیکھتا ہوں۔

میرے اوپر اعتبار کردہ پوشیدہ
ہے اور نہ ہی ظاہر ہے میں حسن کو عشق کے
غمزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں۔

”دوست نے فرمایا کہ ”ایضا تو لو
فتنہ وجہ اللہ“ میں تمام چیزوں میں
اسی کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں۔

کنعان کا چاند رات کے نوٹھ سے
باہر اگر فضا پاشی کہنے لگا۔ وہ وہ کیا
رات ہے! میں اس رات کو سیتا اسے
سمجھتا ہوں۔

شکار جب تمہارے عشق
کا راستہ اختیار کرے تو یہ اس راہ کے
بیرون رہی رہا تو میں تیرا سر نقصان سمجھتا ہوں



من بجز یار بہر سوز دگر می بینم
چہ بہانہ چہ ہر کوچہ شہری بینم
چہ طیور چہ وحوش چہ جن دیو ولی
ہمہ اسرار الہی بل بشر می بینم
زاہد اتلغہ مزین مستکہ الہی مستم
در کسرم از می منصور اثر می بینم
فی نہان مست عیانست بجا باور کن
غیرہ عشق دامن را بھری بینم
دوست فرمود تو لو فتنہ وجہ اللہ
کل شیء ہو سوز بل بشر می بینم
ماہ کنعان شب چہ درخشید بان
چہ شب مست آن شب چون لیل در می بینم
آشکارا چہرہ عشق گرفتاری زار
جز ہمیں راہ دگر وہ ضرر می بینم

اردو ترجمہ

میں مجاہد کے سوا کسی بھی طرف سے
دوسرے کو نہیں دیکھتا۔ کیا باز رہیں کیا



اردو ترجمہ

ہم است تو ہیں مکن ہوش وائے
مست میرا ہست ہی کہتے عشق کی تھوڑ
ہامہ ہونی ہے۔

یہ کہ جب مجھ کے حسن کا بھوکہ
دیکھ لے خوف اور اُمید دونوں سے آزاد
ہو گیا ہوں۔

مساہ منصور (منصور محمد) نے جو
پتہ پتہ یا قہا ہی پتہ پتہ ہست ہاتھ
میں ہے یہاں ہے۔

جب سے اس کے عشق نے میرے قلب
اور دلت پر اپنی لڑت مضبوط کر دی ہے اس
دلت سے میں اور مذہب کی مذلت سے گئے
چپے نہ ہیں۔

جب سے مجھ کے دلت کا ہی
ہوئی ہے تو نے سبھ نمودن سوہ ہون
وہی تین کو توڑ دلت ہے۔

سہرا تو تم کو عینہ نہ دیا۔ ہم
موزا ہست سے عاشق ہیں۔

مستیر ولی بہوش مستیر
تین بکسر عشق بستیر

چوں جسدہ حسن یار دہم
از خوف ورجا زہر دور ستیم

اور خستہ علم چوشت و منصور
آن بیرق رایت بدستیم

عشق گرفت جان دلمہ را
مہ بہت کیش در گدشتیم

زہر رستم جو آہو شہ
صمد ز سجدہ رستم

رہ نرانی نو تھمہ را
آشفستہ عاشق ستیم

اثبات شدہ کہ چون لا الہ الا اللہ
ہم دوزخ لاکھ نراستیم

توران بہشت را نخواستیم
جز بار دگر نہ هیچ جستیم

مارا نہ صراح و رع و تقویٰ
ماست بیکد نہشتیم

مارا چہ خبر نہ دین و اسلام
شب روز و مدام دہشتیم

ہمراہ چہ شد یقین دل را
خیالات شکوکہ شکستیم

باتا شد محو آشکار
یہ نہ خوشم بد نہ شستیم

جبکہ اللہ ہمہ گاہ ثبات کی
منزل میں آگئے ہیں پھر لاکھ کی طرف
واپس نہ گئے۔

میں بہشت کی حمدوں کا طلبکار نہیں
ہوں۔ میں مجبور کے سوا کسی اور کی تلاش
میں نہیں ہوں۔

ہمارے پاس نہ نیکی ہے نہ برائی کا دن
اور نہ تقویٰ۔ ہم میٹانہ میں ماست بنے
ہوئے ہیں۔

ہمیں دین اور اسلام کا کیا پتہ ہم
تو ذات دن مند میں بستے ہیں۔

جب دل کو یقین کی دولت حاصل
ہوئی تو ہم نے شکوک اور شبہات کو توڑ ڈالا

اے آشکارا "ب" اور "ت"
مٹ گئے ہم نے "لف" کو اپنے دل پر چھی
طرف سے لکھ دیا ہے۔



اردو ترجمہ

گاہ آدم گاہ شیطان می شوم
گاہ موسیٰ گاہ عمران می شوم

گاہ جدا باشیم از مادر پدر
گاہ چو اسماعیل قربان می شوم

گاہ تمل می کنم گاہی غضب
گاہ دانا گاہ نادان می شوم

گاہ زاهد گاہ عابد گاہ مغم
گاہ کفر و گاہ ایمان می شوم

گاہ باشد آشکارا بادشاہ
گاہ ہر دربار دربان می شوم

میں کبھی آدم بنتا ہوں کبھی شیطان
کبھی موسیٰ بنتا ہوں اور کبھی عمران
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام ہے
کبھی اپنے ماں باپ سے علیحدہ ہوتے
ہیں اور کبھی حضرت اسماعیل کی طرح قربان
ہو جاتے ہیں۔

ہم کبھی ہر داشت کر لیتے ہیں اور
کبھی فقر میں آ جاتے ہیں کبھی دانا ہوتے
اور کبھی نادان بن جاتے ہیں۔

کبھی زاهد بنتے ہیں کبھی عابد اور کبھی
آتش پرست کبھی کافر بنتے ہیں اور کبھی
مومن۔

آشکار کبھی بادشاہ ہوتا ہے اور کبھی
دربار کا دربان بن جاتا ہے۔

اردو ترجمہ

میں از دین کشش بیزم چہ فرماید ای یار
خدا کو دیدہ، حوالم بخواند، استغفار از

میرا حال دیکھ کر توبہ توبہ کہتے ہیں۔

میں اس دنیا میں گرا ہوں جس کا کوئی
کارہ نہیں ہے۔ یہ وہ مہند ہے جس میں
بڑے بڑے نامور لوگ فرق ہو چکے ہیں
میں روز ازل کو اس کے عشق کے سوا
اور کوئی چیز اپنے ساتھ نہیں لایا۔ مجھ کو
کی مشقت خاک پر ہم کی سینکڑوں باتیں
ہیں ہو چکی ہیں۔

یہ بہت ہی خطرناک کام ہے اس راہ
سے صرف وہی گزر سکتا ہے جو بہادر ہو
سب کا کام نہیں ہے۔

اے آشکارا مستوں کے حال اور
خیال کو کوئی نہیں جانتا۔ اس در سے کوئی
آگاہ نہیں ہے سوائے زخم خوردہ دل والوں
(عشاق) کے۔

در آن دنیای افتدم در سہل امید از
در آن تلمزم کہ بسیاران وقت گسستند از آن

از آن دوزی بخود تیری تیارم بجز عشقش
بہشت خاک ماسکین رعمہ باریہ بعد باران

ہمیں وہ خطرناک قسم مران کو پہلوان باشد
گذر زین راہ او سازد نمی آید بسیاران

خیال حال متان را نداند آشکارا کس
کسی آگاہ دال نبود مگر بہ جز دل افکاران

من از دین کشش بیزم چہ فرماید ای یار
ز من صانع نہ دیندارم چہ فرماید ای یار

نہ تندر و نہ قرآن و نہ کفر می تو
ز توبہ استغفارم چہ فرماید ای یار

چو رفت از ماسکینی کجا میری کجا خانی
ز من منظور خمارم چہ فرماید ای یار

ز جملہ سر بہ پیچیدم دل باز ہر سوی بہریم
نہ دیوانم نہ ہشیام چہ فرماید ای یار

کہ کار ما و نوشی ما بوجہ غشہ خموشی
نہ در خواہم نہ بیدارم چہ فرماید ای یار

اردو ترجمہ

اے دوستو! کیا کہتے ہو میں دین اور
مذہب کے تیار ہوں۔ میں نہ صانع ہوں
نہ تندر نہ قرآن نہ کفر نہ توبہ کیا کہتے ہو۔

میں نہ قرآن کو دیکھتا ہوں نہ
و میں پڑھتا ہوں نہ توبہ استغفار کرنا
ہوں۔ اے دوستو! کیا کہتے ہو۔

جب مسکینی ہمارے ہاتھ سے گئی
تو میری کہاں رہی اور خانی کہاں گئی۔ میں
مفسوری سے سے محو ہوں اے دوستو!
کیا کہتے ہو۔

میں نے تمام چیزوں سے منہ پھیر
لیا اور ہر طرف سے قطع تعلق کر لیا۔ میں
نہ دیوانہ ہوں نہ ہشیام ہوں۔ اے
دوستو! کیا کہتے ہو۔

ہمارا کام ہے راگ سنا دہنے
نوشی سنا اور ہمارا مقصد ہے جبرائیل
نہ صیبا ہوں نہ جاگتا ہوں اے دوستو!
کیا کہتے ہو!

روایت النون

وللّٰہی الحمد ہست یعنی درویشان
وگر نہائی باشد بقای درویشان
چیرج ردی نہ در دازہ گدایان تو
بہش درویشان در قہای درویشان
مرد مجلس شایان کہ جای پختل مست
مگر کہ بی خصل مست یں بہنای درویشان
اگر ہمان باشارت بہال بگردانند
خدا ہمی طلبہ ہم رضای درویشان
بسوی دنیاں درون میں دل منی آرند
کہ مست حائفہ ہیر مای درویشان
میں ہیدہ حقائق بسوی فقرایان
بشون عالیقہ مست جای درویشان
اگرچہ پر ہنہ بے پارچہ بھی گد رند
دان او عاڈ باشہ قبای درویشان
بہاش دروئی دان گروہ خاص خاص
اگر نہا پر سی خور خدای درویشان
بہیں جماعت مردان آشکارا تو
مگر کہ دروئی زوی درویشان

روایت ترجمہ

اے دل! درویشوں کا دیدار خدا کا
نہایت عزیز ہے اور پیر نیکو نانی ہیں۔

اے دل! گدا گروں درویشوں کے
دوازہ سے نہ پھیرنا۔ دن رات درویشوں
کے پیچھے پیچھے رہنا۔

بادشاہوں کے دیار میں مست جہا
کہ وہ قلعہ کی جگہ ہے۔ مگر کوئی پڑاؤں جگہ ہے
تو وہ درویشوں کی جھونپڑی ہے۔

درویش چاہیں تو سارے جہاں کو ایک
اشاہ سے گردش میں لاسکتے ہیں اللہ بھی
درویشوں کی رضا مندی کا طلب گار ہے۔

درویش اپنے دل کو اس دنیا کے کس
کی بندھن میں بند کرتے کیونکہ یہ رہاؤں کا
گروہ ہے۔

درویشوں کی طرف حقارت کی غصہ
نہ دیکھنا کیونکہ درویشوں کا قیام قلب لوہ
ضمیر کے پر عظمت مقام میں ہے۔

اور یہ درویش تھے جہاں بیت و تہ میں
یک دن کس جہاں درویشوں کی تہ میں
ان خاصان خدا کے گروہ سے یک

ہل بھی وعدہ نہ دینا اگر ہم سے پوچھو تو یہ
اور میں خود خدا ہیں
سے آشکارا مردان خدا ان بیانات

پر نظر کرو شاید تو بھی ان درویشوں کی دعا
سے مرد خدا بن جاؤ۔

اردو ترجمہ

اے مجاہد! ایک گھڑی بیٹھ جا
اور ہماری آنکھوں کو دیکھ۔ اس حدیث نے
گو ناموں سے اوپر نیچے کیسی بریں اٹھتی ہیں۔
ایک بار دریا کی موتوں کا نظارہ کر
تو مرد با خدا بن جائے گا۔ دنیا ہمیشہ موج
در موج ہے اور اس کا پانی میٹھا نہیں ہے
بند کر دلو ہے۔

اس دریا کی موجیں بھی عجیب ہیں
جو اس دنیا میں سما نہیں سکتا۔ سیلاب
کے پیچھے مسلسل سیلاب آ رہا ہے جو ہمیں
اس سے بھی اور اس سے بھی درد پہنچانے
جاتا ہے۔

گھر مار کونکر دیر تابت لوہیہ کو فرق
کہ تابت ہے۔ ایسا پڑشور لوہ زور اور دیل ہے
کہ اس کی تہ میں مٹی لکھ پڑاؤں کا کیا کیا
واہ! کیا تامل طم خیز دریا ہے جو الگ
سے بھی زیادہ گرم ہے۔ اے آشکارا احمد
لوتے لوہ گریہ و زاری کرنے سے بے خبر

ہے وہ بے دین ہے

نگار ایک دم منہ میں درون دیدہ مابین
کرمین زوی گوناگون زندہ موج زبردیرین

شوی تا با خدا باری تماشاج دریاں
ہمیشہ موج در موج مست تاملی ان کو تیرین

عجائب موج آن دریا کہ در علم غیب گنج
بیابانی یل بریل مست کشدار ازان دین

ندازد و مچانہ را ہمہ فیرش عرق سازد
چنان غلبہ بھی آرد کہ نایاب مست در وطن

پہ موج موج بحرین مست گد مہ تاش خروں
کس نہ گد مہ تاشکارا او بود بیدین

میں نے خود بین بالکل نہیں کی تھی
 میں دھڑبھڑ کو تک کر دیا۔ میں لگی تھی
 سے مست ہیں۔

میرے جسم اور جان کا وجود صرف
 ایک خیالی چیز ہے۔ کبھی کبھی کہتا ہوں
 کہ میں بھی موجود ہوں کیسی حق حقیقت
 ہے کہ میرا وجود اسی کے وجود سے ہے
 کہ جب اپنے آپ میں ہیں بڑا
 تو ہیں۔ "مثل مست یحییٰ" اور مثل
 لجات ہوں۔ پہلے اپنی ہستی سے ہاتھ دھو

لے ہیں اور دست بردار ہو چکے ہیں۔
 میں اپنے آپ کو کیسے نہیں دیکھتا
 اور کبھی ہر جگہ دیکھتا ہوں۔ ہم کفر کو تھیل
 لیے پھرتے ہیں۔ میں خدائی کانفرنس لگاتا
 ہوں۔

میں اگر خودی میں ہوں تو ابلیس ہوں
 اور گیب ہوں تو اورائیس (یعنی میر)
 ہوں۔ میں ہر چیز سے اپنا رشتہ پھر چکا ہوں
 اے آشکارا! یہ باتیں کہنے والا تو
 تو نہیں ہے۔ مجھے بتا کہ آخر تو کون ہے
 میں تاج پہن کر تخت شاہی پر جلوہ افروز
 ہوں۔ میں خدائی کانفرنس لگاتا ہوں۔



از خودی من رستم ما آن نعرہ مولائی زخم
 وز ماؤ من رستم ما آن نعرہ مولائی زخم
 ہرگز ندیدم خویش ابگذاشم دی کش
 از تیش رستم ما آن نعرہ مولائی زخم
 مودوم باشد جان تنم گاہی گویم من منم
 ز رستم رستم ما آن نعرہ مولائی زخم
 از خودی من رستم ما آن نعرہ مولائی زخم
 دست از خودی من رستم ما آن نعرہ مولائی زخم
 خود را نمی بینم بجا گاہی یہ منم جا بجا
 این کفر در رستم ما آن نعرہ مولائی زخم
 گر با خودم طبعم در بنجویم اور رستم
 از تبار رستم ما آن نعرہ مولائی زخم
 می آشکارا تو کسی با من گویا تو کسی
 بانات بر رستم ما آن نعرہ مولائی زخم

اردو ترجمہ

میں اپنی ہستی سے دست بردار ہو
 گیا ہوں۔ میں خدائی کانفرنس لگاتا ہوں
 میں "ماؤ من" (خود دی سے آزاد ہو گیا ہوں)
 میں خدائی کانفرنس لگاتا ہوں۔

اردو ترجمہ

میں اس جسم و جسم در رو کو خوب
 پہچانتا ہوں۔ میں ہر بات کو اور اس کے
 مصلوب در رو کو خوب پہچانتا
 ہوں۔

خدا کا جسم پورے کائنات میں بکھرا ہوا
 ہے۔ میں اس کو خوب پہچانتا ہوں۔
 میں در آسمان کو خوب پہچانتا ہوں۔

میں ہر جگہ در رو کو خوب پہچانتا ہوں۔
 میں ہر جگہ در رو کو خوب پہچانتا ہوں۔
 میں ہر جگہ در رو کو خوب پہچانتا ہوں۔

جس شخص نے اپنے آپ کو غیر سمجھا
 یہ یعنی بے کار ہو گیا، میں اس نفع اور
 نقصان کو خوب پہچانتا ہوں۔

فرشتہ ہے کہ خدا میں در آسمان
 کا نور ہے۔ میں زمین اور آسمان کو خوب
 پہچانتا ہوں۔

این جسم و جسم و جسم در رو کو خوب
 پہچانتا ہوں۔ میں ہر بات کو اور اس کے
 مصلوب در رو کو خوب پہچانتا
 ہوں۔

خدا کا جسم پورے کائنات میں بکھرا ہوا
 ہے۔ میں اس کو خوب پہچانتا ہوں۔
 میں در آسمان کو خوب پہچانتا ہوں۔

میں ہر جگہ در رو کو خوب پہچانتا ہوں۔
 میں ہر جگہ در رو کو خوب پہچانتا ہوں۔
 میں ہر جگہ در رو کو خوب پہچانتا ہوں۔

جس شخص نے اپنے آپ کو غیر سمجھا
 یہ یعنی بے کار ہو گیا، میں اس نفع اور
 نقصان کو خوب پہچانتا ہوں۔

فرشتہ ہے کہ خدا میں در آسمان
 کا نور ہے۔ میں زمین اور آسمان کو خوب
 پہچانتا ہوں۔

مرا نذیق می خواند می گویند می دانند
 ز تبسج و ز نام چه فرماید ای یاران
 گنگ مجھے نذیق کہل کر پکارتے ہیں
 نذیق کہتے ہیں امانند یعنی سمجھتے ہیں میں
 ز تبسج باقہ میں لیتا ہوں ز ناز رہا نہ تھا
 ہوں۔ اے دوستو کیا کہتے ہو۔

مستربہ طرف نذق فرماش شد ہم خواندہ
 کہ قیسنده بازارم چه فرماید ای یاران
 معشلی ایک طرف رہ گیا اندھو کچھ
 پڑھو یا تھوڑا بھول گیا اب سر پر روجہ
 کرتا ہوں۔ اے دوستو کیا کہتے ہو۔

کشیدم سرمبذامی شد نذق افراد اسلامی
 غیداندا سرام چه فرماید ای یاران
 میں نے بدن نامی بول دی ہے میری
 حال دیکھ کر مسلمان بچے جھوڑ کر چسے گئے
 ہیں۔ وہ میرا راز نہیں جانتے۔ اے دوستو
 کیا کہتے ہو۔

خدا در آشکار آمد باب گل نگار آمد
 برود ہوش یکید چه فرماید ای یاران
 خدا آشکار کی صورت میں ٹھہریا
 ہوا آب دگل کے نہ محبت جہود تر
 ہو گیا۔ میرے ہوش و حواس ایک
 سلب کر لیے اے دوستو کیا کہتے ہو۔

(مترجم)



اردو ترجمہ

تینغ بزدلش نہی و کبشہد زمین
 صودہ ش بہ ثریا نہ نہان ست عین
 رشتے سے مودہ سے کھینچ کر نہ تھے
 پر رکھے لی اس کی چمک دمک پوشیدہ
 نہیں تھو کہ ثریا تک پہنچ گئی۔

و دیر شیر عشق را کہ کشید و منصور
 بر تو و بہر دست سین رد و جہاں
 سہان شد عشق کی وہ تلو ز جو
 منصور نے کھینچی دیکھ لو اس کا جلوہ اب
 کس زخموں جہاں نہ نظر آ رہے۔

سلف زمان ز بانیم نہ بکری نہ یید
 دہر را بہر شنوید کہ کردیم بیان
 ہماری زبان سدا کی گواہ ہے ہم سے
 دور ہو۔ اے یہ سدا حوت ہم نے
 کسب و کسب سے ہو

بہلو نیمہ درین رہ کہ خیال مرغیت
 غنہ را کس کند تا بہر شہد دگمان
 بہ میدان عشق سے پہنچوں میں
 کہ ہمیں بتے کہ کوئی پروا نہیں ہے
 میں تک و سدا کوئی نہ کہتے ہو کہ
 قتل ہو

آشکارا نمود ہر کس عشق صادق
 و قنف را نہ بود آنکہ سزاوار شہان
 اے سدا کہ یہ شخص عاشق صادق
 نہیں ہوا۔ اے سدا کہ صرف دبی ہو کہ
 سب کو سدا کہتے ہو۔

اردو ترجمہ

شرح ملا اور کافیک گٹھڑی بانہ
دونوں کو دیا میں پھینک دینا چاہیے زونٹ
یہ دونوں نحو کی کتابیں ہیں۔ کافیک علامہ
ابن الحاجب کی تصنیف ہے اور شرح طہ
مولانا جامی کی تصنیف اور کافیک شرح ہے
دونوں کتابیں درس نظامی میں داخل ہیں اور
مدسوس میں پڑھائی جاتی ہیں۔

ان کتابوں سے عشق کی بڑ نہیں آئے
گی لہذا ان کا ایک ایک ورق پانی سے
دھو لینا چاہیے۔

ہر وقت تسود میں رہنا چاہیے۔
کھلتے وقت پیتے وقت اور سوتے وقت

اللہ تعالیٰ کلیم دیولنے والا ہے
اور سمیع و بصیر بھی۔ پھر خواہ مخواہ بے ہودہ
اور باطل خیالات کو نہ سے کیا حاصل۔

اے آشکار! یہی سیدھا راستہ
حق بات کو چھپا ہوا مناسب نہیں ہے۔

کتاب شرح ملا کافیک ہم
پر بھر انداختن پشتارہ بستن

از انہا بوی عشقش در نیاید
پس آنکہ ہر ورق با آب شستن

بباد باش ہر دم در تصور
بخوردن ہم بنوشیدن بخفتن

کلیم مست و سمیع مست و بصیرت
چرا بے ہودہ باطل خیال بستن

ہمیں رہ راست باشد آشکارا
نشايد سخن حق را در نہفتن

اردو ترجمہ

درا برو کہ بگیری اثر ز درویشان
شود حصول مرادت مگر ز درویشان

ہمہ عمر بفقیر فاقہای میگذرد
بغیر عشق مجوسیم و ز درویشان

معاملات بدنیای دون نمیدارند
ز درو عشق پرستی خبر ز درویشان

ربیع نازک شان نیز پر زخوف بہاں
بوقت مستی می کن حذر ز درویشان

کہ هیچ نفع ز حبس شہان نخواہی داشت
کہ آشکارا نہ باشد ز درویشان

اے دل جا! از درویشان سے اثر
در فیض ہے تیری مراد و مددیت ہی سے
حاصل ہوگی۔

زندگی فقر و فاقہ میں گزرتی ہے تو
گزرنے دو۔ درویشوں سے سیم و نہ نامگو
صرف عشق کے طلبکار ہو۔

درویش اس دنیا کے دولت کے
معاشرت سے تعلق نہیں رکھتے۔ تم نے سے
فقط عشق کا حال پر چھو۔

لیکن درویشوں کی تارک مرحمت
بھی نصرت رہو جس وقت وہ حال اور
سرستی کی کیفیت میں ہوں اس وقت ان
سے کندہ کشی کرو۔

اے آشکار! تو بادشاہ کے دربار
سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکے گا۔ درویش
سے کم تر کم کسی نقصان کا منہ نہ نہیں ہے۔

اردو ترجمہ

اے دستور! آپ کا کیا ہوا ہے؟
نہ یہ درد ہوا نہ بے دین ہوا میں ہوں
سے ہوں نہ اس سے ہوں۔ دستور! آپ
کا کیا خیال ہے۔

میں بہ ہمدی ہوں نہ سمدی ہوں
نہ پنجابی ہوں نہ دکنی ہوں اور نہ ملک
قسطنطنیہ! ہاں سندھ ہوں اے دستور
آپ کا کیا خیال ہے۔

میں نہ مرنی ہوں نہ شامی ہوں نہ
مصری ہوں نہ دلی ہوں نہ چینی ہوں
نہ ماہینی ہوں۔ اے دستور! آپ کا کیا
خیال ہے۔

میں نہ شیرازی ہوں نہ طبری ہوں نہ
دین ہوں نہ تورانی ہوں اور نہ سرزمین
غزنی کا باشندہ ہوں۔ اے دستور! آپ کا
کیا خیال ہے۔

ہر غمیر میں سے محبوب ظہور پذیر
ہے پہلے پوشیدہ قتال! آشکار ہے میں
عجیب سراوردیکھتا ہوں۔ دستور! آپ کا
کیا خیال ہے۔

نہ من درندہ بیدارم چہ میدانیست
نہ از آنکہ نہ از اینم چہ میدانیست

نہ مندم نہ ندیم نہ پنجابی نہ دکنی
نہ من۔ نہ ملک قسطنطنیہ چہ میدانیست

نہ عزیزم نہ شامیم نہ مصریم نہ تورانی
نہ انجینی و ماہیم چہ میدانیست

نہ شیرازی نہ حبشی ام نہ ایرانی نہ تورانی
نہ من از خاک غزیم چہ میدانیست

بہر منظر نگار آمد نہان بد آشکار آمد
عجب اسرار می بینم چہ میدانیست

اردو ترجمہ

میری آنکھوں میں دیکھنے میں اپنی
ہستی کو ترک کر چکا ہوں۔ یہ آنکھیں شہر کی
آنکھیں ہیں ان سے ایک دم دور جا۔

وہ جو تھے چون "قائد" چون
میں آیا کبھی گدا سا کبھی بادشاہ بنا۔ ہر
حالت میں تھے تڑپتے آپ کو اپنے آپ
سے ہر نکال میں بشریت کے ان جہات
بٹا رہے۔

تو کر لاکھ سستے میں دیکھتے تو بے لکھ
ہی جان۔ ایک میں سے لاکھوں ہوئے
اوجھت سے کثرت ہوئی، لیکن کمی بستی
سے آگے نکل جا۔

تو جب بیچ میں سے بٹ گیا تو
ہو یا اپنی ہستی سے بڑھ گیا ہے خود کی
کیسیت میں اس دنیا کو اتنا الحق کی مرضی
نہ گاہ کر۔

پہلے اپنے آپ کو پہچان چھوڑا نہ دوی
کہ خود پرستی کے گھر سے نکلی ہو ساحت کو

از دشت بر فتم در چشم ما نظر کن
این چشم چشم شیرست یکبارگی خد کن

یہ چون چون در آمد گم شاہ گدا آمد
ہر سوسو ہمان صحت خود ز خود بد کن

گو صد ہزار صورت جینی بگی بدانی
ز یک حرف شد ز بیش گداز کن

رستی تو نہ میانہ ناز شدی ز ہستی
در عالم از انا الحق با بخودی خبر کن

اول شناس خود را پس آشکار دم زن
از خانہ خود پرستی بر گناہ شو سفر کن

اردو ترجمہ

اے دوستو! مجھ سے میرا حال مت
پرچھو خبردار! میرے سر پر ہمیشہ عین کی
برسات برس رہی ہے۔

اے داغظ! تو مجھے نصیحت بالکل نہ
کر یہ دل متاثر نہیں ہو سکا بدن سے
دیر بھاگ۔

عشق سارے تیرے درد و غم کی
وجہ سے رہا رہتا ہے تیرے کھمبے
ایک بار میں یہاں تک پہنچا ہوں۔

میں ذاتی میں بندوں کے در میں
نہ دام میں ہے ہر ایک میں ہر ایک
پریشان نہیں ہوں میرے چلیے ہر طرف

اے شکار! بیٹھے جا لو اس کے
درو سے ایک گھونٹ پی لے۔ میں مان دو گونا
گوں جو دیکھتے ہیں میں یہ کہتا ہوں۔

زہرا! پیرسید! زحمن حال کرا می یاران
از عشق تہی باد و دم بدم باران

ای دغظ! تو مارا ہرگز نہ نصیحت کن
این دل نہ اثر گیر دیگرین ز بد کاران

از درخشش عشق شب روز بھی گریہ
باشد کہ همان بنید یک بار یہ بیچاران

در جو مبتلا یک در زینہ و ملو
یک من ز پیش فرخند چرخ من یاران

می آشک ز بنشین جو عذر زور و نوتین
من بند و آن کسانم آنا نکه بقدر اران

اردو ترجمہ

اے دیر! تجھے جان چلیے تیر
اٹھا مینا و تختہ کد و کد و کد و کد
کے قوت ہے۔

ایک بار اپنے آپ کو خنیت سے
مرد ایسا ملائے کہ میرا نشان ہاں نہ ہے
اور تو اپنے آپ کو کچھ سمجھنے کی منزل سے آئے
نہ ہوتے۔

تو اگر اس راز واقف نہیں ہے
تو اپنے سر پر خاک ڈال پھر خواہ مخواہ
اپنے آپ کو سنوارنے سے کیا ناگاہ۔

اے طالب! اپنے آپ کو کبھی بھی
درمیان میں مت لانا۔

ی دل ترا بشناختن شمس و زخاستن
لا تک زرقا الامان یا ستن

بہ سبقت نورس خن را حجاب یکبارگی
رو کہ روزانہ کد ز جو در نہ شستن

یہی! لب و لہجہ خاک کن
نہ ہوتے زینہ و کد و کد و کد و کد

یہی! لب و لہجہ خاک کن
نہ ہوتے زینہ و کد و کد و کد و کد

یہی! لب و لہجہ خاک کن
نہ ہوتے زینہ و کد و کد و کد و کد

سے آتش زہر دین اور دین
کہ وہیں خود دیکھتے ہیں تیرے سے
نہ سب یہ ہے کہ محبوب کے عشق کے
کھیل میں پیر پیر پیر پیر پیر



دل را تفرقه که بود یا در بزم نشین
خو نیز از وصانت نامہ فرید الدین

کنید را جصد قیاس ز خونین سبب
و خرقہ شمع و کمر و دست تپنیں

کامد باز کعبہ را عیون کنی چه شد
دل بطواف سبک حج اکبر است این

بر فرشتہا طلا و سیمین نظر ممکن
در نیس پاسان بود شہاء در کین

آیت و سخن قیاس بقوت آتش
حسن و رید زلف جان روح رقیب

در بزم

اردو ترجمہ

دل بومیدنی کا در بہت ہے و عیون
ہے کہ محبوب ہمیشہ پیو میں بیٹھا ہے
یہ بات ہے کہ درمیان عشق کے
وصف امر ہے یہ

مکمل کو صحت ال سے حاصل
کون کی و شستہ بر اثر و حرمت جو
کوہ و دست ہی ہے

آب و یک سوہ و حلاوت بی تو
کیا تو دل کا لوت و بون کر ہے

سوہ و بون کے سواں و سب پر نظر
کر ما شد و جوید رکہ پاس میں پونہ

سے سارہ دی نہ کہ آیت
سورہ و صحت بومیدنی و محبوب
رکہ پاس میں اردو و کون کے لریب ہے



عجاہا کہ می بینم چه گوناگون درین دوزن
بود در عالم فانی بہر جا ہر کسی حیران
کہ شد از ان حکمت داران بدوہ و حجاب است
ہمدانا اگر قرار بست کہ رفتند و نمان
مندی جان بدشاہ شستہ از و شب نام
بزرگان حد مشائخا بہر دنیا ی بر گردان
بر عیت ظلم تعدی بس نیا سوہ و بعد اس
برای درم سیم و مس ریت نہ دوزن
نہاری نانی شغقت حد و شکست کس
گستہ رشتہ الفت پدید خیر عمر یاران
بہر علان قاضی کہ مستغنیہ در و اعوذ
بری جمع مرد و مہا بدل کو نہ کرد از ان
سیہ پوشان گدایان بس کاہ و شین
بیاموزند بہر زمان مکر کرد و نہ کار
جو نوزنان بیاسیاد و بون ز غنہ و کون
چھپ خالقہ مدر و سہ سہ سہ و بون
نہ ہر پارہ نانی شراب و خوش رویان
چہ دانیان پریشا نہ و تبعیت ناران
پدر نوجوان و دیدہ پسند و پوش می باشد
بہر حشیان بھی خندند کجا نہا کجا مایان

ہر آن کو شغتی باشد بر او دارند عقبت
مدام آن مست می باشد بیدوشی میواریان
ہمان نڈان مستانہا کہ از روز ازل مستند
بعالم اندکی باشد کہ دلم بہت در جودان
بیای آشکارا در تو خاک لیلی و شان شو
بود و قنی زار بر عشق بر تو باران باران

اردو ترجمہ

میں اس دنیا میں جو عجاہات دیکھ
رہا ہوں وہ بہت ہی عجیب و غریب اور
گوناگون ہیں اور اس ذیل کے فانی میں ہر
شخص حیرت نظر آتا ہے۔

عقلندی کے تمام دے بیدار لپچ کی
وجہ سے شرمسار ہیں اور تمام عقل مند لپچ
میں گرنا رہیں لیکن میں کہ عقل مند کا ورنہ
نہیں ہے وہ آزاد ہیں۔

مخدوم دن ایت ہا شاہین کے
دوڑے پر بیٹھے ہیں اور سیر
بندگ لہو سیر دنیا کے سیر گردان ہیں۔
وہاں کے لوہ پر بہت ہی ظلم و ستم جو
ہے میں اندیشا میں کہ کون سے کون سے

میں نہیں ہے اور ہر کسی کے لیے اور سوتے
چاندی کے لیے پریشان ہیں

نہ دوستی باقی رہی اور نہ ہی شفقت
مروت ہر شخص لڑائی جھگڑے میں مصروف
تمام دوستوں نے ایک دوسرے سے دوستی
کا رشتہ توڑ دیا ہے۔

یہ مولوی اور قاضی جو منبر پر جلوہ گر
ہو کر وعظ کرتے ہیں ان کا یہ عمل لوگوں کو
اپنے ارد گرد جمع کرنے کے لیے ہے۔

ان گدا گروں کو دیکھو جو کالے کپڑے
پینتے ہیں اور سر کے بال ترش کرتے ہیں یہ
سب مکہ کے جو ان مکہ آمدن سے مدد کے
ٹکڑے کے واسطے سیکھا ہے۔

شریف لوگ پیدل چلتے ہیں
اور مدیہ سونے کی زین پر سوار ہیں مسیب
خانقاہ مدرسہ اور مسجد و منبر و پان ہیں

دول کے ٹکڑے کے واسطے غیرتند
اور حسین و تمیں لوگ خور و خراب ہو رہے
ہیں کیسے کیسے عقائد انسان ہیں جو یہ تو فو
کی مجلس میں پریشانیوں اٹھاتے ہیں۔

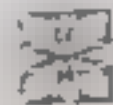
باپ کا یہ حال ہے کہ اسے نیا کپڑا
انکھوں سے دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوتا

اور بیش زربفت اور کھولتے پتے پھر تارے
آج کل کے لوگ اپنے ہاؤس اور پرستے میں
اور ان کا مذاق اڑاتے کہتے ہیں کہ کہاں وہ
او کہاں ہم!

عشق پر سینہ زون آتیں رکھتے ہیں
نیک عشق ان تھوڑے سے بے نیاز ہیں
اور وہ بے نوشی کی طرح ہمیشہ اپنی سستی
میں ہوش رہتے ہیں

ایسے وہ جو نہ زار نہ مست ہیں
ان کی تعداد دنیا میں بہت ہی کم ہے اس
لیے کہ وہ ایک بڑے قبیلے کے بھائی ہیں
گردش میں رہتے ہیں۔

اے آشکار جا اور ان کے پاؤں کی
خاک بن جا، ممکن ہے کسی وقت عشق کے
بادِ رست تیرے اوپر بھی برسر ہوئے



اردو ترجمہ

عشق کو دونوں جہاں علم و اہم کا رٹا ہے
رکھنا چاہیے اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ
فریاد اند گریہ و زاری بھی ہونی چاہیے۔

گردین اور دنیا دونوں ہاتھوں سے
نفس بڑا بن تو ان کو جلانے در کیس اپنے محبوب
کے ساتھ محبت بختہ ہونی چاہیے۔

مشائخی، پیری اور زندگی کو ایک دم
ترک کر اقدام خیالت پر اس خیال کو
وقیت دے۔

اے دل و لوگوں کی واہ واد سے دور
بھاگ، شیخ صنعان کی طرح بظاہر اپنے اوپر
تہمت اور طاعت کا دھواں کرنا چاہیے
تجھے اگر عشق سے رنج پہنچے ہیں تو ان
کے علاج کی کوشش ہو گرنہ کہ کیونکر نرم و زور
دلوں سے مرہم کو دور و بنا چاہیے۔

اے آشکارا اگر تجھے روح کی حقیقت
سے بھولی ہو جس سے بہت تو تجھے ہر شخص
کے ساتھ محبت اور شفقت کا برتاؤ کرنا
چاہیے۔

عاشقان را در دو عالم مایہ عظم داشتند
نالہا فریاد را در گریہ ہم داشتند

دین و دنیا گردان ہر دور آتشیں کن
عاشقی با یاد خود محکم مسلم داشتند

شیخی و پیری بزرگی کن نہ بیکارگی
از ہمہ خیالات این خیالش مقدم داشتند

از شتا تعریف مردم ای دل لگدشتی مت
بجو صنعان ظاہری خود را ہم داشتند

گرچہ رحمت عشق داری در دوا ہرگز ملکوش
دو باشد بر دلفگار ان مرہم داشتند

آشکارا اگر تو واقف گشتہ از سر جان
پس مگر کس آشنائی در ہم داشتند



اردو ترجمہ

تو خود ہی عاشق بھی ہے اور خود ہی
تیرے زندہ بھی ہے۔ چشیدہ بھی خوب ہے
ورنہ ہر بھی خود ہی اور پھر خود ہی جیتندہ ہے
تو دماغ اور غذا بھی خود ہی ہے اور
یوسف زلیخا بھی خود ہی ہے اور مجنوں اور
لیل بھی خود ہی ہے اور پھر خود ہی جیتندہ
بھی ہے۔

تو اس عیسائی لڑکی کے حسن و جلال ہی
خود ہی ہے جس پر تین صد سال عاشق ہوئے
تھا اور عاشق صغیر بھی خود ہی ہے۔ خود
ہی عاشق ہے اور خود ہی جیتندہ بھی ہے۔
شمس الحق تبریزی بھی تو خود ہی ہے
اور پسا خون بھی خود ہی بہا ہے اور سونا
پر یہ سر بھی خود ہی چڑھتا ہے اور پھر خود
ہی تیرے تندرست بھی ہے۔

تو اپنے آپ ہی پر عاشق ہو جاتا ہے اور
خود ہی پر اول و مستیذات ہے تمام بھی
خود ہی ہے اور مقصود بھی خود ہی ہے اور پھر
خود ہی جیتندہ بھی ہے۔

خود والد شیدائی خود خود شدہ حیران
خود پہاں پیدائی خود خود شدہ حیران
خود و اہل مذاہنی ہنس آواز لائی
خود مجنوں لیسوائی خود خود شدہ حیران

خود جلوہ ترسائی خود صنعان سودائی
خود عاشق شیدائی خود خود شدہ حیران
خود شمس الحق تبریزی خود خود انوری
برادر سر آویزی خود خود شدہ حیران

خود بہنوڑ آتشہ خود گشتہ گشتہ
اوقاقل آگشتہ خود خود شدہ حیران

اردو ترجمہ

ہماری آنکھوں میں میلے عشق
کی شورش خودی ملاحظہ کرو۔ دیکھو دل میں
سر پہاڑ پاؤں پر کیسے دیوانہ وار اور کس سا
موج میں مارتا ہے۔

یہ جسم کی کتنی ہے ادا اس کا ملامت
مقدس ہے ادا اس کے تیرنے کے لیے پانی
ہماری آنکھوں سے جاری ہوتا ہے۔ دیکھ
صغیر اور ولولوں میں جا بجا سیلاب کے
عشاق کا گریہ و رشت سے بوجہ
کا طوفان برپا کرتا ہے۔ موجوں کا یہ طوفان
زمین پر آسمان پر اور اوپر نیچے دیکھ اور
دس دس سال ایک قطر
برساتا ہے لیکن اسے میری آنکھوں سے
بارش برسنا سیکھنا چاہیے۔

اے آشکارا میرے آنسوؤں کے سامنے
سب کو ٹھکرا دینا ہے جس کی بھی آنکھیں
پہنچ نظر آتی ہیں میرے آنسو سے فضل ہیں۔

خود بحر عشق اندر دیدہ پای، بہین
میزند موج جنونی در دل و سراپا بہین

کشتی تن نا خدا جان بہت آب چشمہ ما
شدر دانه جا بجا آن یل و صحراب بہین

گریہ عشاق انگیز ز در و در و موجہا
برزین د آسمان ہم زیر ہم بالابہین

چون سیلاب قطرات باران جہی بارید لیک
بان بیا موزند باریدن در چشمہ و بہین

آشکار آب کو رسمیت پیش نہ کرتا چشمہ
ہر کسی را دیدہ تر باشد از آن بہین

اردو ترجمہ



خود خندان گریانی پر شمیمہ و عریانی
خود مہر و سحرانی خود خود شدہ حیرانی

ہنسنا بھی تم ہی ہے اس قدر خود
مانگنا بھی خود ہی پر شمیمہ و عریانی
سب سے بلکہ تو خود ہی تہمت دہت نہ پھر خود ہی
حیرت زدہ بھی ہے۔

خود نہ کنفاسی خود جان بہرستی
خود تیر کنفاسی خود خود شدہ حیرانی

تو ما کہنا دیوسف میرہ دم
بھی خود ہی ہے اور خود ہی جان جہاں رہو
بھی ہے لکھ تیر دیکھنا بھی خود ہی بت درجہ
خود ہی جیت زدہ بھی ہے۔

خود جوان شباسی خود ہیالہ شربستی
خود زور و در بالستی خود خود شدہ حیرانی

تو خود ہی جوان پر تبت و زور
تو ہی پیا شربستی ہے اور خود ہی سار و در
سب سے اور پھر خود ہی حیرت زدہ بھی ہے

خود سجدہ بست آری خود عجز گشتی زاری
خود نامت بشماری خود خود شدہ حیرانی

تسبیح بھی زدی باقی تبت و زاری
اور عجز زوری بھی خود ہی کہتہ تبت و زاری
بدیہا ہم بھی خود ہی رخصت تبت و زاری
بھی حیرت زدہ بھی ہے۔

خود منصف بخونی خود انہر منور جانی
خود را خود میدانی خود خود شدہ حیرانی

قرآن بھی خود ہی رخصت تبت و زاری
جتن بھی خود ہی ہے خود خود ہی ہی من
حقیقت سے کہہ سہ اور کہ خود ہی
حیرت زدہ بھی ہے۔

خود جان بشو جہنم آتہ شدہ سمیت
باشد عجب این رکت خود خود شدہ حیرانی

تو جہاں بھی خود ہی اور جہاں بھی خود ہی
بت در آتہ تیر زہر ہے تیر ہی رہے
زور دیش بھی تیسبت اور پھر خود ہی حیرت
ہو بھی ہے۔

اردو ترجمہ



کی تباہی حقیقت شہسوار نشانی
میں گنہ گاروں کی خاک میں بن جان

عرض کن از حالت بیچارہ عاشق و حضور
کز غم میخانہ می در جام خالی در فلک

میں جو ہم مسکین دعا جو تا توئی حاجت روا
نی تھا بہر خدہ بن تہستی را فکین

روز دہی اتنا کہ کشتی بکد فیروز
بیسکے کی دہرا رتید و بد ماہر من

تو درخت رکن شب ریز مغناست
راں انداز کی تہرہ رتو نشستن

سب مادہ صبا ہمیں شدہ نیشا پر رک
حال ت میں تو کس سے زمین کی خاک پاک
پہ پن جسمہ اور جان تہاں کرتا ہوں ز شیخ
دریہا بن سفار نیشا پر رکہ بنے اور کتبہ
اس عاشق مسکین کا حال جا کر حضور
میں میں کر کہ میرے خدایا میں اپنے مینہ
کہ تو میرے تہاں بے گناہ ہے۔

میں بہت مسکین اور بے روزگار
حاجت ملے ہے اے، اے سادہ اندیشہ
میری ہستی کے اس اندہ دہندہ کو تو دے۔
میں بہت تک اتنی کے میں میں متلاش
مجھے ہمدت کی دوا ملے تو۔ اے مجھے اس
دوا میں کی تہہ ہے۔

سہ شہریت و اسے میں جان
تو حیرت سے رانگہ ہوا میں تہ
بھی تہہ میں تہہ میں



ای دل نصیحت گوش کن در لہ مولاد مہزن
قربان کنی این جان تن در لہ مولاد مہزن

خود رانیاری میان بگذشت از سبب
کہ ہر دلی شد این بیان در لہ مولاد مہزن

بیجان در وحدت شوی سائرین کثرت شوی
غرق مہرین حیرت شوی در لہ مولاد مہزن

بگذر تو ز این جسم جان پر ز خاک کی گمان
تو نیستی حق را بدان در لہ مولاد مہزن

ہر سخن کہ سبب دانی از ال علم الیقین
عین الیقین حق الیقین در لہ مولاد مہزن

پس آشکارا فہم کن این بوی گل ز آتش
سبز سکنہ را سخن در لہ مولاد مہزن

لے دل! میری نصیحت من لیے مول
کہ راہ میں دمزنی نہ کر۔ اس جسم اور جان کو
کو قربان کر جسے مولا کی راہ میں دمزنی نہ کر۔
تمام اولیاء اللہ سے بھی کیا ہے
کہ اپنے آپ کو حد میان میں صحت لا لہ
ہر چیز سے دستبردار ہو جا۔ مولا کی راہ میں
دمزنی نہ کر۔

وعدت میں جان کو ترک کر لو پھر
کثرت میں میرے لئے حیرت میں غرق ہو جا
مولا کی راہ میں دمزنی نہ کر۔

اس جسم انجان کو ترک کر دے لو
مادیت پر سے خیال ہٹا دے۔ تو نہیں ہے بلکہ
حق ہی حق ہے۔ مولا کی راہ میں دمزنی نہ کر۔

کسی بھی بات کہ بے وقعت نہ سمجھ
اس سے تجھے علم الیقین عین الیقین لہ
حق الیقین حاصل ہو گا۔ مولا کی راہ میں
دمزنی نہ کر۔

اے مشک! حقیقت کو سمجھنے کی خوش
کہ اس مٹی کے تھے کو ترک کر سدا سکندی
کو تو دے۔ مولا کی راہ میں دمزنی نہ کر۔

اس سے لہ اس سے آگے گز جا
خدا کی نوبت نہ بجا۔ پوشیدہ خواہ ظاہر۔
خدا کی نصیحت نہ بجا۔

اے جان من! شاہی و خدائی کے
دمز کو پہچان۔ تو دونوں جہاں کا بادشاہ ہے
خدا کی نوبت نہ بجا۔

اپنے آپ کو پہچان اور اربع عناصر
سے آگے گز جا۔ تو اس راہ کو سمجھے یا نہ
سمجھے خدائی کی نوبت نہ بجا۔

اپنے آپ سے بیکار ہو اور اس کی کثرت
میں دانائی سے کام لے۔ ہر وقت لامکانی
بنارہ خدائی کی نوبت نہ بجا۔

اے آشکار! دونوں جہاں میں راہ
فہم کر دیا تیری صحت آدم کی ہے
لیکن علامتیں خدائی کی ہیں۔ شش انگ نوبت
نہ بجا۔

در گذر از این دانی کوں سبحانی بزن
ہم نہان و ہم عیانی کوں سبحانی بزن

دمز مخطباتی و سبحانی شناسی جان من
بادشاہ و دجہانی کوں سبحانی بزن

خوش را شمس زار بعینہ مدری
زربہ فی درندانی کوں سبحانی بزن

احواس و شوق و شوق و شوق
مات و مہر و مہر و مہر و مہر

آتش را کہ در دی در لہ مولاد مہزن
نہایت از حق شانی کوں سبحانی بزن

اردو ترجمہ

میں جب دہ دو غم کے ملک میں پہنچا
تو میں نے وہاں سیکڑوں تکالیف اور
مصائب دیکھے۔

میں نے عیش و عشرت کی دنیا کو ترک
کر دیا اور رنج و مصیبت کے اس مسکن کو
قبول کر لیا۔

میں اس رنج و غم میں جتنا ہونے
کے باوجود وحدت آشنا ہوں کیونکہ میں
نے اس مخفی راز کو سمجھ لیا ہے۔

میں نے ساری دنیا کا چکر لگا لیا۔
میں نے اصل راز کو انسان سے علیحدہ نہیں
دیکھا۔

اگر میں کہوں کہ جو کچھ ہوں میں ہی ہوں
تو اس انکار اور اقرار سے میں ڈرتا ہوں۔
لیکن یہ ہستی تو بادشاہ کی امانت
ہے پھر اس ہستی کو میں نے کیوں چڑایا ہے۔

میں نے اپنے مرشد پیرانا عبدالحق
سے ہستی کا سر لے لیا ہے کہ معلوم کر لیا ہے۔
اے آشکارا! محبت کی راہ میں میں
نے بڑے مصائب برداشت کیے ہیں۔

ملک درد و غم پر سیدہ ام من
وہ آن رنج و بلا صد دیدہ ام من

رہا گردیم کشور عیش و عشرت
تیس تخت سرگزیدہ ام من

میان غم و حدت آشنا یم
کہ آن راز نہبان خمیدہ ام من

ندیم ستر از انسان بیرون
ہمہ ملک خسد اگر دیدہ ام من

اگر گویم کہ مایم، سیچ مایم
ازین لایعہ پس تریدہ ام من
ولی ہستی امانت بادشاہ است

ہمان ہستی چہ از دیدہ ام من
ز مرشد پیر عبدالحق وانا
سراغ راستی پر سیدہ ام من
درین راہ محبت آشکارا
بسی محنت جفا بخشیدہ ام من

اردو ترجمہ

وہ خود ہی ہے وہ خود ہی ہے
درمیان میں نہیں ہوں۔ مدنوں جہاں میں
حق ہی حق ہے۔ ظاہر ہو خواہ باطن۔
پہلے بنی اسرائیل میں جلوہ گری کرتا ہے
پھر قبطیوں دابل مصر کے منظر میں نمودار
ہوتا ہے۔

وہ ایک سینکڑوں لباس بدل کر
آتا ہے۔ اس کو پہچان کبھی موسیٰ کے ساتھ
ہوتا ہوں اور کبھی فرعون والوں کے ساتھ۔

دوسرا کوئی نہیں ہے اندر اندر باہر
وہی ہے کبھی حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی جماعت کے ساتھ اور کبھی نرود کے
گروہ کے ساتھ۔

کبھی ملا اور مختب بنتا ہے کبھی
تلندر بنتا ہے کبھی تشقہ لگاتا ہے کبھی
قاضی بنتا ہے۔

کبھی خرقہ دگر دیتی ہے کبھی
ریشم کبھی نگے مرتا ہے اور کبھی سو

خود بود و خود بود من کہ نیم در میان
درد و جهان حق بود و برون عیان

جلوہ گری یکنوازی بنی اسرائیل
باز در آید همان در منظر قبطیان

آن یک در صد لباس آمد و رفت اس او
گاہ بوسی شود گاہ بنس عورتیان

نہست دگر بچکس دست درون و برون
کہ بجاعت خلیل گاہ بنس و دیان

گاہ مای مختب کا دست ندر شود
گاہ بود تشقہ دار گاہ زرق ضیان

گاہ بود زلی پوش گاہ بطلس حریر
گاہ بر ہنہ مرست گاہ بسر خولیان

گاہ کریم و رحیم گاہ و جبار و قہار
گاہ ز شداد بیان گاہ بود و دیان

تساغل گاہ در فساد گاہ به غرور و نیار
گاہ بزرگ و نکر گاہ به زمار و بن

گاہ بکعبہ طواف و روضہ شیان میکند
گاہ به شیخانہ شد گاہ ز کفر بیان

گاہ شود مصطفیٰ موسیٰ ادر تفسیر
شاہ حسین حسن شافع شد عاصیان

شش سجدہ نگار شد ز زبان آشکار
نوش بیا کسی گاہ ز تندیسیان

کبھی رحیم و کریم ہے لکھی جبار و قہار
کبھی قوم شداد میں سے لکھی قوم غار
یہ ہے۔

کبھی لڑائی جنگڑے میں مشغول ہوتا ہے
اندماز دنیا میں کبھی بزرگوں فکر میں
کبھی زمار پوشوں کے ساتھ

کبھی دن رات کعبہ کو حریف کرتا ہے
کبھی بیت خاندن میں جاتا ہے درکاروں
کے ساتھ جوتا ہے۔

کبھی حضور محمد مصطفیٰ ادر تفسیر
اللہ علیہ وسلم کی صحبت قدم میں ہوتا
ہے اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
اس کا مونس و مخمور ہوتا ہے اور جس
میں جو مسافر و سائیکس ہیں

محبوب میں مسجد برتوت سے ہوتا
میں آیت و دست و دست و دست و دست



اردو ترجمہ

چون برامان ظہور کردہ بہر امتحان
بہر قبال گرفت صورت عباسیان

بت پرست پرست شد جماعت کفار
غیر بت پرست شدند جمہور شمایان

بہ سوشل بکون گاہ دہندہ فحیر
گاہ کند کار خود گاہ شود از راویان

ادب و نیکان از ادب و نیکان
سنت و آداب و سنت و آداب

سنت و آداب و سنت و آداب
سنت و آداب و سنت و آداب

نعمت و برکت و نعمت و برکت
خود و خود و خود و خود

جب حضرت امام صاحبان
در دوازده امامان کا امتحان لینے کے لیے
ظہور پیر چوتھے تون کے بعد ال وقتان کے
دستے عباسیوں کے صورت اختیار کر گئے
نسا کی جماعت میں شان بزرگ
بت گردانہ بت پرست بن گیا اور ترمیر
کی طرح حیرت انگیز ہو گیا
کبھی کبھی چھوٹے چھوٹے میں مدد
ہوا اور کبھی مخبر بنا کبھی خود ہی اپنا کام
چلایا اور کبھی رہ گئی یہ

ظلال نے ایسا کیا اور فلان سے
ایسا کہ کبھی سنو اور حاکم میں مشرت
سنت اور کبھی سیای میں برکت و برکت
میں مصروف ہو جاتا ہے
یک روز میں خود ہی سنت و
گاہ و تو اس پر جی وی ترمیر و ترمیر
یکی رہا ہے اندک کام کوست و میں میں
خود ہی شامل ہو جاتا ہے۔

حق و حقیقت و حقیقت و حقیقت
و خود عیسوی پر بھی نظر کر رہی تھی
رہ خود ہی ہے وہ مخلوق بھی خود ہی
بھی رہی ہے اور وہ بھی رہی

گاہ زبان ہندو دار گاہ زبان سہ شہر
گاہ زبان عسرب گاہ زبان

گاہ زبان چین گاہ شور و درم
گاہ زبان بستر سہ تو

خودستی خود پنل خود شتر و خود
خود شب ہم در خود سہ زبان

خود ملک خود ملک خود کسی خود مرش
باز بیامد مہم تہلہ کہ و بیان

نوح شدہ بادعا کردہ عام غیری
یک کس نامہ بزن از سہ علفانیان

بودہ خود ہر عشق بخود شہر
دایہ خود شدہ آمدہ در جنگ سیالان

سیال مجنوں دوست اسی ندر ہجوان
جہن خود شدہ است مغنون شیدان

کبھی ہندی زبان اختیار کرتا ہے
کبھی سندھی کبھی عربی کہتا ہے کبھی
ایرانی۔

کبھی چین اور چین جلتا ہے اور
کبھی بدن اور شامی اور کبھی سرحد تو
کی طرح طرہ دار گویا باندھتا ہے۔

ستی بھی خود ہی ہے اور پتوں

بھی خود ہی اورٹ بھی خود ہی ہے اور

درک کی ہمار بھی خود ہی اور خود ہی در

سار ہانوں دادٹ و اون کے ساتھ ہوتا

ننگ بھی خود ہی ہے اور ننگ بھی

خود ہی کسی بھی خود ہی ہے اور عرس

بھی خود ہی ہے اور کبھی ملا کہ مقررہ کا نام

اختیار کیے آتا ہے۔

موت بن کر دعا مانگی اور دنیا کو غرق

کر دیا اس قدر کہ ان طوفانوں زبرد دیگی

یکے ایک بھی بچ نہیں سکا۔

میر بھی خود ہی تھا اور خود ہی اپنے

دیر عاشق ہوا اور رانجھا سہی خود ہی تھا۔

جو جھنگ سیل میں آیا۔

لیلی اور مجنوں بھی وہی ہے اور

وفاق اور غدار بھی وہی اور خود ہی اپنے

حسن پر مغنوں ہوا۔

باشد محمود اور بازا ایاہ اور شود
ایک بیان یکہ عشق دیان گامیان

گاہ گامی شود گاہ شود بارشہ
چند شہریم ہاتھ دیان سوچ چالیان

ظاہر باطن ہولست نیست بجز او دگر
جہاں عیندی کہی دادہ سہ زبان

ہم رہی بدیدہ سہ زبان
یہ سچستنی ساختنی ز غافل

اوست سیم و صیر و دست کلیم و کلیم
جہاں رہو بہرہ دین اصل کنون نامیان

گاہ گویہ نیم گاہ گویہ نیم
و کہ جو یہ سخن ہی نہیں کہان سہبان

شمس کیم من خود رقی غنہ و دست
از بہرہ شہان تہا و پویش چہا بیان

شمس بیاد شمس بر خود ز یک
زمین بہرہ و رفت بہرہ و زبان

غردانہ شمس بزد و صفت منسوب شہا
آن دم مایہ ز غم اندر آخر زمان

محمود و غزنوی بھی وہی تھا اور
یہ بھی وہی بنا۔ اسے دوست عشق
تین ہی وہ خود ہی کرتا ہے۔

کبھی گامی تھا ہے اور کبھی بادشاہ
ہم کہاں تک اس کی چالیں بیان کریں۔

ظاہر بھی وہی ہے اور باطن بھی وہی
اس کے کوئی اور نہیں ہے۔ واہ مے حسن

دلے تمہیں چاہیے چلتے ہو۔

ظاہر میں توڑ لینا کا نام تھا لیکن در

زیناک صحت میں یوسف ہی پوشیدہ تھا۔

افسوس ہے کہ کنگان والوں میں سے کسی

نے بھی اسے نہیں پہچانا۔

سیم و صیر بھی وہی ہے اور کلیم و کلیم

بھی وہی۔

کبھی کہتا ہے کہ میں نہیں ہوں اور

کبھی کہتا ہے کہ میں ہی ہوں۔

شمس نے کہا کہ میں خدا ہوں اور

واقعی اس کی یہ بات خدا کی جانب سے تھی۔

شمس نے سہ جہ کو اپنے قریب آ کر

لیا جس سے طمان والوں نے عورت صحن کی۔

شاہ منصور نے لوگوں کے مجمع میں

کھڑے ہو کر انا الحق کا جو نعرہ بلند کیا تھی

وہی دشمنی اس آخری زمانہ میں بھی کرتی تھی

اگر مجھ سے جسم اور دین کی حقیقت
پوچھے تو دین میں کہوں گا کہ (نسان سراپا
روح ہی مدح ہے بشرطیکہ اپنی رستی سے
دست بردار ہو جائے۔

موج دیا کے درمیان سیکڑوں
پل ہیں پہلے ان کو توڑنا چاہیے۔

توجیب اپنے آپ کو دیا کے
نکال دے گا پھر خدا کی ہنشین کا شرف
مہمل کر سکے گا۔

تیرا نماز اور روزہ کے ساتھ کیا کام۔
تجھے ایک بار اپنی خودی سے آدلا ہونا
چاہیے۔

تیری اگر یہ کتاب ہے کہ تیرے عشق کو
عشق تسلیم کیا جائے تو سب اہل تجھے
کفر و اسلام کو ترک کرنا چاہیے۔

مجھے سمجھنا چاہیے کہ تمام کام اللہ
عزیز سے قرین سننا خواہ دیکھنا یا نہ دیکھنا

اگر پرسی زمین احوال جان تن
جہان جان ست لیک از خود بر فتن
رشد پیا میان موج دریا ست
باید اولاً اور ثانیاً

جو خود را از میان بیرون کشیدی
پس شدت با حق نشستی

نہا شد کار در روزہ نمازت
ذاتی و توئی یک بار رستی

اگر توئی مستم عشق گرد و
غست از افراد اسلام گدشتن

بہ کار می زدی دانستی
شعبت پس بدیدن ہم جگفتن

خضر کا خیال اپنے دل سے نکال
جسے اپنے آپ کو منصور کی طرح سوں پر
کھینچ دے۔

شراب وحدت پیکر ہے خود ہوجا
دونوں جہاں اپنی آنکھ کو نمود کر لے۔

زیاد توں کے لیے ادھر ادھر کیوں
مارا رہ پھرتے۔ اپنے آپ کو محمد کے ہم
سے مشورہ کر۔

اپنے آپ کو پہچان، شو بادشاہ ہے
سلطان سجدہ خاندن سلجوق کا مشورہ بادشاہ
اور غفور شاہ چین کا نام ملتا ہے۔

اے شکار! تو غیر بالکل نہیں ہے
یہ ایک صحیح حقیقت ہے اور اس کا اقرار
کر لے۔

جم خیر خضر از دل دو کن
تویش را بزدار چون منصور کن

بازہ وحدت نوش بخور باش باش
در دو عالم چشمہ رخسور کن

بہر زہیر نہای می گردی جہرا
خود با سہم محمدی مشہور کن

خویش را بتاس کان سلطان توئی
محو نام سنجہ و غفور کن

غیر ہرگز نیستی ای آشکار
این حقیقت است منظور کن

خواججه توحید ریای بزرگ مجسمه شد
بهرتای آن جمع شده مردمان

مومن شدیم کرد لغز زبان ر کشته
مردان و دیشنوی مشتبان

و انچه در آن ملک است
و انچه در آن ملک است

وہی کہ جس نے اس کی طرف سے

[illegible]

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے
کبھی اس طرح کی بات نہیں

چندین سال بعد از این که در این کتاب

خوابِ منسوبِ حاج کے پاؤں میں
زنجیرِ ڈال بن گئی اور لوگ تہ شاہ کھینے
کے لیے تیار ہو گئے۔

ماہوں کو کر حکم کیا ہے وہ ہے
 والوں کو قس کر دے۔ منقبہ سدا نوحہ
 گمانے وار تو وہ خود ہی ہے۔

اس کے برعکس عشاق کو تمام ہی
مولیٰ نے چھوڑ دیا اور قصیدے میں کہ
سہرہ چھوڑ دیا ہے۔

قص اور مستحق کیا ہے ۔۔۔

میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔

[illegible][illegible]

ہونٹیں پر ہر دم



گوشت مرغی شتر مرغی ہے ز سہ میان
گوشت بھدڑی سب کو بہ سنا سہ

وہ ذرا کے ترک کند خیر
مگر در آید ہمون در صورت جوان

گاه بود دیدار در ره نهد برکت
بود شمع که تابان

کہ درویش مرد و شاعر کیونکر ہوتا ہے
کہ بدستِ سل سنہ کیوں رہے جو گمان

لا بد از این امر که گویا شمشیر شود
از آب آبیان انحصار من می توانم

گودبانک مسلوله گود و در منجی
بود در طنبیو خوشتر از منجی

گد مسمیه خرامه دور شود از حیرانه
کوب به خضبت منجبه که در شکله و صولکان

از سوره بقره

کبھی یہ رشتے کبھی تو بچوں میں
بچوں میں ہی۔

کبھی تارک بن کر تیر کر رہتا ہے
درحقی جو گنہگار ہے۔

کبھی دین کا محو افسانہ نہ کر دے۔
کو نہ دے پر رکھتا ہے سچو مسلمان۔ تب
اگر کبھی ہے دین غور سے نہ تو رہے۔

کھنسی نہ ہو تو میں بہت تپ رہتا ہوں۔
 جوتو میں کھنسی رہا میں تپ رہتا ہوں۔
 کھنسی نہ آئے ہوتا۔

کبھی مدد مانگے کبھی جست کیے
میسے محبوب کی اینٹ نہ بچا دیں

کبھی توں اونڈیریاں تھنڈیاں
ہنڈی دھنڈرتا ہے کبھی نصرت ہے

مہر شمس محمد بیگ درویشی سارنگی چہرہ زیب
 آفتاب چہرہ زیب چہرہ زیب چہرہ زیب

دور در مقام کعبی تفسیر تفسیر و تفسیر
دور در مقام کعبی تفسیر تفسیر و تفسیر

روایت الہاء

اردو ترجمہ



یہ نہ مدت کی مئے سے مست ہوا
نئے ہشیار تم بھی سن لو۔ اے تسبیح میں تجھے سے
کہتا ہوں۔ اے زنا تم بھی سن لو۔

میں مینا نہ میں گیا اور ایک پیلہ پی لیا
میں نے دیکھا اس کے دروازے گردش
کرتے ہیں۔ اے دیوار تم بھی سن لو۔

میں تانہ کا ہرن ہوا اور اپنے اندر
مشک رکھتا ہوں۔ اپنی گردش سے حیران
ہوں۔ اے عطر فروش تم بھی سن لو۔

یہ دل دیوانہ کتب خانہ میں محرم ہو گیا
نحو اور عرف تو گئے رستی میں بھول گیا
اے طومار! تم بھی سن لو۔

یہ شراب کہاں سے آئی ہائے ہائے
کون سی جگہ سے آئی کہ میرے ہوش ڈھلس
پھین لے۔ اے خمار تم بھی سن لو۔

اے آشکار! وہ راز جو پوشیدہ تھا
بے شک بہر کو شہر کی گلی میں پہنچ گیا۔ اے
بازار تم بھی سن لو۔

مستم نہ محبت ہشیار تو ہم ہشتو
ای سجدہ ترا گویم نہ تار تو ہم ہشتو

زخم بھجانہ نوشیدہ ام پیمانہ
دیدم درش گردان دیوار تو ہم ہشتو

من آہوی نامم مشک بدون دارم
در گردش حیرانم عطار تو ہم ہشتو

شد این دل دیوانہ در محو کتب خانہ
نحو صرف رفته طومار تو ہم ہشتو

این محی ز کجا آمد ہی ہی ز حیرت جا آمد
ہو شمع بدیورہ او خمار تو ہم ہشتو

مخفی کہ بودہ سرش ظاہر شد آشکارا
در شہر ہر کو چہ بازار تو ہم ہشتو

کبھی کلمے کتابت اور چھاساز
بجائے کبھی خود تاج تاجے اور کبھی ناچنے
والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

کبھی پیدل بتا چکا کبھی گھوڑے
پر سواری کتاب کے کسی شام کی طرف جاتا
ہے اور انفقہان والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

کبھی اپنی رنگ زہد و ریاضت میں
مست کرتا ہے کبھی زہد مست ہوتا ہے وہ
ناچنے والوں کے ساتھ ناچ میں محو ہوتا ہے
کبھی شیعہ ہوتا ہے کبھی سنی کبھی
شراب پیلا ہے اور کبھی بھنگ پینے والوں
میں ہوتا ہے۔

کبھی جوش میں کبھی ہوش میں
جب ہوش نہیں ہوتا تو بے خودی ظاہر ہو
جاتی ہے۔

اے دوست! بندگی کے بغیر قرب
کبھی حاصل نہیں ہو گا۔ بندگی سرانگندی
ہے جو شاہ زمان نے بھی کی ہے شاہ زمان
حضرت علی علیہ وسلم کی جانب اشارہ ہے)

اے آشکار! واپس آ جا اور دل و
جان سے بندگی اختیار کر۔ بندگی وہی بہتر
ہے جو زندوں کا بندہ بنے۔

گاہ بود در سر ز خوش جو زندہ بود
گاہ پچیندا آئے گاہ بہ ہوشیاریان

گاہ بود پایا پر وہ گاہ بہر سب سوار
گاہ در سوئی شام گاہ بہ ہوشیاریان

کہ عبادت نہ ہر وقت کدہ مست ہوتا
کہ شور و زہد مست در قش لولیان

گاہ شود شیعہ صاف گاہ بود سنی
گاہ ہوش و شراب گاہ شور و سنجلیان

جوش بخوش آورد کی دہ ہوش آورد
ہوش چو ہوش شد بخوردی گشتہ عیان

ای بجز ز بندگی قرب نہیں کڈاں
بندگی اس گندی گز چو شاہ زمان

باز بیا آشکارا ز دل و جان بندہ شو
بندگی آن بہرست بندہ شوا ز بندان

چاشت ہم بر آفتاب روی تو
جنت الماواست مارا کوئی تو

نیت پروای ز زنجیر دکنہ
مبتلا گشتیم در گیسوی تو

ای کہ باتیر مژہ کردی ہدف
گرد گرد آسیمہ ج روی تو

جلوہ حسنت شور و عالم فلکند
در دلم باشد ہمہ ماہوی تو

غامیاں را روی سوی آسمان
خاصگان را ماہ نوا بروی تو

در دوعالم جز تو مارا کا زمیت
مین خاطر ما باشد سوی تو

از شراب عشق چون جریدہ چتید
مست گردید آشکارا ز بوی تو

میں تیرے رُخِ افروز کے سوج پُرش
ہوں تیری نگلی میرے لیے جنت الماویٰ ہے۔
مجھے لب زنجیر لادکنہ دھری جو
شکار کی گردن میں ڈال کر اس کو اپنی منہ
کھینچ جیتا ہے، کی پرہیز نہیں ہے یہ
تو لب تیری زلفوں میں پھنس گیا ہوں
لے محبوب! تم نے مجھے پتہ پھر
کے تیرے نشانہ بنالیا، تیرے جادو نے
میرا سر جگر ادا کیا ہے۔

تیرے شمس کے جوہر نے دنیا میں
ہنگامہ برپا کر دیا ہے یہ سب دن میں
ہی شور ہے۔

عالم لوگ آسمان کی طرف مڑ کر
چاند دیکھتے ہیں مین خاص افسانہ
کے یہ نیمے برد بلاں عید ہیں
دونوں جہاں میں تیرے سو کسی
سے ہمارا درد کار نہیں ہے ہمارے دل
کا میلان تہدی طرف ہے۔

آشکارا نے جب شراب کا گھینٹ
چکھا تو تیری خوشبو سے مست ہو گیا۔

اے دل! تو اس دم کو دم سمجھ جو
اس کے ساتھ گزرے۔ وہ گھڑی تمام گھڑیوں
سے بہت ہی چھپی ہے جو اس کے ساتھ
گزرے۔

بہت تیرے حکم کے تحت ہے اور
تو شمشاد سدا رکھ رہا ہے، دیکھو سب
سے بہت چھپا رہا ہے جو اس کیساتھ گزرے۔
تو زچہ قیصر و بادشاہ دم بن جائے
اور تیرے سر پر چتر سنجہ بن ہو پھر بھی ہوشیار
سے وہ گھڑی بہت تیرے جس کے ساتھ گزرے،
تو خواہ ہمیر ہی کیوں نہ ہو لیکن اس
کے عشق کے بندہ ہیں تیری نینوں ہے یہ
عالم میں اس گھڑی پر خوشش جو جو اس کے
ساتھ گزرے۔

تو درخت سیانی اپنی تہ میں اور
سخت سمجھے تیرے پاس سونے کے بستر
ہمیں تو بھی ایک گھڑی بہت ہے جو اس
کے ساتھ گزرے۔

سے آواز تو انہیں نہ دلت
تو یہ وہ دور میں محبوبیت محبوب
سمیٹاں دھبے کے اندر سمجھ ایک
گھڑی جو اس کے ساتھ گزرے وہ بہت ہے

ای دن تو ہمہ بشر یک دم کہ بود با و
از ہمہ دہا خوشتر یک دم کہ بود با و

جہاں تو بہ کشور باشتی چو شہ سکندر
از ہمہ ذرون بزرگ یک دم کہ بود با و

پس اگر چہ شوی قیصر بر سر تو چتر سنجہ
از شہین بزرگتر یک دم کہ بود با و

با تہ تو را کی جز عشقتش ہی مانی
حسرت نہ نہ یک دم کہ بود با و

گرفت سیمانی جو شہ بکو و دانی
بہت نہ نہ یک دم کہ بود با و

آتش ز سر سی جان تھکا شد جانان
نہ نہ نہ یک دم کہ بود با و

اردو ترجمہ

اپنی ہستی سے دستبرد نہ ہو کر نہ
اصرار بن جاؤ اپنے اند کے ملک کی سیر کو

نام و نشان اور رنگ و ناموس کو ترک
کر اور شیخ صدق کی عین بن جاؤ
د آتش پرست سے فروش کالا کا کیا تہ
بیٹھ اور زنا طلب کر

تسبیح اور مصلے کو دے فروش کی
کان پر گروی رکھ لو محبوب کی تلاش
میں سرستی کے عالم میں نقش کرتا ہو شہر
میں چد جا

وعدت کی شراب ایک گھونٹ
پی لے دو سے دو گردنی زکریا در دین
دنیا سے بیزار ہو جا

لے آشکارا عاشقی کے طور طریق
اختیار کرو اور اس کے راز سے آگاہ ہو جا

بخند و خوشی سے صاحب امرار شو
د کشور باطنی ای دل سستیار شو

نام و نشان اگدا رہا باش تو صنفان اور
ہشین با خجہ طالسب زنا ر شو

سجہ و سجادہ را دار بدکان گرد
نقش کنان در شہر مست بہر بار شو

جزئی و حدی نوش ازان سر پیچ
تا تو ز دنیا و دین از ہمہ بیزار شو

رسم و ریا عاشقی بگزین ای آشکار
از ستر اسرار او باز خبر دار شو

اردو ترجمہ

مے محبوب! میں ہر ہمارے
تیری گلی میں پڑا ہوں ہر اپنے چہرے سے
کٹ کر کتے سے دیکھ سکوں

مہرانی فرما کر مجھ کو مجھ سے مسکین پر
رحم کر۔ میں تیری خوشبو سے غمور اور ہوش
ہوں۔

زائد اور عابد کعبہ کی طرف رخ کرتے
ہیں۔ حشاق کے لیے یہ کافی ہے کہ ان کی
مسجد گاہ تیرے اہل ہیں۔

نئے دوست! فرشتہ اور انسان کی
صورت اور خود پری کا حسن میں تیرے
ایک بال برابر بھی نہیں سمجھتا۔

وہ دن کب آئے گا اور کب گھڑی کب
میسر ہوگی جب میں تیرے ساتھ تیرے خانو
سے زانو ملا کر بیٹھوں گا

لے آشکارا! دین اور دنیا سے مجھے
کوئی سروکار نہیں ہے۔ میرا دل مجھے دانا
جہانوں سے تیری طرف کھینچتا ہے۔

سہا ای ناز میں افتادہ م درازی تو
برقعہ بردار از غمت تا بہ پیہر م ی تو

برمن بیچارہ مسکین چم فرما از کرم
مست و غموریم و مد جو شیم مال و بی تو

زادان و عابدان ہمہ سو کعبہ می نهند
عاشقان! ایس بردارین سجدہ گاہ بڑی تو

صوت ملک و بشر گرچہ حسن حور ز پری
کی برابر می کنم ای دوست با یک مری تو

ای کہ ام آن روز گرد رای کدام آن ساعتی
تا شوم من ہم نشین و ہم بہم ز نری تو

مقصودم درین دنیا آشکارا منجست
چونکہ از ہر وجہ نام میکشد دل سوی تو



اردو ترجمہ

ایک کہ تو نیست شیر عشق و بے گرفتار
عشقش بہت پیدا از زبان پر گزنگو

عشق گز خواہی بھی در آہ نہ بیک
پس از ان بر طرقت مسجد خانقاہ و مرد

دن بیک ادی جنت با یک چون زشتی
خویش را فی بدلت باقی بر شد ادب و

چون یوں فی شوی دنیا محکم یکہ کن
نہ خود ضایع مسکن غیب چارہ دہ

مشاوران نہان از عشق گز شدی
یک بیک با تو بین کزین بیان مشہو

اے دوست! ہماری گنگیہ کا بیخ
عشق کے سیر لہ کہ نہیں ہے اس کے
عشق کا راز ظاہر ہے لیکن تو زبان پر ہرگز
نہ لا۔

تو اگر عشق کا طلب گار ہے تو جہاں ارد
ارد میخانہ کا راستہ ہے پھر اس کے پہلو میں
مسجد خانقاہ ہے۔ تو جانا نہ جی تیری
مرضی۔

جب تم نے دل بیک کو دیا اور محبت
بھی بیک ہی کے ساتھ تو اپنے آپ کو
فانی سمجھ کیونکہ ہاتی تو صرف وہی ہے ارد
اسی کی خدمت سے بقا مخصوص ہے۔

تو جب "بیک" جتنے مکان تو
دید میں متحدہ رکھے گا تو دانا ہر کا عقیدہ
پختہ رکھ لے اپنی زندگی "د" اند "چار" اے
تیسرے دور کو ضرور نہ کر۔

ظاہر خواہ پر شیدہ تو عشق کے راز
سے آگاہ ہو گیا میں نے ایک ایک کتبہ
بتا دیا اب پاگل بہت بن۔



اردو ترجمہ

اے دل! تو اگر وہ کا طلب گار ہے
تو نیشا پور جا کیونکہ وہ مرد باخدا جو صاحب
دود بت اور میرا یہ یعنی خواجہ غلام
دین دہتا ہے۔

اے صبا! تو اگر میرے محبوب کی
گلی سے گزرے تو ساری حقیقت حال
میں کے حضور میں بیان کرنا

میں ماس کے کلام سے مت پر کر
دنیا سے دست بردار ہو گیا ہوں تو بھی گزشتہ
کرنا چاہتا ہوں دوست نہرہ در عشق جو

میں نے دروہیت نامہ در عشق پھر
حضرت خواجہ فرید الدین عطار کی تصانیف
میں عطار کے تصور سے مسودہ کے
طرح پر ہو گیا میں تمہارے تہ تیغ اور
مہینے کی گروہی رکھ دینا

سے آگاہ ہو گیا خواجہ غلام کے کلام
کی خدائی صدق سے ساتھ کر نہ گزیر
اور شیخی تمہارے ہاتھ دھوئے۔

ایں دلا گروہ جوئی سری نیشا پور برد
مرد صاحب دود بت اور میرا یہ

ایں صبا اگر گزری از کوئی آن جہان کن
حال اتوں حقیقت حضورش باز کر

نیز گزشتہ مست باہر جہان بند شدہ ام
نیز تو وہی شوق شوی پس نسبت منطلق اتوں

... رہی نہ تیرے تصور حضور
... رہی زور و استعدا نہ کر

نہ نہی در کہتس با صدق دل ای آشتی
از ہر گلی شیخی و پیروی زہر ہر دست شو

اردو ترجمہ

یاد کتاب ہے کہ وعدت ہزار شش
کہ جب میں یہ بیت نہیں کہتا تو کتاب ہے
کہ کہو۔

مے دست! میں مے کے باز کو
فاش کرنا نہیں چاہتا لیکن یار نے مجھے
نشان دندی اور سرسری یہ شعر گول کا حکم
دیکر اصرار کیا ہے کہ ضرور فاش کر۔

میں: میان میں نہیں ہوں وہ غور
یہ اپنی راز فاش کرتے تو رس خیاں
کے گزر جاگے میں بھی درمیان میں موجود ہوں
یاد کتاب ہے کہ کہہ۔

بادشاہ بھی وہی ہے اور گداگر بھی
وہی اور یہ آواز اُسی کی جانب سے آ رہی
ہے۔ کبھی اس طرح اور کبھی اس طرح یار
کتاب ہے کہ کہہ۔

آشکار! ساز دندی میں نظر
کی طرح ہے، آؤ زائیں محبوب کی ہے جو
زبان پر اگر ظاہر ہو چکی ہے دلی تڑپ و عدا
فاش ہو چکا ہے یار کتاب ہے کہ کہہ۔



نزد صحت شیان یا رجوید بگو
چون نیکم این بیان یا رجوید بگو

ای نہ جو نیم ما ظاہر اسرار ما
و در این نشان یا رجوید بگو

من نیم در میان خود کند خود بیان
بگذر تو ز این گمان یا رجوید بگو

شاه خود او گدا آید از دین خدا
گدا و چنین کہ چنان یا رجوید بگو

مست چون آشکارای شد آن نگہ
ظاہر شد ز زبان یا رجوید بگو



اردو ترجمہ

اپنی موجودگی کا دعویٰ نہ کر۔ اپنے
دو دوسے، ہزار ہو جا۔ اپنی زندگی ضائع
نہ کر، اس محبوب کی گلی میں جا۔

اس دنیا میں رہ کر عیش و عشرت
بہ غرور نہ کر۔ دن رات اپنے دوست دے
حصول کے لیے دیوانہ وار محنت کشی کر۔
محبت کے بغیر زندگی بیکار ہے
اور نقص دہ۔ اگر مجھ سے پوچھے تو اپنے
دل کو زخمی کر لے۔

میری بات پر یقین کر، اس دنیا
تیرے رنج و غم کی کیفیت میں زندگی بسر کر۔
آدھی رات کو اٹھ کر دھرتی سے تانہ نہ
لے آشکار! دونوں جہاں میں فتنہ غم
کو قبول کر اور فراق کی منزل سے گزر کر محبوب
سے ہم عمل ہو جا۔

دم مزن از خوشی تن از خوشی تن ہزار شش
مے خود ضائع مکن در کہی آن دلدار شش

فی عیش و عشرت بنجائید مے غرور باش
از برای دوست خود در روز شب بخور شش

این بہ نقص است نقصان دان بغیر دوستی
گرنہ ما پر کسی سرسری دہ انکار شش

تعریت کن ازین مہم بابا در مکن
از بہت نیم شب در گریہ زانہ زار شش

آشکار! راز و غم بزمین تو در زمین
از ذوق و بھر گذر و دامن اہم یار شش

اردو ترجمہ



ای دلہشتناس ایندم ہو بہو
جلوہ حسن یار مسگر کو بکو
سے دل با اصل حقیقت کو پہن
ہر گئی کو چہ میں محبوب کے حسن کا جلوہ دیکھ

از چو یک دم بدو نہ بود دان نہ تو
و بسدم پشند ہمیشہ رو برو
وہ تجھ سے سیک گھڑی کے لیے تھی
نگ نہیں ہوتا اس نکتہ کو سمجھ سے وہ
گھڑی اور ہر وقت تیرے سامنے ہے
وہ ہر جگہ ہر مقام پر اور ہر طرف ہے
وہ پرشیدہ نہیں ہے بلکہ ہر طرف نمایاں ہے

عبر را بر گز نہ بیسنے با چہ اش
عارف رہی در شناسی ادب
تو سوچ کی موجودگی میں پرت ہو
کبھی نہیں دیکھتا میرے روبرو
دبدا کو سمجھ کر تو تیرے
پہن نہ کا

آشکارا بجز دھن از خیال تو
از بودنی بر چہ باطن موہو
اے آشکارا فراق اور وصال کی باتیں
تو تیری سمجھ کے پھیر کی باتیں ہیں محبوب
تو نہ نہ خود باص بالکل سیماست

اردو ترجمہ



درد یار بخودی باری برو
زن جہان وین جہان و منت بشر
ایک دم بے خودی کے ملک میں چل
جہاں اس تہاں سا زہر جہاں سے
پاتھ دھولے

خرقہ طامات را کن چاک چاک
سجہ و سجدہ را داری گرد
صوفیہ خرقہ کو چاک کر دے اور تسبیح
اور تسبیح کو بیچ دے طامات اس گنگو
کو کہتے ہیں جولان گراف تیرے تعلق کے ہیں
صلیہ تیرے ہیں اس طرح غوطہ لگا
کہ سارا جہاں اس میں ڈوب جائے

تو چہ افسد مامن ماندہ
آشنا با سنی و بیگانہ مشو
تو مامن کی قید یا کیسے رفا
بے آسنا بیٹا دستیں

بست از سان سانی نہ ہو
ایہ چہ ان آشنک را اور ہو
"انسان سے نفی اور سدا"
یہ حقیقت ہے نور میں رہ پیم
کو شکار نہ کیجئے یہاں

اردو ترجمہ

اے دل! تو اس حقیقت کو پہچانے
دعوتی ذکرِ مادمین سے آگے گزر جا۔ دعوتی
ذکر۔

شہر ہے دل کو رخمِ حمد تک۔
اُس محبوب کا عاشق بن جا۔ ہر شخص ہے
الگ تھلک رہ اور دم زنی نہ کر۔

تو جب سے کارِ ناپاے درینے
میسے سے تھ پھیرے پھر سرِ قربان کرنے
دعوتی نہ کر۔

خود بینی کو بالکل ترک کر دے پلچوی
اور غمگین کو اپنلے پھر مردانِ خدا کی
صف میں جا کر بیٹھ۔ دعوتی نہ کر۔

جب گردِ غبار ہے کیا تو محبوب
ظاہر ہوا کبھی خزاں ہے اور کبھی بہار
دعوتی نہ کر۔

یہ دل تو ہمیں غمِ مزنِ ازخویشستن
بہارِ مزنِ مزنِ ازخویشستن

باشِ دل اُنکے باشِ عشقِ انِ یادِ باش
زہمہ بیزارِ باشِ دمِ مزنِ ازخویشستن

جوانِ تبرِ او یافتے زدی زخودِ تافتے
دنگہ تم باخستے دمِ مزنِ ازخویشستن

بہرِ بزمِ خودِ مہیں سچو دشوِ پُرمِ غمیں
دعوتِ مردانِ نشینِ مزنِ ازخویشستن

رفت چو گردِ غبارِ یارِ شدہ اُنکا
گو غزان کہ بہارِ دمِ مزنِ ازخویشستن

اردو ترجمہ

اے دل! اپنا جسمِ دما دیتے رہا
تھے۔ اس کے بعد نعرہ لگا۔ خودی کا قلعہ
توڑ دے۔ اس کے بعد نعرہ لگا۔

مردوں کا کام کر۔ دوئی کی جڑ کاٹ
تھے۔ "مادمن" خودی سے گزر جا۔
اس کے بعد نعرہ لگا۔

تو منصور کی طرح بن جا اور اپنی منزل
سولی کے تختہ کو بیا تا کہ تو جسمِ ابدِ جان سے
آزادی حاصل کر سکے اس کے بعد نعرہ لگا۔

جدھر چلبے دیکھ لے اس کا جلیہر
جلبت۔ چہرے سے نقاب الٹ دے اس
کے بعد نعرہ لگا۔

یہ نہ کارِ باکی باتیں نہیں ہیں بلکہ
مرد کی ہیں۔ تو اپنی مادیت سے شرف
اس کے بعد نعرہ لگا۔

اسی دل تن محو کن بعد از آن نعرہ زن
قلعہ ہستی شکستہ بعد از آن نعرہ زن

کارِ تو مردانِ کنی بیخِ دوئی بشکستی
بگذر از مادمن بعد از آن نعرہ زن

باشِ تو منصور دارِ منزلی کن سوی دار
تاری از جان و تن بعد از آن نعرہ زن

بلوہ اوجا بجب بنگر تا ہر کج
بڑھ زنت بزنسگن بعد از آن نعرہ زن

گفتہ این کرد یار نی بود از آشکار
بیژن شوی از بدن بعد از آن نعرہ زن

اردو ترجمہ

مستی تہ سکنہ دردمست ساختی تو
بر سر تو چتر سبز گردم شناسنی تو

کدوئی بی بیشت تو نچین آیت
نقصور گرجہ تبصر گردم سناسنی تو

این دم کہ ہو بہوت آن شہ و بریت
سرودہ بہاں بنی سرگردم شناسنی تو

منصور یافت ایہی ان گشت شامی
نور زنی بنیہ گردم سناسنی تو

دریاب آشکارا درخورد بین خدا
بکشی دیدہ بنگردم شناسنی تو

تو کریت دم کو پہچان سے توست
بادشاہ بت تو کریت دم کو پہچان سے
تو سکنہ سنجہا تیتہ تیرے سر پر ہو

تو کپت دم کو پہچان سے تو ماؤں
ادک دکیکا دمس اور کینہ و ایران کے
بادشاہ تیرے پاؤں میں سوں اور چین
کا خاقان درماشاہ تیرے رقبہ میں ہو

طرح نقور و قیصر دتہ دوم بھی
تو کریت دم کو پہچان سے تو ماؤں
س وقت تیرے عورت بن دتہ سنانے
ہے اتجہ پاسد و کربہ سر ہو جانیا سے
دینق اس پر سر زمان کر دینا چاہیے

منصور نے اصل راستہ پالیا تھا اور
اسی وجہ سے وہ بادشاہ و سلطان الوداع
ر گیا تو بھی گراپنے دم کو پہچان سے تو ماؤں
پر خیر کر نہ سکا ہے

اے شکار خدر پنے آپ کو دیکھ
اور دراصل حقیقت کو حاصل کر سکیں
کھول دیکھ گراپنے دم پہچان سے

ردیف الہامی

اردو ترجمہ

بروز در دوستان گدائی بہ
این گدائی نہ بادشاہی بہ

باش بیگانہ و در عمام
ہم بہ یاران آشنائی بہ

نگذاری دلا در محبوب
با وقت شونہ بیوفائی بہ

بادش ہر دم مجلس زندان
از بزرگی و پارسائی بہ

آتشکار تو خویش تن بگذار
از من و مائی و مائی بہ

دوستوں کے دروازہ ک گدال اچھی
ہے اور گدائی بادشاہی سے اچھی ہے

دنیا میں بیگانہ بگھر لیکن دوستوں
کے ساتھ دوستی اچھی ہے

اے دلدار محبوب کا دوانہ مت
بھولنا وفاداریں یہ وفائی اچھی نہیں ہے

ہر وقت دمنہ کی مجلس میں رہ بہ
بزرگی اور حقوی سے اچھا ہے

اے آتشکار اپنی خیمہ کی کو ترک کر
خودی سے آزاد پہچانا چھوٹا ہے



روزِ جزا

میں تے مینا نہ کی طرف رخ کیا اور
ساقی نے میرے ہاتھ میں پیالہ دیا۔

میں اس کے پینے سے مست ہو گیا
چرا کہ اس دنیا سے بیگانہ ہو گیا۔

عقل و دل ہوش اور ہوش کیاں ہتی
رہا۔ اُس ایک گھوڑے اتنا دیوانہ ہوا۔

میں نے شمع حسن کو برنگی کو جھڑپ
دیکھا میری جان پر دانہ بن گئی۔

اے آشکارا عورتوں کی طرف منگوار
نہ کہنا بلکہ ایسا کام کرنا جس میں مردائی ہو۔

روئی کرزم بسوی میخ نہ
دوستانی بدست میب نہ

نماز تو شید نش شدم بیخود
شدم از این جہان بیگانه

عقل و دل ہوش عبر ماند کجا
من یخچہ جودہ کرد دیوانہ

شمع حسن کو بکو دیدم
جان مانگشت، پچھو پروانہ

آشکارا جوزن میسارائی
کار آن کن کہ کار مردانہ



روزِ جزا

آفتاب سے دوستی کا عرف سے
نہیے شفیق مراد جس کے ہمد کبھی دس
تک سے یہ کر باں ہمد میں سس
نہا نہ پیاں ہو

شفیق مراد میں لکھی تھی تیرے میں
یہ میں پیاں اُس وقت سے دیر لڑائی
ہمد سے قیامت کر گئی۔

کبھی تھی کہ محسوس تو وہاں و ذوق
میں ہی میں ساتھ ہو تہت فرق میں
روک صفت میں ہوتے در وصال میں
سہم میں صفت میں۔

میں نے ایک کو شمشاد پر چڑھانا
کہا چاہتا ہوں کہ جس پست محبوب کا نذر
ہوتا ہے۔ اگر اس کام میں مر بھی جیلا جائے
اور دستار بھی (جو علم و فضل کا عہد مت)
تو اس سے زیادہ خوشی کو لات اور کیا ہو
سکتی ہے۔

جو مجھ پر گزرتی ہے میں اس پر
حال اس سے میں کھنکھاتا ہوں شکار تاجے
سمجھ چلے کہ یہ چشتی کی عادت ہے۔

انتہا بہر سید سال شاد نہ
تندرست متش کی قریبوں میں نہ

ہو تہہ و دردی مار نہ پیاں کر
بہمن شہدہ ہمیں ہر سو وقت نہ

تو ہم پور دلیہ و زور و زور
در بحر صفت زور و زور و زور

خود را فدائی سازم بہ نامہ و ہوا
گر مر رہ چہ تو تہہ رہا رہا ہوا

ابن حال با کہ گویم می بندد زانہ ہر
ی شکار زنی بتشق ابن غلام



۱۔ دو ترکیبے

برای زیاده باری که غیر محاسبانه
درست می آید نوشته ام که چه اندازه پشیمان

منصور اگر لاری نه دانه سجه بشماري
بستي يادکن ياري نماني کار مردانه

چهارم سیست گری کی سی از قید ماہن
تو دوزخی در ہم کہ ترا بدگشت میوانه

پیری قلع کن چستس نوشیدن شبنم همیشه
بینی تاچه راه این خوش مشهور گز تو فرزند

یون کہنہ استن چہ ازین ہمہ دی گدشتن چہ
منع با کشتن چہ ز عالم باشن یگہ نہ

بہارِ حجاز، نشینی یقین دانی کہ بیدستی
میں جو نہت ایران بود آباد میخانه

اسے ہنسی سے سنا کہ چیل کہ میخانہ
کا راستہ پکڑیں اور ساقی کے ہاتھ میں شراب
سے لبالب جام پیئیں۔

مفتی کو گروہی بلکہ اہل تہذیب کے
دائے شہر یک بلو مست بن جا اور مرگی
کا کام کر۔

اگر تو آنا چاہے تو یہ بہت ہی
اچھا راستہ ہے۔ ماد من کی قید سے آزاد
ہو جائے گا اور دنیا میں شہرِ مہیا ہو گا کہ
نابھ دیو نہ ہو گیا۔

اس پیری کے عالم میں پیالہ پھر کر
نی، اعد بے ہوش ہو جا پھر دیکھنا یہ
راستہ کت چھلے بے وعد پیر عظمہ دست کی
کوشش ہرگز نہ کرنا۔

کوئٹہ نسیمی رستے تدارک مدینا بننے
نور کمونیت سے پر ہیز کرتے سے کیا فائدہ
دنیا میں رہ کر دنیا سے میگے نہ ہو جا۔

حجرہ میں کیوں بیٹھتا ہے یقیناً رک
توبہ دین ہے۔ تیسرا مسجد اور منبر دین

مزل تو طعنہ پر زندانِ رنجش کی خندان
چہ افتادی درین زندانِ نصیبِ غصہ لفسانہ

سفید این شش چوبی گردی میگردند تو مری
همه گردی تو نام مری که ناشی تو مستانه

همیشه دنیا داری میخور را بیازاری
کسی اظهار باخوری بیافشان بهخود

بہندازی سے خرقہ درمیان کن نہیخ ریغہ
جدا با شند بر فرقه شوی پس جان جاتانہ

ببین موجود او باشد مرا مقصود او باشد
گذرای آتش کار کن تو را این از آن

: یوں پرستے تری، نہ کہ تو ریافت
 کر کے خیرش برتو ہے خواہ مخواہ اس قیہ
 خد کیوں ڈر ہے کیا شہرت حاصل کر سکی
 خاطر :

تمہیں اپنا ڈر مچھ سفید کر دی لیکن
 قہر سے مرد اٹھ گیا کوئی کام نہیں ہو سکا
 کیونکہ مرزا مستانہ نہیں بن

ترجمہ شدہ و ترجمہ شدہ کتابیں خواہ
ایک ایک کر کے یا تکلیف نیتاً جب
افتخار کرے کتابتِ قدوسی کے ایک ٹکڑے
کے واسطے ہر کھیر کے مدار پر جا کر ذیل ہوتا
یہ کالی گڈری چھینک دے لہذا ہر
کتاب چاک کر دے یا تو سب کتاب
یہ تو مہربان نہ ملے گا

دیکھو اپنی مڑھو سے اور دیکھو میرا
مستکرت — مسکرت —
رسم مستندہ در حقیقت مستندہ و مستندہ



اردو ترجمہ

واللہ باللہ میں درمیان میں نہیں ہوں
وہی ظاہر بھی ہے اور باطن بھی باللہ باللہ

وہ ہر جگہ اور ہر مقام پر ظاہر ہے بلکہ
یہ کائنات وہی ہے واللہ باللہ

راہ میں میرا ہمراہ یقین بن گیا پھر کسی
قسم کا شک و شبہ نہیں رہا۔ واللہ باللہ

تو سمجھے یا نہ سمجھے سب کچھ محبوبی
ہے۔ یہ جسم اور جان بھی وہی ہے واللہ باللہ

میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں تو وہی :
نظر آتا ہے۔ یہ باتیں درج میرے منہ سے
نکل رہی ہیں، وہی کتاب ہے واللہ باللہ
اے آشکارا دیکھ تو کہا ہے۔ جتنی
اور انس وہی ہے۔ واللہ باللہ

نہا شتم در میان واللہ باللہ
بہون اخیان نہان واللہ باللہ

بہر جا کجا ادبست پیدا
بود این خود جهان واللہ باللہ

یقین ہمراہ شد در راہ مار
نماند شک گمان واللہ باللہ

اگر دانی ندانی جملہ جہان ست
بود این جسم و جان واللہ باللہ

نمی بینم بجز او خوشی تن را
کند خود خود بیان واللہ باللہ

کجائی تو بین اسی آشکارا
ہموانست انس و جان واللہ باللہ

اردو ترجمہ

واہ کیا، یاد موافق ہمارے اوپر چل
رہی ہے۔ دیکھتا کہیں مجھے گرداب میں
نہ ڈال دے۔

میں بس دیا میں جا کر گر گیا ہوں
لیکن بحر حیرت میں غوطہ زن ہوں۔

مستی نے میرے اوپر بخود ہی طاری
کر دی۔ وہ شخص اب ہوش میں کیسے آ
سکتا ہے جس کا پاؤں پھسل چکا ہو۔

پھر جب میرا خیال بخود سے
ہوش میں آیا تو دل اس کی نعمت سے اس
طرح معمور ہو گیا جس طرح خزانہ مال سے پر
ہو جاتا ہے۔

اے آشکارا! تیری صمدت ہو
بہشت۔ قطعہ دیا ہے باہر آگیا

می روز و بر ما چہ باد شرطہ
بین کہ اندازہ مرا در و شرطہ

اندازن دریای فتادم دی
خوردہ ام در بحر حیرت غوطہ

مستی آورد کہ بر ما بخودی
کی بخود آید کہ پایش غلطہ

باز چون با خود بیامد خیال ما
دل ز نعمت ارشادہ پر فوطہ

آشکارا صورت مہر موم شد
قطعہ بیرون آمد از مشہد

اردو ترجمہ

سب کچھ ہی ست جان ہی ہے
جہ بھی، اللہ تم باللہ شک و شبہ
نہیں ہے، اللہ تم باللہ

ہر گز نہ مفاہیر ہی ہے
اب بھی خود ہی ہے، ایک جیہتی
ہی نہ تھیں وہی، وہ دھان کے ساتھ
یہ جن کی دہشتہ باللہ

خواہ خواہ کیوں گھومتا پھرتا
ہے افسوس کہ تو بید رہے، وحدت
ہے غار، ہی، واللہ تم باللہ

تجھے اگر دل کے مقام کا پتہ ہو تو
تو کعبہ کا رخ بھی نہ کہے، محبوب کا
ظہیر، دل میں ہے، واللہ تم باللہ

دل حرم خانہ ہے، اے قتل مندا
اس کا طواف کر اپنے اوپر نظر نہ کر
یعنی اپنے آپ کو کمتر نہ سمجھو، واللہ تم باللہ

دیکھو، محبوب دل اور جان کے
اندھے پشیدہ بھی اور ظاہر بھی۔
"ماومن" کو ترک کر، واللہ تم باللہ

بہشت میں جان و حق و اللہ باللہ
شک و شبہ شک و اللہ باللہ

بہشت میں خود بخود جوتی
عقل و جان کے، اللہ باللہ

یہودیہ، اگر کسی بیہات کہ بیدوی
کوئی اللہ وحدت برزخ واللہ تم باللہ

غربیہ، داری با کعبہ نہ و آری
دوبہرے ست مسکن، واللہ تم باللہ

قلب سے حرم خانہ عوٹ کن فرزند
برخیز، نظر منگن، واللہ تم باللہ

اللہ، نہان و در جان دل و دیگر
رہ، زخمی فتن، واللہ تم باللہ

اردو ترجمہ

اے محبوب، تم نے مجھے دیں
اور دنیا سے بیزار کر دیا۔ اے محبوب!
تم نے دنیا سے بیگانہ بنا دیا۔
تم نے مجھے مدد و غم عطا کیا
اور میں حیران و پریشان ہو گیا لیکن اپنا
مدد و عشق دے کر مجھے بیدار بھی کر
دیا ہے۔

میں دن رات، بلکہ ہر وقت اللہ
کا شکر کرتا ہوں کہ تم نے اس دنیا کی
کے عالم میں بھی مجھے ہوشیار کر دیا ہے۔
میں نے تمہاری شہادتوں اور ہر ذیل
کا اندازہ اس سے لگایا کہ تم نے
مجھے اپنے پہلو میں بٹھا دیا ہے۔

اے شہنشاہ! آپ نے میرے
حال پر اس قدر کرم فرمایا کہ مجھے ثواب
اور گناہ میں مختار بنا دیا ہے۔

آشکار فریاد اور آہ و زاری کرتا
ہے کیونکہ آپ نے مدد و فرق سے مجھے
بیمار بنا دیا ہے۔

ایک کہ، زہنی و دین پیہ رہا کر نہ تا
از جہان بیگانہ ای یار مارا کردہ

ارد و غم دی مز حیران پریشان گشتم
تا کہ درد و عشق خود بیدار مارا کردہ

حمد و ثناء می کند در روز و شب ہر دم کہ ما
ہم درین دیوانگی بشیاد مارا کردہ

نہر بانیہای شفقت از تو این اللہ ام
در کنار خوشی ہم قرار مارا کردہ

بادشاہم فرمودی بحالم این چنین
در ثواب و در گنہ مختار مارا کردہ

تا ہا فریاد و زاری می نماید آشکار
از فراق و در دہون بیمار مارا کردہ



ایں حقیقت میں شو چون حال پوشی کرے
جرس حق بد دیگر مر چون حال پوشی کرے
این حال پوشی او کند کز دین دنیا بگذرد
حرص ہوا ہرگز جو چون حال پوشی کرے
صد قصتا آخستی مادمی ناخوستی
این راہ دور از ماڈ چون حال پوشی کرے
اول گذر از خوشی سن از دم پاک کن مومن
پس قلعه ہستی شکن چون حال پوشی کرے
ہی بای گردی در بدر مال نلت برسم زرد
اے حق تعالیٰ بیخ چون حال پوشی کرے
فی عشق در دل رستی اسباب دیگر خواستی
این نیست و رستی چون حال پوشی کرے
مورا تراشدی چرا لہا خرمشیدی چرا
ہر سو بودیدی چرا چون حال پوشی کرے
آگاہ دل باشی اگر جز باریابی دگر
او یک ہر منظر تگر چون حال پوشی کرے
اندوہ فاسخ بودہ راہ دگر سمودہ
بر غیر خیال افزودہ چون حال پوشی کرے

انشد و بیزاری کنی لغز گدائی میزنی
قلم تو بار اومنی چون حال پوشی کرے
ماندی تو در صد پرستو زندہ نہ باشی مرتے
باور تو بر خود کردہ چون حال پوشی کرے
خود را فغان ای جوان پر از زار مکان
از بی نشان بانی نشان چون حال پوشی کرے
ای آشکارا مست شو ہم بزد رنجانہ رو
دیگر طرقت ہرگز مد چون حال پوشی کرے

اردو ترجمہ

اے دل! یہ حقیقت سن جبکہ
تم نے راز داری کی ہے اللہ کے غیر
اور کسی کے دروازہ پر ہمت جا جبکہ
تم نے راز داری کی ہے
یہ راز داری وہ کر سکتا ہے جو
دین و دنیا سے دست بردار ہو جائے
حرص و ہوس باطل نہ کر جبکہ تم نے
راز داری کی ہے۔

تم نے سینکڑوں باتیں سیکھیں
لیکن خوبی کو ختم نہیں کر سکا۔ یہ راستہ

”ماد تو“ سے دو ہے۔ جبکہ تم نے
راز داری کی ہے۔

پہلے اپنی بستی سے دست بردار
ہو جاؤ کہ سے خودی کو الگ کر پس
اپنے وجود کا قلعہ توڑ دے جبکہ تم نے
راز داری کی ہے۔

انفوس! تو در بدر پھر رہا ہے اور
دولت کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ اللہ
عالم سے خبر ہے، جب کہ تم نے
راز داری کی ہے۔

دل میں عشق کو جگہ نہیں دے دو
دیگر اسباب کا طلب گار ہو۔ یہ سچائی
کا راستہ نہیں ہے جبکہ تم نے راز
داری کی ہے۔

سب کے بالوں کو کیوں کاٹا رو
دوں کو کیوں بخت کیا اور حیرا
کیوں دیکھا۔ جبکہ تم نے راز داری
کی ہے۔

تو اگر باتیر دل رکھنے والا ہے جب
دل مہوتا تو محبوب کے سوا کسی اور
پر نظر نہ کرتا۔ اس کو ہر منظر میں دیکھو

جبکہ تم نے راز داری کی ہے۔

تو دوزخ سے خالی رہا ہے اور
دوسرے راستہ پر چل رہا ہے، ساری
تو تہ غیہ یہ مہذول کی ہے۔ جبکہ تم
نے راز داری کی ہے۔

نہ دوزخ سے ہیزائی رکھتا ہے
اور بھکار لیں کی طرح صدا لگتا ہے
تیرا دار و مدار ہی مومن (خودی) پر
ہے۔ جبکہ تم نے راز داری کی ہے
تو سینکڑوں سچائی بات کے مندر

رہا ہے تو زندہ نہیں ہے جبکہ تم نے
تم نے اپنے آپ کو کچھ سمجھ لیا ہے
خیر تم نے راز داری کی ہے

اے جون! اپنی آپ کو فنا کر
”۔ مکان کی طایف پر داز کر تو
ے نشان بنے کا نشان حاصل کر
سے کہ جبکہ تم نے راز داری کی ہے۔

اے آشکارا! مست ہو جا اور
نہی نہ کے دروازہ پر ہا دوسری طرف
نہر دھب یہ نہ کہ جبکہ تم راز داری کی ہے

سے بیگانہ کر دیا اس آخری دفت میں
مجھے منصور بنا دیا۔

میں گھر اور دین سے دست
بردار ہو چکا ہوں اور بالکل آزلو ہو کر
بیٹھ گیا ہوں مجھے تو نے محمد کے نام
سے ستور کر دیا ہے

میں مسکانہ میں گیا تو مجھے پیالہ دیا
گیا اون سات مجھے نشہ میں بخور کر دیلے
میں دین و مذہب سے ہنس
چکا ہوں، تار کو توڑ چکا ہوں تو نے
مجھے دندی اور عاشقی کے طریقہ میں
پسند کیا ہے

یہ پہرہ جو مجھے ملا ہے میں
اس سے خوش ہوں میں تیرے غلاموں
کا غلام ہوں میں اپنا سر تیرے غلامانہ
پر ڈال چکا ہوں مجھے تو نے اپنا
شکر گزار بنا دیا ہے

تو نے حکم دیا ہے کہ "وہن اقرب"
کارا نہ بالکل مت چھپانا پھر اے
آشکار! تو بھی اس کو ظاہر کر دے اے
محبوب! تو نے مجھے اس کے لئے
ماہور فرما دیا ہے

یہاں مع انفرقت چنان دور مار کر دے
باشقہ ہم باہر جسہ ہجو رہ کر دے
ایسہم و جان پر کھنڈ گزی نہ گل میگانہ
روقت این آخر زمان منصور مار کر دے
نہ خروین جگہ شہم از دشت شہم
ریسم اسم محمدی مشورہ مار کر دے
نہم ہو سب نہ دروہ مر اپہ نہ
سب دیوانہ نشہ خور مار کر دے
یکیش و مذہب شہم زنا ریکہ شہم
دروہ دندی عاشقی منظور مار کر دے
زہر میں خور شہم از بند کانت بندام
برید نور افندیہ مشکور مار کر دے
فرمودہ اقرب چنان میں سرکن ہرگز نہاں
بس آشکار کن عیان نامو مار کر دے

اند و ترجمہ

اسے مجھ سے ہونے ان لوگوں کو
ٹانے والے مجھے اپنے سے دور کیوں کیا
ہے تو سب کے ساتھ ہے لیکن مجھے
الگ کر دیا ہے
جہم اند جن سے بیزار کر دیا گل

اردو ترجمہ

ہر جانب کیوں دھڑکتا رہا گھر
کے کونے میں بیٹھ جانا فوس کر رہنے
نہیں دیکھا تو گھر میں کونے میں بیٹھ گیا
تو شام، عرب، ایران اور تودان کے
ستے کیوں پوچھتا ہے جہنم نہ ہو گھر
کے کونے میں بیٹھ جا۔

تو نے ہر ملک گھوم پھر کر دیکھا
لیکن دل کے اندر نظر نہیں کی ابھی
مردانگی سے کام لے اور گھر کے کونے
میں بیٹھ جا۔

گھوٹنے پھرنے سے پاؤں کے
تلوے بھڑکتے ہوتے ہیں بال بال جھڑ
جاتا ہے وہ تم سے باہر نہیں ہے
گھر کے کونے میں بیٹھ جا

اگر تم نے مصیبتیں برداشت کی
ہیں اور سینکڑوں قصے سننے میں لیکن
تو اس تک نہیں پہنچ سکا اب گھر کے
کونے میں بیٹھ جا

ہر سوچ اور دیدی باہشی تو کنج خسانہ
سیہات تو دیدی باہشی تو کنج خسانہ

شام و عرب چہ ایران پر سی تو راہ توران
ہرگز نشو تو جیران باہشی تو کنج خسانہ

ہر کشور و جگہ دی در دل نظر نکردی
عانا لیکن تو مردی باہشی تو کنج خسانہ

پاکف برہ خواشد ہر موہو ترا شد
بیرون نہ تو باشد باہشی تو کنج خسانہ

گر نہ چہ کشیدی عدت قصہ ہاشمیدی
با او نہ تو رسیدی باہشی تو کنج خسانہ

در کعبہ بستی حاصل گشت سے
ناحق خیال بستی باقی تو کنج خزانہ

کردی بسی زیارت پیری مہر عمارت
کردی جوچہ کایت باقی تو کنج خزانہ

بارد فغسل داری صد نہا شماری
بی یقین نیاری باقی تو کنج خزانہ

دام نماز خونی واقف من رانی
از خود بخندانی باقی تو کنج خزانہ

جون آشکار بستی لک شو موج مستی
زین و آن بستی باقی تو کنج خزانہ

تو کعبہ میں گیا، لیکن تجھے مستی
حاصل نہیں ہوئی، تم نے خواہ مخواہ یہ
ارادہ کیا، اب گھر کے کونے میں بیٹھ جا
تم نے بہت سی زیارتیں کیں اور
تمام مخالفت دیکھ لیے لیکن بتاؤ سہی
تم نے کیا حاصل کیا، اب گھر کے کونے
میں بیٹھ جا

تو ذکر و ازکار میں مشغول رہتا ہے
تسبیح پڑھتا ہے لیکن تجھے یقین نہیں
ہے گھر کے کونے میں بیٹھ جا

تو ہمیشہ نماز پڑھتا ہے لیکن
"من رانی فقہراً الحق" کے لڑا سے
آگاہ نہیں ہے تو اپنے آپ کو بھی
نہیں پہچانتا اب گھر کے کونے میں بیٹھ جا
تم نے جب اپنا نامہ آشکار رکھا
ہے تو اب موج و مستی میں محو ہو جا پھر
اس سے اور اس سے آزادی حاصل
کر لے گا، اب گھر کے کونے میں بیٹھ جا

اردو ترجمہ

اے دوست! تجھے پتہ ہی نہیں
ہے کہ تو مالک ہے یا غلام ہے پھر
اپنے دونوں گھٹنوں کے زریں سر
کیوں ڈال رکھا ہے

تو جس کو عزت کرتا ہے تین کرور
تو ہی ہے پھر خجے بنا کہ تو اس قدر
پریشان کیوں ہے

یہ وہ بقی میں سے جانا ہے
آب سے آگے گریہ جاتا کہ یہ لڑائی
نہ ہو جائے کہ تو کتنے پانی میں ہے
شک و شبہ، تو کتنے یقین رکھ
انسان بھی دینی ہے وہ جہان بھی اپنا
اگر سمجھ دار ہے تو کون غیہ نہیں ہے
تو گوہر ہے بہا ہے یکن تو اپنے
قد و قیمت سے آگاہ نہیں ہے کیا
ہوا اگر تو اس مٹی کی تہ میں جبر
خاکی میں پلٹا ہوا ہے۔

ی کہ زبانی رخود خواجہ یا ہندہ
وہ دوزخوی خود چون سرانگندہ

تا تو بجوئی کہ باد رکھن آن توئی
بہر چہ باما بگو چہ پند پرانگندہ

پردہ بخش زمین بھڈاز خوشن
تا شود شکار کاند چون پندہ

نسب نسب زین انسان زمان اور
زیچ زین شہرست بد کر تو بدامندہ

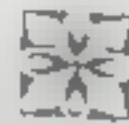
تو زین قیمتی قدر ندے و خوش
شد چہ درین شت خاں کرچہ تو آگندہ

ای کہ تو برگزیدہ یابی از دی نشان
سوی عرب رستم و شام گرجہ تو پویندہ

واقف شو ز موزدان افلاک و مہر و ن
یابندہ ز گزینہ خود جو پسندہ

باد تو آسیرین نہ بخرو می عیان
نہ ز نا احق ز دردم آسندہ

نوش کنی شکار مجرب از راز او
گم شوی ای آشکارہ زہ یا زندہ



لے دوست! تو اگر غریب شام
اگر دہ کی جانب دوڑتا ہے گا تو یہ
خیال ہرگز نہ کرنا کہ تو اسے حاصل کر سکتا
اس سے کبھی حاصل کر دو
افلاک بھڑون کو سمجھنے کی کوشش کر تو
اگر اسے اپنے اندر تلاش کرے گا تو
اسے پتہ چلے گا۔

تجربہ سے اس نے یہ کہ تو نے راز
میں کیا اور انا الحق کا نعروں کے اندر
لگا ہوا ہوں۔

اے آشکار! محبوب کے راز کا
ایک طرف کان کھول کر سن لے۔ لے
آشکار! تو زندہ ہو یہ مردہ بنو اور
منتفرق ہو جا۔

اردو ترجمہ

میں بادشاہ کے ہاتھ پہ چلے ہوا
شہباز تہوں اور دہلی سے پھٹا کر
کے میاں آگیا ہوں۔

اچانک جسم اور جان کے ملک
میں جا پہنچا اور راستہ میں بڑی لکھنیں
اٹھائیں۔

درد کی وجہ سے دل اور جان
کا آرام مفقود ہو گیا کیونکہ مدت سے
قید خانہ میں ہوں۔

میں ہجر اور فراق میں گزر گئی
کیونکہ اس (بادشاہ) کے ہاتھ سے
دور رہا ہوں۔

اب پھر اس کی جانب کشش
ہونے لگی ہے اتنا اس مکان سے
پھر پرواز کرتے والا ہوں۔

دراصل بادشاہ کو میر و سیاحت
کا خیال ہوا تھا، میں سمجھتا ہوں کہ
میں ایک بہانہ تھا۔

میں بادشاہ کے ہاتھ سے الگ
کیوں رہا۔ اب میں بادشاہ کے واسطے
پریشان ہوں۔

من ان شہباز از دست شہباز نہ
کہ پرواز می نمودم اند زمانہ

بملک جسم و جان ناگہ رسیدم
کشیدم رنج رخت در میانہ

شدہ آرام جان و دل ز دردم
بود مدت کہ نذر قید خانہ

گذشت ایام ہجر و فرقت
کہ دور افتادہ ام از دست آنہ

کہ باز آنون قنار کشش سولش
پرندہ می شوم اند این مکانہ

خیال افتادہ شدہ باہر سمیری
یختین دانم کہ بردم من بہانہ

چرا از دست سلطان دور گشتم
پریش نام بہر شہ جہانہ

کہ چون یاد آورم آن شفقت شاد
لنم افسوس اینجا بیکرانہ

میتا ہے۔

میں یہاں بڑی حسرت کرتا ہوں
کہ وہ بادشاہ کہاں ہے اور وہ
آشیانہ کہاں ہے۔

آخر بادشاہ مجھے یاد کر رہا ہو
مگر بس میں بھی یہاں سے دوڑتا
ہوا جاتا ہوں۔

میں بادشاہ کے ہاتھ کے بغیر
تیراں پر تیراں ہوں کہ مناسق کے حال
سے وہی باخبر ہے۔

میں اسی وقت نسیان کے دام
میں پھنس گیا جس وقت بادشاہ کے
ہاتھ سے گئے۔

بچے اُسے کہتے تھے چھوٹی مڑ
حاصل ہو گا میں ابھی جا کر حضور میں
مانہ بقیہ ہوں۔

اے آشکارا تیرے پریشان حق
کا قصہ سنو یہ داستانِ ابدِ ناہر لوگ
ان باتوں کو نہیں سمجھتے۔

دین دوران حسرت میخوم پس
کجا آن شد کجا شد آشیانہ

کہ آخر می کسند سلطان یارم
کہ اینک یہ دم آنجا روانہ

بجز دستش ندیدم حیران پشیمان
کہ دافن جان باشد عاشقانہ

در آن دم آمدم در دام حسرت
کہ چون اند دست شد گشتم روانہ

شور آن پایہ محاسن باز را
بیک دم میروم در حسرتانہ

پریشان تاں بشنہ آشکار
نمی دانند این را فاستانہ



اردو ترجمہ

پرندہ تے جب دریا کے پیر
آشیانہ بنایا تو اس کے اوپر میگر
بڑی بڑی موجیں گزر گئیں۔

موجوں کے خوف سے اے ارم
اور قرار نہیں تھا کبھی یہ موجیں
کے اوپر خار و خش بھی لا کر پھینکتی تھیں
وہ ہر وقت دل کی آنکھیں پائے
کی سوان پر رکھنا تھا تاکہ گردشِ دور
فراموش نہ ہو جائے۔

ہرگز غافل نہ ہوتا اور یہ دل
پوری پوری تیر رکھنا اے دل اکر
کو قطع نہایت سمجھتا۔

اے آشکارا اتم نے کون سا
پس ڈھیر رہا دنیا میں اپنا گھر کیوں بنا
جیکہ تو جانتا ہے کہ یہ ہمیشہ تو کم ہوتا
ہے۔

مرنگ میان دریا کردہ چو آشیانہ
بالائی اور دان شد صد موج بیکرانہ

آسودگی نہ اور از خوف موجہائیش
گا ہے کہ خار و خش را ہم بر زند در آتہ

آن داشت چشم دل لور آب سلیم
نسیان تا نکرد داز گردش زمانہ

ہرگز مشغول غافل نہ تھا بخیر تو داری
این دل میں جہان را دانی ہمہ بہانہ

بر پا چرا تو کردی بنیاد خاکِ ان را
دانی مدام باشد کی آشکار خانہ

اردو ترجمہ

وہ ہندو جو اپنے آشیان سے
گڑگیا تھا، وہ جسم اور جان کے ملک
میں پہنچا تھا۔

وہاں اس نے بہت حزمہ کرنا
اور سیکڑوں آسائشیں بھی دیکھیں اور
لکھنیں بھی اٹھائیں۔

صفت پر چوپنچ مارنے لگا اور
بے بہا موتی حاصل کر لیا۔

یہاں ہزاروں اہم ترین کام ہیں
لیکن انہوں نے ان پر اسی طرح سے
نظر نہیں کر سکا۔

واوی کے کنارے کنارے گھومتا
پھرتا رہا، اس دریا سے لطف نہیں
اٹھایا۔

آخر کار وہ واپس چلا گیا جب
ہم سے یہ طعنہ سنا۔

نہ مرغ کہ ز آشیان پریدہ
در کشور جسم و جان پریدہ

گزران غور لبس کہ دروی
ندر راحت ورنجہا کشیدہ

مقارہ زندہ شد صدف را
دہ دانہ بی بہا سائے چیدہ

سہات بود عسکر اسہات
بانیک منظر سہان ندیدہ

بر حسن وادش گردید
لذت نہ اندان بحر حشیدہ

پس رستہ باز آشکار
چون طعنہ زما ہمیں کشیدہ

اردو ترجمہ

اے پیارے پرندے! تو وادی
سناڑ کر یہاں دانہ چگنے کے لیے آیا ہے۔

تو جو اپنی چوپنچ سے سینکڑوں نئے
بھیرتا ہے تو اس کی وجہ شاید یہ ہے
کہ تم نے راستہ میں بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں
تم نے کتنی منزلوں میں مضطر کیا
اور کس طرح جو کچھ تم نے دیکھا ہے وہ
بہیں بھی بتا دے۔

پھر اس خاکدان میں تم نے اپنا
آشیانہ بنا لیا ہے اور درود و سچ کی چاشنی
بھی خوب چکھ چکا ہے

تو وہاں لامکان کی سیر میں مشغول
تھا لیکن یہاں قید رستی میں گوشہ گزریں
ہو گیا ہے۔

اے آشکارا میں اس بہم کا قہر
جانتا ہوں ہر اس دار فانی سے تم نے
ایک قطع کر لی ہے۔

ای مرغ آشنا کہ ز وادی پریدہ
از بہر دانہ چیدن اینجا پریدہ

صدگونہ نغمہا کہ ز منتقار میکنی
در راہ بار محنت بسجدا کشیدہ

در چند منزلات سفر کردہ چہ گون
آگہ بیا بکن ز ہمہ انچہ دیدہ

درشت خاک ساختہ باز آشیان
وز درو چاشنی نساوان حشیدہ

آشجا کہ بودہ تو در سیر لامکان
نجا بقید رستی گوشہ گزیدہ

دانستہ ایم عاقبت این کار آشکار
زمین جاننا مستر طمع پریدہ

اردو ترجمہ

مے محبوب! تم نے اپنے سن سے
تین دیر نہ بنا دی ہے وہ دونوں جہاں
سے نیک نہ کر دیا ہے۔

تم نے مجھیں درد و غم میں ڈال کر
عجب کلام کیا ہے دل کو غیر سے خالی
کر دیا ہے اور مجھے اپنے ساتھ اپنے
گھر بٹھا دیا ہے

ایک دن تم نے اپنا رخ انور
دیکھا اور اندھنوں کو دل میں وہ تو ہی تھا
وہ تو ہی تھا جس نے مجھے متاثر بنا دیا
تو میرا مجمع حسن افزہ بے بس ہو گیا
یک روز بیکہ لیا اندھوں میں پڑ گیا۔

مجھے تم نے پرانا بنا دیا
میں خدا کو شکر کرتا ہوں خودی
کو توڑتا ہوں اپنے آپ کو تیرے میں
ذاتِ محبوب تم نے مجھے بڑا حوسرست
فرمایا ہے۔

یہ شکر ہے تم کو درد و غم میں
ذاتِ بیدار ہے میرا ہے۔ تم نے مجھے
بیش و شہرت سے بیزار کر دیا ہے۔

ای یارِ یاسینِ نوحِ دیوانہ مارا کر دے
انہی جہاں میں ان جہاں بیگانہ مارا کر دے

درد و غم انداختی گاری بجا رہی
انہی جہاں میں پڑا خستہ ہمارا کر دے

روزی رختِ بنودہ آن طرہ کشتہ
تو بودہ تو بودہ مستانہ مارا کر دے

تو شمعِ حسنِ فردنِ دیم ترا یک و من
افتادہ ام در سوزنِ پروانہ مارا کر دے

الحمد للہ می کنم ماوتی را بشکرم
خود را بجزرتِ فلکندہ روانہ مارا کر دے

بے شک رست از تو ہمہ نہ جنتی و جہنمی
ز عیش و عشرت بہرہ پرکانہ مارا کر دے

اردو ترجمہ

اے دل! تو جانتا ہے کہ تیرا درد
جسے یا نہیں ہے خواہ مخواہ ایک خیال
باطل۔ یہ تمہارے کمر باندھ لیا ہے
تو درمیان میں جسے ہی نہیں تو
کچھ ہے وہی ہے خواہ مخواہ کس لئے
دیوانہ ہوا ہے۔

پھر ایسا دعویٰ نہ کرنا کہ خودی کو
دم نہ مارتا تو اگر بے خود ہو گا تو وہ بھی تو
ایک سر بستہ راز ہے

خودی کو پہلے ترک کر تو رہی تیرا
جس یعنی نہ زبانی دعویٰ کر اور نہ اپنے عمل
سے اس کا اظہار کر پھر تامل حق کا نہ
لگا کر معدوم ہو جا۔

کفر کہاں اور دین کہاں دونوں
صیانت سے محفوظ ہو گئے کہ نہ کفر نہ دین
کو ترک کر کے تو گئے گمراہ مارا کر دے

آشکارا اپنے اس باز کو دنیا میں
ظاہر کر دیا اے دوست! تو اگر ناشناس ہے
تو منصور کی تعارف بجا

مستی تو یا نہ ای دل دانستہ
ز حق بر باطلت عبث کمر بستہ

تو بلیانِ نیستی انچہ بود او بود
بہرچہ دیوانہ وار سرگشتہ گشتہ

دیگر دعویٰ مکن دم مزن از خویش
بی خود باشی اگر خود سر بستہ

اول از قول و فعل بگذر از ما و من
گم شدہ بعد از ان انا الحق گفتم

کفر کیا دین کیا ہر دو برفت از میان
کہ من و ما رفتہ رستہ بگذر مشتمل

سرہیں آشکارا کر دینا علم عیان
کو جس جو منصور زن ای اگر آشفتہ



اردو ترجمہ

اے محبوب! تم نے اپنے حسن سے
میں دیر نہ بنا دی ہے وہ دونوں جہاں
سے بیک نہ کر دیا ہے۔

تم نے ہمیں درد و غم میں ڈال کر
عجب کام کیا ہے دل کو غیر سے خالی
کر دیا ہے اور مجھے اپنے ساتھ اپنے
گھٹن بٹھا دیا ہے

یک نہ سنے اپنا رخ انور
دلی یا اللہ نہیں کھول دیں وہ تو ہی تھا
وہ تو ہی تھا جس نے مجھے مستانہ بنا دیا
تو میرا شمع حسن انداز سے سینہ میں رکھ
ایک وند بیکھ لیا اور سوز میں پڑ گیا،
مجھے غم نے پھانہ بنا دیا

میں نند کو شکر ادا کرتا ہوں خود
کو توڑتا ہوں اپنے آپ کو حیرت میں
ذات ہوں تم نے مجھے بڑا حوصلہ عطا
فرمایا ہے۔

یہ اشک: جسے تم درد و غم میں
ڈال دیا ہے میرے۔ تم نے مجھے
میت و عشرت سے سزا کر دیا ہے۔

کیا یہ رہا حسن خودت دیوانہ مار کر دے
اے این جہان! آن جہان بیگانہ مار کر دے

درد و غم انداختی گری غماز سستی
از غم دل پر نہ آستی ہمنانہ مار کر دے

روزی دخت بخود آن طره کشود
تو بود تو بود مستانہ مار کر دے

تو شمع حسن فروز من دیم ترا یک من
افتادہ ام در سوز من پرانہ مار کر دے

الحمد للہ می کسم ماوتی را شکم
خود را بچرت افکند مردانہ مار کر دے

میں آشکار ست از تو چاند ختی در غم
ز عیش و از عشرت بہم پرکانہ مار کر دے

اردو ترجمہ

اے دل! تو جانتا ہے کہ تیرا درد
بے پائیں ہے خواہ مخواہ ایک خیل
باطل — پر تم نے کمر باندھ لیا ہے
تو دیزان میں ہے ہی نہیں ہر
کچھ ہے وہی ہے خواہ خواہ کس نے
دیوانہ ہوا ہے۔

پھر ایسا دعویٰ نہ کرنا اور خودی کا
دم نہ مارنا تو اگر بے خود ہو گا تو وہی تو
ایک سر بستہ راز ہے

خودی کو پہلے ترک کر دے جو شکر
جس یعنی نہ زبانی دعویٰ کراد نہ اپنے عمل
سے اس کا اظہار کر پھر نامالحق کا خود
لگا کر معدوم ہو جائے۔

کفر کیاں اور دیں کہاں دیوں
دیزان سے مستور ہو گئے کمزور من و ما
کو ترک کر کے تو آگے گز گیا اور تیرا جو

اشکار: اپنے اس راز کو دنیا میں
ظاہر کر دیا اے دوست! تو اگر ناشق ہے
تو منصور کی نقارہ بجا

ہستی تو یانہ ای دل دانستہ
ناحق بر باطلت عبت کمربستہ

تو بلیان غیبتی انچہ بود او بود
بہر چہ دیوانہ وار سرگشتہ گشتہ

دیگر دعویٰ کن دم مزین از خوشی
بیخود باشی اگر او خود سر بستہ

اول از قول و فعل بگذر از مومن
گم شدہ بعد از ان نامالحق گفبتہ

کفر کجا دین کجا ہر دو برفت از میان
کد من و ما رفتہ رستہ بگذر شدہ

سر پہن آشکار کرد بنام عیان
کوس چو منصور زان ای اگر آشفستہ

اردو ترجمہ

اللہ کے ذکر و فکر کے سوا گوشہ نشینی سے کیا فائدہ نکتہ توحید کو بیان کرنے کے سوا بولنے سے کیا فائدہ۔

اسنے لاشہرت اور عزت کی خاطر بار بار مسجد اور خانقاہ میں جلتے سے کیا فائدہ۔

دوست کے دوسے جو تیری آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں ان سے اگر تونے اپنا منہ نہیں دھویا تو بار بار ہاتھ اور پاؤں دھوئے (وہ صواب کرنے)

کیا فائدہ ہے کیا فائدہ ہے اے ناہد! اگر تیرے دل میں اس کا قرب جاگزیں نہیں ہوا (یعنی اللہ کا تقرب حاصل نہیں ہو سکا) تو مجھے بتا کہ ہاتھ پاؤں دھوئے (خانا نہ پڑھئے) سے کیا فائدہ۔

اے شکار! محبوب ہر وقت تیرے ساتھ ہے پھر اوہرا دھڑلے بچنے سے کیا فائدہ۔

بیاد حق بکج نشستن چہ فائدہ
جز حال نکتہ وحدت گفتن چہ فائدہ

ای دل برای شہرت ناموں بار بار
در خانقاہ مسجد نشستن چہ فائدہ

بآب دیدہ و شستنی زرد دوست
ہر وقت دست پای شستن چہ فائدہ

تاکم جو قرب و بدلت نیست تہا ہدا
باما بلو کہ باز و بستن چہ فائدہ

آن یار آشتکارا بالو بود مدام
ہر سوسوی نامہ نوشستن چہ فائدہ

اردو ترجمہ

اس کے عشق نے اس قدر آوارہ بنا دیا ہے وہ نہ میں کیا ہوں میں تو یک مسکین و عاجز ہوں۔

میں بیچ دیا کے رہ گئی پیانا ہی رہا بس بدلتے اندازہ: ناسک کرنے کے سوا اور کیا چارہ ہے۔

میں اس کے دھال سے بھی پریشان خاطر ہوں اور غمناک کی طرح آئینہ مٹا رہا ہوں۔

۔۔۔ عمر گزری اور میں بس کنہا ہی اس کے لاش میں چلتا ہوتا ہوں متزلزل میں بھری ہوئی۔ جب اس کا نظارہ ہوگا۔
اے شکار! اسیتہ سے آگے نکلا ہے
کیونکہ میرا دل بھی شکر خرق میں تیسرا
مکڑے ہو گیا ہے۔

کہہ چندان عشق او آوارہ
من چہ ام مسکین یک بیچارہ

در میان دریائے ماند خشک لب
نیست جز زاری دیگر چارہ

در وصالش شد پریشان خاطر
اشکبار نیم چون فوارہ

میر دم دوراہ او عمر گذشت
قطع منزل اندیک نطف لڑہ

می کشد از سینہ اشکار
شد دلم و بر مجر او سیارہ



اردو ترجمہ

محبوب سوئیلیں بدل کر جبرگ
ہو لہے ظاہر بھی ہے اور پوشیدہ
بھی ہے

آنکھیں کھول اور دلتے آگاہی
حاصل کرو کہ کون ہے جو بول رہا ہے

اس کا جلوہ گلی گلی میں نمایاں
ہے اور ہر چیز اور ہر نشان میں اس
کے رخ نور کا کھن ہے۔

خلق الاشیاء وہو عینہ ہے
تو ہی لیکن ہر کائنات جہاں دکھایا ہے

اللہ نے چاہا کہ ناز و انداز کیے
اس لئے عجوبوں کی شکل میں ظہور
پذیر ہوا۔

اے آشکارا وحدت اور
کثرت کو ایک ہی سمجھ دو میں چار
میں اور پانچ میں وہی ہے۔

یاد بعد شمس عینان آمدہ
ہم بعینان چون بہ نہان آمدہ

دیدہ کشا واقف اسرار شو
کیست ہمان کو بہ بیان آمدہ

جلوہ نمودار شدہ کو بگو
حسن رخ بہر نشان آمدہ

خلق الاشیاء وہو عینہا
ہست ہمون نام جہان آمدہ

خواست کہ تانا زو کر شمر کند
ظہر اور شکل بستان آمدہ

وحدت و کثرت یکدان آشکار
در دو پنج و چار ہمان آمدہ

اردو ترجمہ

عشاق کو اس کے حسن نے بہت
ہی آوارہ بنا دیا ہے میں اس کے
شہر کی گلی میں بیچاروں کی طرح پڑا
ہوا ہوں۔

میں اس کے فراق میں کئی روز
تک دنیا میں آوارہ پھرتا رہا لیکن
ایک ہی نظارہ سے میری منزل پوری
ہو گئی۔ (یعنی میں اپنی منزل مقصود
پر پہنچ گیا)

دل پریشان جگر پر بیان تن پر درست
درد مند اور آشکھیں نوار کی طرح تلو
برسا رہی ہیں۔

میں نے پوچھا ہے محبوب بقیہ
وہاں ہیں کیسے غیب ہو گا؟ وہاں
تیرے دیر سے اے کون چاہتے ہیں۔

اے دوست جہاں تو تھا وہاں
حب کرتے ہیں وہاں اے آشکار
دل آواز قیوں، وہی ہے جو تیرے
دکھتے ہو۔

عشقان زاحشش کرد لسی آوارہ
ما فیادیکہ بکوی شہبیش بیچارہ

چند ایام ز ہجرش بچہان گردیدم
خلق منزل من گردید ز یک نظارہ

دل پریشان جگر پر بیان تن پر درست
اشکباران ز دیدہ ہچون نوارہ

گفتہ امی یا صیال تو بیا چون گردو
گفت سرد و بجز این هیچ نباشد چارہ

ای کہ طلبند ہما بنجادل شکستہ را
آشکار اول آنست کہ بود سی پاء



آن بار بالوصوت انسان برآمد
غازی شدہ مقابل میدان برآمد
گر تخت بر دوائی بدو پرسی بزم
باری دیگر بشکل سیماں برآمد
از عشق آن مودہ تھا بچہ سیال
را بھو صفت تخت بزاران برآمد
دیدہ بال خوش بود مست شد چنان
شیدا و والد ہم حیران برآمد
آن قباب حسن بعد مہمور کرد
یوسف بصر از چہ نفعان برآمد
در صلف و بیان تماشا جمعی کند
گاہی شہ آن بہ بنگہ غیبان برآمد
گاہی بظہرات خمد علی شدہ
گاہی رک بلائے شہیدان برآمد

اردو ترجمہ

تار خوب انسان کی صورت
یہ آیا سے نازی بن کر میدان میں
معاذیر آگیا ہے۔
کبھی دیوانہ پرچی کے ہاتھوں

سے جو اپنی تخت اٹا کر لے جاتا ہے
او کبھی میدان کی شکل میں تصویر بن کر
توڑا ہے۔

عشق نے جس سے جھٹک سہا
میں نہ کیا۔ نہ نچھن کر تخت سزا
ستہ ہے۔

اپنا حسن و بھم سب سے اوپر
تندست ہو گیا کہ دیو نہ معیون در
تین ہو گیا۔

سے قباب حسن سے
میں مہور کیا۔ یہ صفت تہذیب
یہ کائنات سے حل کر رہا ہے۔
کبھی کبھی تاپتے ہوئے
والوں میں شامل ہو کر مائیں بھی بنا
ہے وہ کبھی غریبوں کی حویلی میں
نہیں۔

کبھی تہذیب و تمدن کے حامل نہ
تہذیب و تمدن اور مائیں کے شہروں
میں صورتوں میں مہور پذیر ہوتا
ہے اور کبھی شہر کے گرد کی صورت
میں خود رہتا ہے۔



درد و غم بادشاہ عشق تیار آمد
کہ جو من کہ یسلم کہ بخت ار آمد
اندہ انا الحق زردہ تصویر ہزار رسید
ایک عشق ناکہ ان پر شمع نہیں آمد
اتاکہ از زہور سے رفت در دلی رسید
سہ بر ایندہ زخم و کراہیدہ ار آمد
در ترقی عشق صفوان برقت از خوشین
کر کہ سحر بر طرف زریہ زمار آمد
نماہ شرف الدین لعلہ بو علی مراد عشق
یاد قالی او ہمیں از ملک تار آمد
بخدا این کبر و عبادت ہری ہر دیا
تعلی شہ آن زریہ عشق دکار آمد
در خراسان بود عشق نام عبدالحق عشق
او کہ در مجموعہ علم دان گرفتار آمد
عشق سلطان تہذیب و تمدن کر
پرست ز جہش جدا کرنے بدد ار آمد
تو جو بولعاس منصوبہ بودہ ہم عشق
اندر میں میدان عشق تیار با یاد آمد
شیخ میکیل بود و رتہ ادسا گر د علاج
دست شست از زندگانی پس بجز ار آمد

صوفی شاہ غایت در سواد و سند بود
او ہمارے شمس عشق پس بگوں سار آمد
کتہ شد کہ دل دگر تیر و کیا ہی نام او
تا کہ وہ موسیٰ سہاک خوش خبر ار آمد
من کہ یلم من رحیمہ شاہ کرل دم زندہ
آشکارا من کیم او خود با قرار آمد

اردو ترجمہ

دونوں جہاں میں تہذیب و عشق
سیار بن کر آیا، کبھی مومن بن کر کبھی
مسلمان بن کر اور کبھی کافر بن کر آیا۔
انا الحق کا انصرہ گایا اور منصوبہ
من کر مول پر پہنچا۔ اچانک اس کے
عشق کی تلوار شیخ غفار کے سر پر آگئی۔
شیخ فرید الدین عطار تار مار یوں کے
جسے کے وقت شہید ہوئے تھے۔
یک تار ماری سپاہی ان کو گھر سے
پکڑ کر مقصد میں لے گیا۔ اس وقت
شیخ سکرا اور استغراق کے عالم میں
تھے۔ سپاہی کو دیکھ کر کہنے لگے کہ
پیشینہ کی ٹوپی پہن کر آکر سے تلوار

باندھ کر گھٹے پر سوار ہو کر مشرق سے
ڈیالہ ہے اور بھٹا ہے کہ میں تجھے نہیں

پہچانتا: سپاہی تے کچھ بھی نہیں
سمجھا اور تلوار مار کر شہید کر دیا:

میر مر جب لاہور سے وہی
پہنچا تو بکٹ اور مناظر سے ہزار

ہو کر اپنا سر کٹوا دیا۔
عاشقی کے طریقہ میں صنعاں

اپنے کپے میں نہیں رہا تبھی کو ایک
طرف پھینک کر زنا سے بہن لیا۔

حضرت شاہ شرف الدین برہن
قلندر (رحمۃ اللہ علیہ) جو عشق میں سوار

ہے دیکھو اس کا محبوب قاتل ملک تار
سے آیا۔

نہرت نجم الدین کبریٰ عبد اللہ
ہوئی جو دونوں دوست تھے وہ بھی

عشق کے نیر سے تن ہو کر کا آ گئے۔
خراسان میں عبد الخاق کے نام سے

ایک عاشق تھے جس کو گزنا کر کے سما کی
جس میں لایا گیا۔

سلطان عشق نے شمس تبریزی کے

اردو ترجمہ



گشت پیدا ایک ناپیدا شدہ
انہی کی دانی کہ صدا شیا شدہ

تو چہ در بند من و اماندہ
ہر کہ از خود رفت او آغا شدہ

این جهان باشد شعاع نور او
جلوہ حسنش بین کہ او ہر جا شدہ

آمدہ در صد مظاہر یار ما
صورت محسنون یا سلیقہ شدہ

کہرت از دست دوست نہت نہت من
جو کہ از یک قطارہ دریا شدہ

شکار در دوعادہ گشت یار
ہر کہ نورش دید او شیدا شدہ

ظاہر ہوا لیکن پوشیدہ رہا ایک
سینکڑوں پتھر تک پیدا ہوئی۔

تو کیوں "من و تو" کی قید میں نہیں
گیسے جس نے اپنی خودی ترک کی۔

یہ کائنات اس کے نور کی ایک
شعاع ہے اس کے حسن کا جلوہ دیکھو

یہاں ظاہر ہے
میر محبوب سینکڑوں مضمر ہیں

جادوئے جلالت کبھی مجنوں اور کبھی یار بنا
تے۔

کثرت و وحدت سے ہے اور
وحدت کثرت سے ہے کیونکہ ایک

قطرہ سے رہا ہوا ہے
اے آشکار! محبوب و غنیمت

میں گھومنا چہا جس نے اس کا نور
(محسن) دیکھا وہ عاشق ہو گیا

القد وکھا اہرن زمانہ میں سیکرادیں صورتوں
میں جلوہ گر ہوا۔

آنکھیں کھول کر صحرائے احدیت
پر نظر کر دو ہی پرندہ ہے اور وہی آشیانہ۔
سانا بھی وہی ہے ساقی بھی وہی
شراب بھی وہی ہے وہی مطرب ہے
اندوہی ساز۔

سب کچھ وہی ہے سب کچھ وہی
سب کچھ وہی۔ خواہ مخواہ دوسروں
پر تمت رکھی ہے

کبھی بلیس کے منہ میں نہ رہتا
تبتا ہے کبھی اور جنت ہے کبھی متوق
بنا ہے اور کبھی عاشق۔

کبھی تقویٰ کے لباسِ حور
میں تباہ ہے کبھی شاہانہ لباس میں۔
کبھی نمبر پر کھڑے تو کوہِ ہند کرتا
ہے کبھی صوفیانہ سماں میں ستوں پر
برجِ برصورت میں نقی ہے تو
موجود ہے ہر جگہ کہ اس کا بل تہرنت
کر مکتا ہے۔

اے آشکارا مہرِ گراں دیدہ کمال
کے عشق کی ہر بات محض افسانہ ہے۔

خود دردی آن دلبر بیگانہ
بند شکل آمد و در ہر زمانہ
صحرا احدیت بحثائی دید و
ہمان مرغ و ہمان شد آشیانہ
ہمان ساغر ہمان ساقی ہمان می
ہمان مطرب ہمان چنگ و چخانہ
ہمہ اوشد ہمہ اوشد ہمہ اور
نہ سادہ تہمتی بر این و آنہ
گہی ابلیس گرد گاہ آدم
گہی معشوق گاہ عاشق تانہ
گہی آید بدلیق پایہ سائی
گہی اندر لباسِ خاک تانہ
گہی واعظ کتبت مُم بنبر
کئی اندر سماع صوفیانہ
بہر سوی بہر دلی عین نیت
تس شاہین بہر جانی گمانہ
صبر کن نقش فرما آشکارا
کہ جز عشقش ہمہ دیگر فسانہ

اردو ترجمہ

اس محبوب یگانہ نے اپنا سر

اردو ترجمہ

محبوب کے حسن و جمال پر میرا
دل دیوانہ ہے۔ خداک قسم اس نے ہر
فانی سے بیگانہ ہو گیا ہے۔

دیں اند نہ سب رخصت محبت
پتہ نہیں کہ دیں و ایمان کینہ تیز ہے۔
عشق کا درد وہی اختیار کسے کہ جو
دہر چیز سے بیگانہ ہو جائے گا۔

میں محبوب کے فراق میں تلہ درد
تک پھر تارا۔ اس کے حسن کی شکر
دیکھا تو دل دیوانہ ہو گیا۔

اے زاہد! تو خود دیکھو ایں کیا حال
بتاؤں سمندرت چہ ہے کے برابر یک
جانور جو سو سال تک جگہ جگہ
اگ والی جگہ سے پیدا ہوتا ہے کہ
طرح میا گھر آگ کے نیک میں ہے۔

اس کی آنکھوں کے دے دے
دنیا میں ہنگامہ ریا کر دیتا ہے۔
اپنے جسم و جان سے ضخیم و نہ ہر
ہو گیا ہے۔

بر جمال حسن یار و لم دیوانہ
زیجہان فانی حقا کہ شدہ بیگانہ

کیش روین رفت نہ ایم کہ دین ایمان
درد بگزید ہر آنکس کہ شدہ بیگانہ

دور سیکر دیدم در مجبور و فراق شرب
شعب حشش چو بدیدم دل شد دیوانہ

چہ نمودن رین خوش بین می نہ بد
چون سمند بکریان شش ستد کاشانہ

شور در عالم است کند جہاد و شمش
آشکارا از تن و جان نور شد ہر کائنات



اردو ترجمہ

گر طبعی عشق اور سر بسر دار دہ
از سری بیزار مشو سر بسر دار دہ
طامع سرخو مشو بر سن دار دہ
دست زواریں شو سر بسر دار دہ
رودر باز عشق یا ش خرید عشق
حرف اناحق بگو سر بسر دار دہ
عاشق افکار شومل لب دیدار شو
بر رہ عشقبش بر سر بسر دار دہ
آشکارا شو خموش خویش بیکجا خویش
خودین ہرگز مشو سر بسر دار دہ
نواگرم کے عشق کا سب ہار
سے تو نہ ہوں یہ چڑھتا ہے اتنے ہست
الما خلق ہو جا اور نہ ہوں یہ چڑھتا ہے
پسے سر کا پت نہ کہ ہر درمن پیر
یہ جاہ دونوں جہاں سے اتھو اٹھو
اور نہ ہوں یہ چڑھتا ہے
عشق کے باز میں ہا وہ عشق کا
خریدار بن۔ اناحق کی بت کو نہ ہوں
پر چڑھتا ہے
عاشق و نرسیدن اور دیدار کی
طلب کہ۔ ایک کے عشق کے بستہ پیر
چل اور نہ ہوں یہ چڑھتا ہے
اے آشکارا خاموشی اختیار کر
اور اپنے کو صرف ایک جگہ پر یعنی
ایک سے تعلق رکھ، خود بینی نہ کرو اور
سر سولی پر چڑھتا ہے



رویف الیای

اردو ترجمہ

ای نہ تو ہر جہانی توستان را آن کنی
خویش را سلطان کنی یہ خویش را دوزان کنی
پس ہستی ہستی اور نہ بہر جہا
خویش را جہان کنی یا خویش را شیطان کنی
این منظور کن کہ دروں چہ بودی ہو شد
خویش را جہنی کنی یا خویش را انسان کنی
ہر جہ ہستی اوستی بگذر کہ شک ومان
خویش را دادا کنی یا خویش را نادان کنی
کن زمین باور نہ ستر بھی ازین رہ رستی
خویش را زیر کنی یا خویش را دلون کنی
آئینہ میدانی محقق اناحق عیب دی بود
خویش را ظاہر کنی یا خویش را پنهان کنی
از جہا و خوف بیرون باش نامرئی کن
خویش را ای آشکارا و صغیر و ان کنی
ست دل اپنے آپ کو جس
بھتا ہے ای طرح کر یہ تو اپنے آپ
نوبہ شاہ بنایا دریاں بنا
تو ہستی اور ہستی میں کیسے پڑے
باقی ہے آپ کو جہان بنایا شیطان بنا
عقل و ہوش سے کام لے لو
دیکھ کہ تو پہلے کیا تھا پس آپ کو کیا
تو جن بنایا انسان بنا
شک و شبہ کو ترک کر تو جو کچھ
ہے وہی ہے یا تو اپنے آپ کو عقل مند
بنایا بے وقوف بن جا
میرے اہم اعتبار کن اس میں
لاہ سے منہ نہ پھرو یا تو اپنے آپ کو
عقل مند بنلا دیو بن بنا
تو جو کچھ بھتا ہے وہ آت
پنہیں بھیدنی کے مطابق ہے
یا تو اپنے آپ کو ظاہر کر یا پوشیدہ ہو
نامرئی بن امید اور خوف کو اپنے
دل سے نکال دے لے آشکارا اپنے
پہلے کو مردان خدا کی صف میں شامل کر

اردو ترجمہ

اے زاہد! تو اس طریقہ کو جو
بظاہر سچ معلوم ہو تب ہی کیا جانے
میرے سر پر اس کی جانب سے ششانی
تاج رکھا گیا ہے۔

میں دنیا میں شاہی نوبت بچانا
ہوں اور سلطان بخر سلجوقی کی طرح
کامیابی اور کامرانی کا نشانہ بننا ہوں
میں دن رات منسی کے ملک میں
رہتا ہوں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ میں
شہنشاہ کے قباد اور احمد شاہ رانی
کا ہم رتبہ ہوں۔

میرے دل کا ملک اس کی محبت
سے آباد ہے۔ اس خطا بہری باد و دیوار
بادشاہی پر میری کوئی توجہ نہیں ہے۔
اپنی خودی کو ترک کر اور محبوب
کی راہ میں جان دے دے۔ حتیٰ کہ
اے آشکارا تو زمین میں باقی ہی
نہ ہے۔

سایہ راہ کیسی راہی زابد اچہ دانی
ز دبر سرعام رسیدہ فرکلا کیانی

ماہیزنیم نوبت کی خسروی بحالم
ہم بطل سنجری را کو ہم ز کامرانی

در ملک مفلسی ماثب روز میگذارم
راغم کہ کیقبادم یا باوشہ در آئی

آباد کشور دل بہت از محبت او
برگز خیال نمود بر مملکت شہانی

بگذار خوشن را جان مو براہ جانان
تحتیق آشکارا تو در میان نمائی

۱۲۸

اردو ترجمہ

اے دل! بزرگی اور میرکے
آگے گزر جا۔ جا اور درویشی طریقہ
اختیار کر۔

اگر لوگ تجھے فقیر ہیں تو تجھے
مبارک ہو کہ فقیر یا امیری سے بہت
بہتر ہے۔

فقیری اور مسکینی میں کوئی فرق
نہی نہیں ہے لیکن بادشاہی اور
وزیری میں فرق ہے۔

کیونکہ فقر اور فقر ایک جگہ
سما سکتے ہیں لیکن تو اس فقر فقری
کو اختیار کر۔

موت تیرے ہی تے کہ نہ
کبھی نہیں پائے گی۔ تو کہ نہ
اقبل آن تموتوا بر عمر
تو کہ نہ۔

سے شکار کئی نہ موت
موتوں میں جا کر خوں سے پتید
گئے۔ ذوقی ماں گیا اندھ بن گیا۔

ولا بگذر ز شیخی و ز پیری
برو بگزین رسم و رہ فقیری

اگر مردم ترا درویش خوانند
مبارک باد خوشتر از امیری

بلا خلل مست مسکینی عنری
بود پر فستہ شاہی ہم دزیری

کہ فقر و فقر کی گنجیدہ یک جا
ولی الفتنہ فقری را بگیری

جس ہرگز بتو را ہی نیابد
کہ موت تو قبل موت تو اگر بمیری

بسی شاعر نہان شد آشکارا
بج زوقی کج رفتہ حقیقی

۱۲۹

مردودہ خداوندانی خدائی
 در خود را کہ در دانی گدائی
 و در دانی تو خود را بکفنی
 چون در خس و درون آتش درانی
 و در دانی بک زک تو خود را
 پس بک در بک محبوب آئی
 بہر جا آئید بہی جلوہ دست
 گو با من کہ باقی تو بک ز
 تو میانہ لبش ناس خود را
 کہ با تو یار و رد آشنائی
 بود شب روز با تو یار مونس
 کہ فرق مونی و رد جسدائی
 من و دانی نیاری در میانہ
 ز قید این چسبیدن خود را رانی
 درون بیرون او شد توئی بیج
 برون شو تو ز قید من و دانی
 بگوشت دل نصیحت را تو بشنو
 بگفتہ ام تا معمارا کشائی
 خدا مکنی ست در دل آشکار
 کہ خویش دارد صفائی با وفائی

تو گر اپنے آپ کو ذرا سمجھے تو
 خدا سے ایسا مرگدا سمجھے تو نہ ہے۔
 تو گر اپنے آپ کو آگ بونہ میں
 سمجھے کہ تو خس و درون آتش کی طرح ہے
 جب نخل ہو جائے گا۔
 تو اگر اپنے آپ کو ایک ٹپ نازک
 سمجھے گا تو محبوب کے گلے کو بہن جو رہے
 تو جیہ ہر بھی نہ کرے گا۔ کسی نہ ہو
 دیکھے گا پھر مجھے بتا کہ تو کس سے ہے۔
 اپنے آپ کو بھیچن تو خیر نہیں ہے
 کیونکہ محبوب کو تیرے ساتھ نہ بھت ہے۔
 محبوب دن رات تیرا مونس و مونس
 ہے اس قدر کہ بال برابر بھی رکت نہیں ہے
 تو من و ہر کو در بین میں مست
 لانا۔ اس قسم کی قید سے آزادی حاصل کرنے
 اندر باہر وہی ہے تو کچھ بھی نہیں
 ہے تو من و دانی کی قید سے باہر نکال۔
 تو میری خیانت کوں کے کانوں سے
 سچ جو میں نے کہا ہے اس میں کون کون
 لے آئے گا۔ اللہ کے اندر
 پوشیدہ ہے اور بہت ہی صاف عیدہ
 در با وفائی ہے۔

در دانت قہا ابن بیاری تابکی
 ناہا فریاد با و زار زاری تابکی

عقل رفتہ صبر رفتہ ہوش رفتہ
 در شہر ہر کو چہ چندین خواری تابکی
 از ملالت و زشتکایت مرغی پیچیم ما
 در بہت این دیدار انتظار زاری تابکی

دل دل عشقت بود از مازام اختیار
 اختیارم رفتہ است بی اختیاری تابکی

ای ز تیغ ناز غمزہ عشقان را میکشی
 بر سر مشتاقہا این حکم جاری تابکی

از عرف دل ذرا آتشکارا این جواب
 کہ ز غم ایام ہارامی شمار کی تابکی

عشق کے وہ بے بہہ فانی
 کتب تک۔ یہ منہ پر زبانی ہے
 آہ و زاری کتب تک۔

مقل بھی ہمید گیا اوتہ ہوش بہ
 شہر کے ہر گلی کو چہ میں یہ خواری کتب تک
 میں ملالت اور زشتکایت سے مرغی
 ہمیشہ نوا نہیں ہوں لیکن تیری راہ
 میں آنکھوں کو کتب تک انتظار میں رہنا
 پشیمے گا۔

تیرے عشق کی دلدل نے اختیار
 کی باگ میرے ہاتھ سے چھین لی ہے
 اب اختیار نہیں رہا۔ یہ بے اختیار
 کتب تک۔

اے محبوب! تو عشق کو ناز اور غمزہ
 کی تلوار سے قتل کرتا ہے عشاق پر یہ حکم
 کتب تک جاری ہے گا۔

اے آشکارا محبوب کی جانب سے
 یہ جواب آیا کہ تو درد و غم کے زمانہ کو کتب
 تک یاد کرتا ہے گا۔

اردو ترجمہ

اس بات پر دل سے تعجب کر کر نہت
کے سوا جو کچھ ہے وہ بے وقوف ہے۔
عشق کی محبت جس جان کی قربانی دینی
پڑتی ہے عشق کی راہ آسانی نہیں ہے۔
"ی مع اللہ" عشق کا اشارہ
ہے عشق سے سر بھائی ظاہر ہوتا ہے۔
اے دوست! عشق کے بغیر سب کچھ
جہل ہے اگرچہ تو ایک کڑوے میں پڑھ
ے۔

جب دل پر عشق کی چنگی گرتی ہے
تو غمناک رہتا ہے مسکاتی۔
عشق کے گھوڑے کے پاؤں کی خاک
میرے سر پر تاج سلطان کے برابر ہے۔
میں نے وہ گم کرنے سے ادبیاتی
ہے یہ پکائی کی راہ ہے خدائی راہ۔
دیکھو کی راہ نہیں ہے۔

میں سنتا ہوں اندام کے دفتر
بیلاب میں غرق کر دیئے۔
اے آشکارا تو اپنے دم میں
انفاس ربانی کی حفاظت کر

این سخن را بدل لیتین دانی
جز مجتہد ہر دست نادانی
بر سر گوی عشق جان دادن
نمود راہ عشق آسانی
لی مع اللہ از اشارت عشق
آمد از عشق سہ سببانی
ای بجز عشق ہمہ جہل است
گرچہ صد لک کتاب میخوانی

ہوں بدل شعلہ عشق اواقفہ
فی کفر ماندنی مسلمانی
خاکپائے سمند عشق مرا
بہ سرم ہست تاج سلطان
یا فتم وہ نہ راہ گم کردن
راہ صدقست نہ راہ ظلمانی

دفتر این جمیع مذہب
عزتی کردم بآب طغیانی
آشکارا بکن تو در دم خویش
پاس انفاس ذکر ربانی

گہی در عشق گفتار باری
گہی خود باز گفتن نرانی
احد باشد احد باشد احد او
نباشد اربع و ثالث نہ ثانی
گہی افتاد اندر محنت و درد
گہی ہر نوع ساز و شمار مان
چہ اول بودا و آخر چہ بود
ہوالتا ہر ہوالبطن بخوانی
ہمیں رہ راست تحقیق و درست
خط ہرگز نہ باشد گردانی
براہ عشق سرودہ آشکارا
بجای کشتگان خود را رسانی

اردو ترجمہ

اے اے یار جانی! بوجہ حسن و جمال
دیکھ! اس کا رخ اندر ہر جگہ نمودار ہے۔
میرے جان اور دل کو قربان کرتا ہے
اس کے عشق کی راہ کی ایک نشانی ہے
محبوب کی راہ میں آؤ ورنہ کد
اور انتظار کی آنکھوں سے خون کے
آئینہ بھلے۔

در بین جمال یار جوانی
غیر درست رخ در ہر مکانی
سہ و جان و ولی ایشان کردن
برو در راہ عشق این نشانی
کئی مال فغان در راہ جانان
ز چشم انتظار می خون نشانی
بزن غوطہ درین دریائے وحدت
کئی خود را فتنہ آتش تا توانی
بہ صورت بہر روی عیان مست
جہش او شدہ درد و جہش فی
بر آنکس ترسہ منصور خوابد
کند جان را جدا از جسم فانی
کہ سر بازی نکرد کس درین راہ
چنین منصور کردہ پہلوانی
ہمون در کسوت حلاج آمد
رفتگی یافت عمر جاودانی
بیامد یار مادر صمد مظاہر
نوریا موجب شد بیکرانی

دریائے وسعت میں تو نظر لگا دے
جس قدر تمہارے ایسے آب کو بھونے
محبوب برصورت میں اور سرشت
سے تیرے ہنس کی جلوہ گری انداز
تساوی سے ۔

جو شخص منہ کو تیرے کعبہ گار
بمیزہ اپنے جسم فانی سے جان کو بیٹھا
کرتے ۔

کیونکہ اس رہیں سر کی قربانی
طرح کسی نے نہیں دی جس طرح منصور
نے بہادر کی دکھائی ۔

وہ حلاج کے لباس میں آیا اور قتل
جو کربیات جاوری حاصل کرتی ۔

میرا محبوب سینکڑوں منظر میں
جو وہ گرجاوارہا سے بے شمار ہو جائیں
اٹھیں ۔

کبھی عشق میں "رب اربی" کہا اور
کبھی خود جواب دیا "من ترانی" ۔

ایک ہے ایک ہے ایک ہے
نہ چار ہے نہ تین ہے اور نہ دو ہے ۔
کبھی درد و رنج میں مبتلا ہوتا ہے

ور کبھی ہر قسم کی خوشی مرتب ہے ۔

جب تلک دولت تو خیر کی ہے
موت سرور باطن پڑا ہے ۔ یعنی نہ موت و
رکھہ کا اقل اور سحر بھی اعلیٰ سے ۔ وہ
فاسد باطن بھی زمیں سے ۔

یعنی مدھی بھی در صحیح رہے
گر تو سمجھے تو اس بات میں کوئی غم
نہیں ہے ۔

اے شکارِ عاشق کی ۔ میں سر
فرمان کراؤں اس رج میں جو قتل ہو سکے
میں اپنے آپ کو ان تک پہنچتی ۔



اردو ترجمہ

کون سا عشق کی محبت رکھتے
یہ انداز سے سوچا رہا کر ۔

ایک دنیا میں کوئی شے نہ رہے
نہیں اس ۔ سر کی باتیں ہیں ۔

مسکاتی ہے یہ اور نہ کہ کوئی
رنگ ن لکھوں تیرے سے نہ پہنچاؤں ۔

سے دوست بہرے تو فانی خاد
مسکد کی "فانی" سے تو انجنا نہ چارچ
کوں نہیں کرتا ۔

میں نے تجھ سے طمٹوں والی بات
کسی سے اسلاف کرنا مجھ سے خواہی ۔

جب غفل گئی تو بادشاہ عشق آیا
مستی بستی سے کیسے تبدیل ہو سکتی ہے ۔

اے شکارِ عاشق سے دنیا
میں بادشاہی حاصل ہوگی ۔

خدا ہر عشق کو بدل داری
تو بہ صد بار کن نہ دینداری

نگ و ناموس را بزمِ بر سنگ
این ہمد نزد او شد مزاری

بلکہ راز کبست و دینِ مسلمانی
اس رہ دورِ شیرِ سیزاری

ای دست سوزی خاتمہ و مسجد
رو میخاہ چون می آری

محمد ۔ ترا سخن گفتنم
عفو کن شد ز من گنہگاری

عقل چون رفت شاہ عشق آمد
مستی کی شود بہشیاری

آتشکار از عشق در عالم
حاصلت می شود شہسپاری

اردو ترجمہ

میں بادشاہی میں گدائی کا لغو گناہ
یہ گدائی نہیں ہے بلکہ خود خدائی ہے۔

میں ظاہر میں اپنے آپ کو گدہ کرتا
ہوں لیکن حقیقت میں یہ گدائی بادشاہی
سے افضل ہے۔

میں دنیا کی بندگی اس قدر کرتا ہوں
کہ خود کو بھی غلامی میں نہیں پڑا دیتی
میں اپنی اچائی کا زبانی دعویٰ کرنے
کے بجائے یہ تسلیم پیش کرتا ہوں کہ
لوگ میرے نقش قدم پر چل کر تجھ سے
رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

میں نہ مفتی ہوں نہ قاضی اور نہ پیر
میں ان سب کے گزیر علیحدہ ہو گیا

میں آشکارا خاموش نہ بیٹھتا ہوں
کے راستہ میں جان قربان کر دے۔

بشاہی میں ہم لغو گدائی
گدائی نیست لیکن خود خدائی

بشاہی میں ہم خود را گد اگر
بیاطن تر و سزدان از بادشاہی

بشاہی نیست و ہم ہرگز
جہان را ہمیں کم این رہنمائی

مفتی ام نہ قاضی فی ہر حال
گدشتہم از ہمہ مردم جدائی

باشی آشکارا در خموشی
چن در راہ جانان جان فدائی

اردو ترجمہ

اے سربان! اور اللہ تبارک
و تعالیٰ تو خوب کی طرف سے کیا ہے
عاجز و کمزور کی طرف سے کیا ہے
میں نے مستحقوں کے فرق کی طرف
سے بہت زیادہ کھنکھائی ہے

جان و دل کے لئے مہربان و رحیم
انتظارِ رحمت سے بھی سخت ہے تو
میں برکتِ رحمت میں تکرار کرتا ہوں
تو عاشق کی طرف چلا کر آیا ہے
اے بارگاہِ عالی کے غریب و کمزور
دیر فرما کر یکسوئی کی طرف آیت ہو

جو تیرے میرے بیک کی ہے
نچے یک یک کسے تیرے لئے
کتنے ایک تیرے بیک کی ہے
تیرے سے تیرے بیک کی ہے

از طرف آن مازنین ای سربان خوش آمدی
سوی من بیچارہ و امن کشان خوش آمدی

بس کہ خود من زخم از تیغ فراق دہران
مرسم جان و دم ای مہربان خوش آمدی

انتظارِ رحمت از مرگست ہر دم شکستہ
حمد میگویم کہ سوی عاشقان خوش آمدی

ای مقرب! رحمتی رحمتی رحمتی
محبوب و محبوبی رحمتی رحمتی

بہر بہت باہر رحمتی رحمتی رحمتی
آتشک ز خوش را نہ زہر رحمتی رحمتی

ز دست دم غنہ ای شیخ چہ فرمانی
 ز دلبیب دل رستا ای شیخ چہ فرمانی
 فی ہذا فقوایم در عالم سوا ایم
 ہم ہر شکستہ ای شیخ چہ فرمانی
 ز دست بہنار اندر دست ہم
 رہم ہاں نستہ ای شیخ چہ فرمانی
 مں آمد آجانی کہ پازد بشت دریانی
 دہم ز جہان نستہ ای شیخ چہ فرمانی
 فی سجدہ سجادم در قلم ہفت دم
 آتشد دہستہ ای شیخ چہ فرمانی
 فی ازس گویانی زدا این حمد دانائی
 آہا بہر چہیں گفتہ ای شیخ چہ فرمانی
 رہی مع دیام رہ طلب عقبایم
 غشش دل بگرفتہ ای شیخ چہ فرمانی
 تکار ہمہ ترشت فاشاک او خاست
 مانند یک گدستہ ای شیخ چہ فرمانی

اردو ترجمہ

سے بڑا! تو کیا فرماتے ہو؟
 میرے ہاتھوں سے چا گیا اور دیں و
 دست نہ ہو گیا! ای شیخ! تو کیا فرماتے
 ہیں؟ یاں نہ دہے نہ تقویٰ۔

میں دنیا میں سوا ہوں نہ بدلتے تقویٰ زور
 تو کٹوٹ چکا سے دھتور ہوتا ہے
 شیخ! تو کیا فرماتے

میں نہ مست ہوں نہ دہم ہوں
 میرے سر میں تھامتے دنیا سے ان ہوں
 شیخ! تو کیا فرماتے۔

میں اس قدر ہست ہوں میں ہوں
 ہمیں دست سے ہٹنے ہوتا ہے
 ہمارے ہاں شیخ! تو کیا فرماتے۔

ہم سے ہاں نہ شیخ! تو کیا فرماتے
 میں تھکتا ہوں دیکھو! میں بہر چہ
 وہ گزرتا ہوں اسے شیخ! تو کیا فرماتے۔

میں نہیں ہوں رہا ہوں بہر چہ
 ہی ہاں ہے وہ ہاں ہے خود ہی ہاں ہے
 ای شیخ! تو کیا فرماتے۔

میں نہ دنیا کا ہاں ہوں نہ جہی کا
 تائب ہاں کے تائب ہاں دل فی ہاں
 جہے شیخ! تو کیا فرماتے۔

آشکارا! کوئی شخص وہی شک نہیں
 ہے بلکہ سر پارا نہ ہی دہے۔ یہ ایک
 نمہ ستہ ہے بعض مختلف اور متعدد خون
 کا مجموعہ۔ ای شیخ! تو کیا فرماتے۔



اردو ترجمہ

تو کہ جی خودی تو کہ کہ نہ تو کہ
 نہ ہے نہ کہ خودی تو کہ نہ ہے نہ تو کہ
 اپنے غش سے نہ تو کہ نہ ہے نہ تو کہ
 تو کہ نہ ہے نہ تو کہ نہ ہے نہ تو کہ
 تو کہ نہ ہے نہ تو کہ نہ ہے نہ تو کہ

تو کہ نہ ہے نہ تو کہ نہ ہے نہ تو کہ
 تو کہ نہ ہے نہ تو کہ نہ ہے نہ تو کہ
 تو کہ نہ ہے نہ تو کہ نہ ہے نہ تو کہ
 تو کہ نہ ہے نہ تو کہ نہ ہے نہ تو کہ

یقین کر کہ نہ ہے نہ تو کہ نہ ہے نہ تو کہ
 ہے نہ ہے نہ تو کہ نہ ہے نہ تو کہ
 ہے نہ ہے نہ تو کہ نہ ہے نہ تو کہ
 ہے نہ ہے نہ تو کہ نہ ہے نہ تو کہ

ہے نہ ہے نہ تو کہ نہ ہے نہ تو کہ
 ہے نہ ہے نہ تو کہ نہ ہے نہ تو کہ
 ہے نہ ہے نہ تو کہ نہ ہے نہ تو کہ
 ہے نہ ہے نہ تو کہ نہ ہے نہ تو کہ

اردو ترجمہ

ہم غیر فقیر فقیر فقیر فقیر فقیر فقیر فقیر فقیر
ہمہ مردم ہمیں گویا بود این شخص سودائی

شدم دیوانہ رفتم ز خود ای پارسینو
بہستی آدم اینجا برستم من ز دانائی

ز خود نادان شدم باری موجود ادانام
نی مسلم نی جہودیم نیم کافر نہ ترسانی

نہ علایم نہ قاضی ہم نہ مفتی ام ندام دین
سناسی نی ادایم نہ جوگی ہم نہ گوسائی
نہا شتم میکہ ہرگز بکف ساغر منیدارم
شیخ من شاب من طفل من بزمانی

نہ تکت کیش میدرم نہ کئی ذوقہ بیزرم
کجا ہر کس کشاید آشکارا از معانی

میں بیچ رہا ہوں بیچ رہا ہوں۔
بیچ رہا ہوں سودائی کے ساتھ (یعنی لوگ)
جیسو تیاں کرتے ہیں اسب لوگ بھی
کہتے ہیں کہ شخص سو لائی ہے۔
لے پار سا اس نے میں دیوانہ ہو
گیا ہوں اور اپنے آپے میں نہیں رہا میں
یہاں وجود میں آگیا ہوں اور میں نے آئی
سے آؤں نہ نسل کر رہے۔

میں جان بوجہ کر نادان بنا ہوں۔
و نہ کائنات کے تمام اسرار کا جاننے والا
ہوں میں نہ سکاں ہوں نہ یہودی نہ
لاڈ نہ میں۔

میں نہ مل ہوں نہ فاضی نہ مفتی نہ یہ
سنیائی نہ ادائی نہ جوگی نہ گوسائی۔

میں نہ ہوں نہ بکف ساغر منیدارم
ہمہ میں شاب من طفل من بزمانی
نہ تکت کیش میدرم نہ کئی ذوقہ بیزرم
نہ تکت کیش میدرم نہ کئی ذوقہ بیزرم

میں نہ ہوں نہ بکف ساغر منیدارم
میں نہ ہوں نہ بکف ساغر منیدارم
میں نہ ہوں نہ بکف ساغر منیدارم
میں نہ ہوں نہ بکف ساغر منیدارم

اردو ترجمہ

ایک رات میں ایک خلونگرہ درگزر
تہائی میں بیٹھا تھا ایک شخص پیر

اور مجھ سے پوچھا کہ مجھے پہچانتا
ہے صاف صاف بتا میں کون ہوں۔

میں نے جواب دیا اے عزازیل اتنا
خواہم کاری کیوں کرتا ہے۔

میں نے تجھے پہچان لیا ہے تو ملو نا
ہے کہ اس کے زور انسان اب دیکھنا۔

جب میں نے دوبارہ دیکھ تو ایک
دوسری صورت ظاہر ہوئی۔ ایک جوان
رخسار تھا آہستہ خرامی سے آ رہا تھا۔
اُس نے پوچھا کہ یہ تو ان جوان جو کہ
یہ کون ہے میں نے کہا یہ خدا ہے۔

نشی بودیم در خلوت نہائی
بیاد صوئی اندر عیبائی

بہر سیدہ زما مارا شناسی
بخو من کیستم با خوش زبانی

چنین گفتیم ادرا ای عسرا زیل
چرا در مکر میسکوشی زبانی

ترا بشنا ختم معنون پاشی
بگفت پس بین ای تا توانی

چو پس دیدم تا صورت دگر شد
ہمی آید تا ہستہ جوانی

بگفتا این کہ می آید کہ ام است
بگفتم این خدا باشد یگانی

نظر در من نظر کن | ای کاش که تیر کیو نہ تیر پتھر
 باس و سب تمام مہربانی | کہ باقی نہ دین میں نہیں رہے۔

بویہ ہر دینر شکل اور | نہایت سب سے بڑا
 نہایت دود و لذت نشانی | کہی تیرا وہ دیتی ہے۔

ہر خوش بخت تمام او خدا بود | میں نے نہایت تو میں سے
 ن دیدم رچشم سن دینی | نہ تیرے لیکن میں سے کہ تیرے

دشمن دیدہ ام تم شیر عسریاں | وہاں تک تھا وہاں ہی آج کل ہیں وہاں
 نہ سہرہ گر عافیتانی | ورنہ نہایت کی تیرے ہیں۔

روشن عفتش لرزہ فستادہ | میں نے نہایت تو میں سے
 نہ زری آدم آن دم چنانی | کہ تیرے لیکن میں سے کہ تیرے

ہمسایہ دم دردلم آمد تصور | میں نے نہایت تو میں سے
 کہ ای گر سر دہی اندر جہانی | کہ تیرے لیکن میں سے کہ تیرے

تو آن نہ تو آن باشی و باستی | تو تو ہی ہو گا وہی ہو گا وہی
 بپایس سر ہر دم آن زمانہ | ہو گا یہ خیال آتے ہی میں نے نہایت
 اپنا سر اس کے قدموں میں ڈال دیا۔

میر شمسیر کردہ ہر سمن | تو اور دنی اور نہ ہیں وہاں
 جعنا تو سست ای تیرا نہ | کہ کاش کی صورت نہ تیرے۔

گر انکار آن دم تو نخوری | میں نے نہایت تو میں سے
 ران دم تیغ بر سر تو برانی | تیرے سر پہ تیرے ہیں وہاں۔

و من بودیم من تو لاشکی بود | میں نے نہایت تو میں سے
 دلی افستادہ بودی در گمانی | میں نے نہایت تو میں سے کہ تیرے

کہوں شمشیر مری گشت مر تو | میں نے نہایت تو میں سے
 می باقی تو جسے اور فی سقانی | میں نے نہایت تو میں سے کہ تیرے

ز سر و جسد از جسم باشند | میں نے نہایت تو میں سے
 یس سگہ رنگم تد بر تو نہانی | میں نے نہایت تو میں سے کہ تیرے

بہر کردی سر خطا ہر شکار | میں نے نہایت تو میں سے
 دنی نہ رمز خیل صلہ نہ بانی | میں نے نہایت تو میں سے کہ تیرے

لے آقا باطن نے نہ تھا ہر کر پائی | میں نے نہایت تو میں سے
 می رہے نہ تھا جو نہ تھا صدر ہائی | میں نے نہایت تو میں سے کہ تیرے



اردو ترجمہ

عشق بی نام و نشانست تو خود میدانی
جانتا ہے اس کا جو بیک کھل ہوئی حقیقت
ہے تو خود بھی جانتا ہے۔

عاشقان قص کمان برد تو مخمور اند
گہریہ و نالہ فغانست تو خود میدانی
اندین درد و فراق عمر میگذرد
این عیان ایچہ بیانست تو خود میدانی
ز سنین جز تو درین عالم دشوار سیست
حالم بین کہ چنانست تو خود میدانی
آشک رست کہن سال بدانی صنما
در خیال تو جوانست تو خود میدانی
عشق بی نام و نشانست تو خود میدانی
جانتا ہے اس کا جو بیک کھل ہوئی حقیقت
ہے تو خود بھی جانتا ہے۔

مے محبوب! آشکارا تم کے خیالست
تو یوز جا ہے لیکن تیرے قص کی بدست
جوان ہے تو خود بھی جانتا ہے



اردو ترجمہ

پنے اوپر سے یہ گز و غبار مٹا کر
خندنی زربستہ اپنے آپ کو غیر زنجیر و زور
ہو خدا کا منہ ہے۔

نہ بابر اور عرش سے کزیم
کے بچے تہہ تک وہی ہے بیشک و یقین
بات ہے تو اس دنیا کی میں خدا کے
غفور میں ہے۔

پنے آپ کو پہچان تو نہیں ہے
پہچان عشق نے مطلق جہل میں نور
ڈال دیا ہے۔

اس شخص نے پہلوی زبان بیان
کی ہے تو اسے غیر نہ سمجھو یہ صیغہ مست
یہ شاعر نا باخواب ذریعہ الہی کہ جانتا
مے آشکارا اس نے کیا ہے
کلبے و دوا قرب الیہ ز تہہ رگت
قرب تر ہے اور پہچان تو نہیں ہے

گرو و غبار تو خود درخش تو نور حقیقت
خود را نہ غیر دانی عین ظہور حقیقت

بیرین دران لو شد از عرش تا ثریا ہم
آری نیستین اینجا باشی حضور حقیقت

بناس تو شستن را ہرگز نہ تو دیگر
انداخت زرد عالم عشق فتور حقیقت

آنکس بیان کردہ در پہلوی زبان
دیگر مدان تو اورا باشد مستور حقیقت

جہل الوریہ گفتہ امی آشکارا بشنو
اقرب الیہ باشد از تو نہ دور حقیقت



اردو ترجمہ

سے محبوب! تو ہمدہ سے رخ افروز
مہر ہاں کر بازار میں آگیا ست درجہ کی مکی
یہ میرزا کا تیرہ ہفتہ

تجارت کی سمیت میں صوفیہ کی تربیت
نور علی، محمد شاہ سہلی رئیس سے
درجات تھیں۔

سے مرید اہل علم علیہ السلام کو تیر
سے نہ تو ایک دوسرے کی تیر
سے تیرا ہے۔

یوسف بن کر دیکھ سے ہمدہ کی تیر
بہار تیر عزیز ہمدہ کی تیر تیر تیر تیر

مستور کی طرف تیر تیر تیر تیر تیر
میں تیرا وہ کوئی اور نہیں تیر تو تیر تیر
تیر۔

میں تیر تیر کے تیر تیر تیر تیر تیر
تیر تیر تیر تیر تیر تیر تیر تیر

زلفوں سے یگانگی کی لہرائی اور
جلت تک پہنچ گئی اور تو تیر کی صورت میں
ظہور پذیر ہوا شیخ فرید الدین عظیمی

از پردہ رد کشید، مبارک سہلی
ہر کوچہ کوچہ سیار آمدنی

در مہر حسرت تیر تیر تیر تیر
بانا بگو برای جسہ بردار آمدنی

ی مرغ مدد بسیم ن باز تیر
کز ملک دیر تیر و خبر دار آمدنی

یوسف شدہ ز تیر تیر تیر تیر تیر
گشتے عزیز تیر تیر تیر تیر تیر

مستانہ دار گشت ز تیر تیر تیر تیر
بودہ نہ دیر تیر و خود تیر تیر تیر

از خانہ خمار چشیدنی چہ اندنی
صنعان شدہ تیر تیر تیر تیر تیر

لوی یگانگی زلف آشکارا تیر
خوشبو گرفت جلت زلف تیر آمدنی

اردو ترجمہ

میں ایک بیالے سے مست تیر
اب نہ ملل کو ہانتا ہوں نہ تیر کو

مجھے کفر اور اسلام کا کوئی پتہ نہیں
ہے۔ یہ ہمدہ خاندان کو تیر اسلام سے

میں ہمیشہ ایسی نماز میں مشغول رہا
ہوں جس میں نہ ہمدہ ہے نہ تیرا ہے۔

میں تیر تیر تیر تیر تیر تیر تیر
میں تیر تیر تیر تیر تیر تیر تیر

تیر تیر تیر تیر تیر تیر تیر
تیر تیر تیر تیر تیر تیر تیر

تیر تیر تیر تیر تیر تیر تیر
تیر تیر تیر تیر تیر تیر تیر

میں مست تیر تیر تیر تیر
واقف نہ حسد لال فی حسد امی

میں تیر تیر تیر تیر تیر تیر
میں تیر تیر تیر تیر تیر تیر

میں تیر تیر تیر تیر تیر تیر
میں تیر تیر تیر تیر تیر تیر

میں تیر تیر تیر تیر تیر تیر
میں تیر تیر تیر تیر تیر تیر

میں تیر تیر تیر تیر تیر تیر
میں تیر تیر تیر تیر تیر تیر

میں تیر تیر تیر تیر تیر تیر
میں تیر تیر تیر تیر تیر تیر

میں تیر تیر تیر تیر تیر تیر
میں تیر تیر تیر تیر تیر تیر



این جسم ظسماست ای دل تو اگر دانی
این خایه خیالاتست ای دل تو اگر دانی

از خوش میگویم این سر حقیقت را
و خود بمقتلاست ای دل تو اگر دانی

بگذر ز وسع زاهد خذر محبت را
این راه کمال است ای دل تو اگر دانی

گفته است و هم معکم پس در صبر دانی
دامم که مصالحت است ای دل تو اگر دانی

اشکاره گوی یارم آید بجبالاتی
گویی بجدالات است ای دل تو اگر دانی



اردو ترجمہ

سے دل آؤ اگر مجھے تو یہ جسم ایک
ظلمت ہے نہ دل تو اگر مجھے تو یہ خیریت
کام کر ہے ۔

یہ نہ جو ایک حقیقت ہے
اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ وہ خود بیان کر
دل ہے ایسے دل تو اگر مجھے ۔

زادوں کی پارسائی کو ترک کر دو
محبت کی راہ کو اختیار کر۔ کمایت کی راہ میں
بے نفع دل تو اگر مجھے ۔

ان نے خود ہی دہر معکم کر دو
تھکے ساتھ ہے، زہا یا ہے ہر وقت
وہ کہیں کھلتا ہے، بجٹے معوم ہے کہ
ہمیشہ ہم سے قریب ہے سلسلہ تو
اگر مجھے ۔

اے اشکارا امیر محبوب کبھی تمہاری
بر جبرہ و رموز ہے اور کبھی جدائی کی
سندل تو اگر مجھے ۔



اگر عرب و عجم گردی چہ کردی
حکایت ہای آوری چہ کردی
بسی سبب دہا جس مع کردی
چہ کوی، دآن دزدی چہ کردی
ز رفتی و رفتی قسم عاشقان تو
بغیر عشق حق مردی چہ کردی
شب درو ز خیال تو بعشرت
گذشتہ عمر بیداری چہ کردی
درون دل تو نباشد ذرہ درو

اگر چہ صاحب دردی چہ کردی
ربا کن سر براہ جان جانان
بگشتہ از تو آن مردی چہ کردی
زیک کشور بسوی ملک دیگر
نہ تندی توی بریں چہ کردی
دو دلی درندہ بس خوشی متی را
جند تہا کی پروری چہ کردی
نہ بشند کسی تو خود را شکرا
نشتن مان تری خوزی چہ کردی

اردو ترجمہ

تم نے اگر عرب و عجم چکر کیا

تو کیا کیا۔ وہاں سے کتنے گمانیاں
آیا تو کیا کیا ۔

تم نے بیہوش سہاں سبب
مقرر ہیں جمع کیا اور کئی (دینار)
دولت، کبے شیر مردانہ تو کیا کیا
تو عشق کتنے کتنے نہیں کیا
عشق کے بغیر مردانہ تو کیا کیا ۔

دن رات تیرا حیاں میں رہتا
میں ہے اور تیری عمر اگلے رات کے
ساتھ گزرتی تو کیا کیا ۔

تیسے دل کے اندر سے
درد عشق کو بہک نہ دے نہیں ہے تو
صاحب درد نہ تو کیا کیا ۔

اپنا نہ چاہتا، وہاں سے
اگر تجھ سے یہ مزہ کی نہیں دینی تو کیا
یک صحت ہو سکتا ہے
ایکے سے تے سے کیا تو کیا کیا ۔

سنا تب کہ نہیں صبر کیا کرنا
کرنہ اندر ہر طاقت سے اپنی ہوش
کی تو کیا کیا ۔

اے اشکارا! تو اپنے آپ کو
نہیں مکا اندہ جو کہ خشک دنی کھا
تو کیا کیا ۔

کارہا بکھا۔ گی تیرے چہرے۔ دینستی
لیں تین تیرے کمرے۔ ہر گاہ دینستی

چہرے میں ہر وہ دن تو کس دن ہوتا
تا ازیں کشت خاک بادشاہ دینستی

نہیں ہی دو گزبان تیرے تیرے
رہے تو کہ چوں ایک اور دینستی

خوش رہا کس تیرے شوی زما دین
شاہان مینوشی تیرے دیکھا دینستی

کہ وہ خوش رہا تیرے کس مینوشی
تیرے درد مینوشی دینستی

سے ہر گز نہ کہے۔ کس دینستی
میرے کس رہا لیا، تو تین کروہ۔ دینستی
جہد تو یارے گا۔

اس کی راہ کا موڑ یہ ہے کہ تیرا درد
نہا کے وجود کی دلیل ہے اور اس مشہد
میکر نہ کہے تو اس دینستی
رہا کس رہا لیا۔

اس کی تیرے کس مقام پر دو گزبان
کی ضرورت نہیں ہے۔ گزبان کس
مکمل مینوشی کس۔ تو دینستی
سے ہے۔

اپنے آپ کو پہچان تو خودی کی قید
سے ہائی حاصل کرے شاہوں کا شاہ
نہ کہے گا دینستی۔

تو گزبان دینستی کو نہ کہے گا تو
محبوب بن جائے گا اور اے آشکارا دینستی
جہاں عزت و عظمت حاصل کرے گا۔

دریچ زلف یار گرفت۔ گزبان
از قید مینوشی گرفت۔ گزبان

از خود گذر کس مینوشی
ایں دل ازین مینوشی

بتناس خوشن را کس مینوشی
درد راہ درد را کس مینوشی

گزبان زود و غمش ناہس ممکن
از بہر بار روز شبان غمش مینوشی

ایں حال عاشقی بود از درد آشکار
جز عشق یا سچ نیست از مینوشی

تو ہر وہ کس زلف کی قید
گزبان تو کس زلف کی قید
مکمل گا۔

بتناس سے دینستی
کو تین مینوشی۔ لے دینستی
سے۔

اپنے آپ کو پہچان تو خودی کی قید
کیا ہے سچ نہ کہے کس
بڑھ جائے گا۔

تو اگر عاشق صدق ہے تو کس
درد و غم میں آہ و تیری نہ کہے
محبوب کے اشارے میں۔

لے آتا۔ عاشق کا یہ حال درد کی
ہر سے ہوتا ہے۔ اگر قہار کس
کے بغیر کس نہیں ہے۔

اردو ترجمہ

اے محبوب! تم مجھے ایک بار
مفتون کرنا اور دھت کے طریقہ میں پتھر
بنادیا۔

مجھے دین اور نیلے سے اور ابلان اور
عقبی سے اور جنت اداؤں سے بھی ہیرہ
کر دیا۔

میں دین دریاں نہیں ہوں اور
ندام باتوں سے ہیرہ ہوں۔ تم نے مجھے
بے دینی میں مشورہ کر دیا۔

سے عشق کے ہونا مجھے نے ابتداء
نور کیوں تجھ سے ہے حکم تم مجھے خواب
خسرت سے بیدر بھی کر دیا۔

یہ کہ ہر شہر میں تادم صورت
اور سکون میں نوک بکبی سے اور محسن
ایک بولنے والے کو ہے اور مننے والا
بھی تو اور آشکار مجھے بنادیا آشکار
کے پردہ میں تو بول اور سن رہا ہے

ایں یار تو آشفقہ تریک یار اسختی
اندر طریق و حد تم مہیار مارا اسختی

از دین از دنیا تو زلیخان از عقبای تو
از جنت المادای تو ہزار مارا اسختی

ہرگز نہ من در سدا ریم از ہر تمہ میزاریم
بیحد اندر محسودی اظہار مارا اسختی

پوشیدہ رخ تو چرا ای عاشقان سارین
از خواب غفلت چون مرا بیدار اسختی

در ہر منظر بر سیر تو واحد احد باشی ندو
کویندہ تو شنوندہ تو آشکار یار اسختی

اردو ترجمہ

اے دل! تو محبوب ہمدرد کے ساتھ
محبت کرتا۔ یقین کر کہ تو دوزخ جہنم کی
بدستای کرتا ہے۔

تو اگر شطرنج کے ریس کیس میں
پیادہ و خفا تو بادشاہ کے سامنے مجھے وزیر
کا درجہ ملے گا۔

باتوں کو چھوڑنا اور زندہ سنہ در
عاشق بن اس حال میں یہ یا مانی کیوں
کرتا ہے زلفی زندگی اور ہیرہ سان قاپس
میں کیوں تعلق نہیں ہے

وحدت پر یقین رکھتے تے مانتے
حسرت بن جلتے گا۔ ہر شبہ مانتے
کو توڑ کر دے

اے تجھ دروہ حق سے غیغ
کوئی راستہ نہیں ہے غرہ کشف کا نام
ستہ تو سمانف کی یہ کرکے۔

ای دل بایار ہمدردم آشنائی ممکنی
در دوزخ لم کن لنین تا بادشاہی ممکنی

ہیشود در شش سلطان ہم وزیری تہہ آ
یوان دین شطرنج بازی پیادہ پالی ممکنی

زندہ شوق مست باشی بگزری از قیاد دل
اندرین عالم چرا این پارسائی ممکنی

از یی دانی صاحب حقیقت می شوی
کز آتش گیر از ما و شعلائی ممکنی

ای جز در و نہا شد هیچ راہ آشکار
تجھ اندر کشف ہم ہیرہ سان می ممکنی



اردو ترجمہ

اسے محبوب! اس قلاب میں تو نشانہ
کے واسطے آیا ہے تو فقط اپنے حسن کا نشانہ
کونے کے واسطے انسان صورت سے
گمراہ ہے ورنہ تو تو خود بادشاہ
جیتتی ہے۔

کبھی فقیرنس کی گزرتی میں اور کبھی
شاہانہ خلعت میں کبھی نوکر کبھی فدا
اور کبھی آقا بن کر آتا ہے۔
یہ ایک عجیب ترین بادشاہ
تو کیلئے بن گیا ہے اور پھر دست کر باتیمید
کی محبت میں جلوہ گر ہوتا ہے۔

کبھی مصطفیٰ اور تہیہ مناجات
اور کبھی حسن اور حسین کبھی رہبان پر سیر
کرتلبے اور کبھی آسمان پر توتلبے۔

کبھی خاموش رہتا ہے اور کبھی
جوش و خروش میں ہوتا ہے کبھی پردہ
میں ہوتا ہے اور کبھی بے نقاب ہوتا ہے
کبھی خودی میں اور کبھی بے خودی
میں کبھی سب کے ساتھ اور کبھی سب
الگ اور کبھی احمد حضور بنور علی اللہ
علیہ وسلم کے لباس میں آشکار بن کر

یہ قلاب تیرا ہر تماشا آمدی
حسن و زینت خود بادشاہ آمدی

گاہ درد کی لڑائی گاہ افس پوش شاہ
نادر گاہ بندہ گاہ مولا آمدی

من درین عبرت قدم بادشاہ شد سب
ہم بدشت کرد خود باز شہدا آمدی

گاہ شہی مصطفیٰ و تہیٰ و حسن و حسین
گاہ سکر بر زمین شد گاہ بالا آمدی

گاہ اندر خاموشی دگاہ در جوش و خروش
گاہ اندر برقع پوشی گاہ پیدا آمدی

گاہ بیخود گاہ با خود با ہمہ گہ بی ہمہ
در لباس احمدی خود آشکارا آمدی

اردو ترجمہ

تو اگر خودی کو ترک کر دے گا تو
بادشاہ ہو جائے گا اور خودی نہیں
چھوٹے گا تو بہا ہو جائے گا۔

تو جب اس سہم خاں میں اپنے
آپ کو پہچانے گا تو آقا بن جائے
گا۔ لیکن تو پھر بھی بندہ بارگاہ بن کر
رہتا۔

عزبان حاصل کرنے کے بعد اگر
بندہ بارگاہ نہیں بنے گا تو روسیاد ہو
جائے گا اور اس پر تیری روسیادی
پر دونوں جہاں گواہی دیں گے۔

تو اگر بقا باللہ کے درجہ کا طلب گار
ہے تو ہمہ گیر کی گلیوں کی خاک بن جا۔

اے شکار! اگر تیرے دل میں درد
ہے تو تجھے مبارک ہو تو بادشاہ بن
کا بادشاہ ہے۔

اگر تو از خود رستی بادشاہ رستی
دگر تو با خود ماندی پس تیرا رستی

چو در نظر ہر خاکی شہنشاہ خود را
شدی تو خود جو ولی بندہ بارگاہ باشی

پس از شناس اگر بندہ بارگاہ نشوی
گواہ ہر دو جہاں نہ کہ روسیہ باشی

اگر بخواہی آن درجہ بقا باللہ
بجوچہ شہر مدینہ تو خاک کرہ باشی

اگر آشکارا بدل تست درد و دادہ
مبارک تست ترا از شہبان شد باشی



اردو ترجمہ

اے پرندے! تو اپنے آشیانے سے
باز آیا اور جو آب و دانہ تیرے
قرب میں تھا وہ کھکھیا۔

اب پھر اکی طرف پرواز کر جانی
سے آیا تھا کیونکہ تم نے یہاں بہت
لکھنے پر دست کی ہیں۔

وَحَبِيبُ ابْ اَصْرُوں
شاید یہاں تو مجھ سے ہمارے
بناؤں کا، کی بنا پر تم نے رہا
کے سکونت پر نہ جا کر گئے
دور دور سے بہرہ ور ہو کر
کرتوں مکان میں آئے ہیں۔

وہ بھی یہاں کی سیہ میں سونے
تھا۔ اب کھلی کوچہ میں دوڑتا پھر رہا
ہے۔

سببوں درمیان میں
ڈالتے تم نے چمکے جو میٹھے جیتے
وہ کھٹے تھے۔

اے آشکارا! جب تو حقیقت
حال سے آگاہ ہوا تو وہ نول جہاں سے
امید منتہی کرنی۔



ای مرغ کہ از آشیان پریدنی
نزد فست آب و دانہ چیدی

آن حرف بکن تو بانہ پرواز
کہ این جالبس رنجها کشیدی

فاحببت قتادان اعتر
نشد پردہ رازها دریدی

آن دانہ درد پر غم آلود
خواری کہ درین مکان رسیدی
بودتی تو بسیر لامکانی
امروزہ بگو چہ اددیدی

صد گونه ہزار نوح لذات
از شیرین دانه بکشی چشیدی

آگاہ شدی چو آشکارا
دان کہ در جہان طبع بریدی

اردو ترجمہ



یہ سبب تو کجائے
دری تو لب دم آشنائی

این عرض کنم بخت است تو
از مرض منی و مارهای

قربان کنیم جان و تن را
در خانه ما غریب آئی

در مرض دوائی قتادہ ام من
از یک دانی او بکن دوائی

ی عشق تو حاذق حکیم است
یہ دانہ آشکارا مرض مائی

سے میرے دوست سبب!
تو کہاں ہے۔ تم نے تو میری (دوستی)
وہ بھرا تھا۔

یہاں تیرے حضور میں یہ عرض کرے
میں کہ تجھے خودی کی بیماری سے بہت
دانش۔

یہ جسم اور جان قربان کر دوں گا
اگر تم سبب غریب خانہ بنائے۔

میں دوائی کے مرض میں مبتلا ہوں
تم تو حیدالہی سے اس کا علاج کرنا۔

یہ عشق! تو حکیم حاذق ہے۔
شکار۔ کو خودی کے مرض سے پہلے
دانش۔

اردو ترجمہ

ی کہ مفسر در گرتو با خوشی
زندان عارفان بد کیشی

گرتو اندر میان خود آری
از درد دست اکم درویشی

چشم عبرت کشا لب لم بین
خطره از دل بخش ز کم و بیشی

این حقیقت ترا اثر نکند
چون کہ هستی تو ساکن بیشی

آشکارا بیا بصف مردان
گردین راہ راست داریشی

تو اگر مغرور کی گئے گا تو اب نہ
کے رہے ہو اور بد مزاج سمجھتے
کا۔

تو اگر اپنے آپ کو بچہ ہی لئے گا
تو تجھے درویش کہلانے کا حق نہیں
ہے گا۔

دنیا میں آنکھوں کھول کر دیکھو اور
کی اور ریونی کا اندیشہ دل سے نکالو۔

یہ حقیقت تجھ پر اثر نہیں کرے
گی کیونکہ تو جنگل کا رہنے والا ہے۔

اے آشکارا! اس راہ راست
عشق میں تو گم نہ ہو وہ دل رکھتا
ہے تو مردوں کی صف میں آجا۔

اردو ترجمہ

گزر صحنہ بادہ می نوشی
صبر بہتر بود بسد پوشی

نیک و بد را یہ بگرددت نون
گر لباس تو فستیری پوشی

خویش تن را اگر تو محو کئے
پس کہ بایار خود جسم آغوشی

قصہ افسانہ غیسر را بگذاہ
گر تو در راہ حق ہی کوشی

آشکارا بہا کش دیوانہ
جہر برب بسن بخموشی

تو گر مینمان میں شراب پیات
تو در نوشی کی کیفیت میں بہتر ہے۔

نیک اور بد کو دھت کئے خند
میں ڈال دے تو اگر فقیرانہ لباس پہنتا
ہے۔

تو اگر اپنے آپ کو محو کر دے تو پھر
اپنے محبوب سے ہم آغوش ہو جائے
گا۔

تو اگر حق کی جستجو میں ہے تو
غیر کی باتیں ترک کر دے۔

اے آشکارا! دیوانہ ہو جا اور
ہونٹوں پر خاموشی کی ٹھکانے۔



اردو ترجمہ

اے دل! تو کس خیال میں ہے۔
 رشاید تجھ پر وجودِ رستی کی کیفیت
 ظاہری نہیں ہوئی۔

تو جب اپنی نگہداشتِ کتبہ
 تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تو خود رستی
 میں مشغول ہو گیا ہے۔

خودی کے خیال کو نکال دے تو
 اپنی ہستی میں مبتلا ہو گیا ہے۔

تو جب خودی کو ترک کر دے تو
 اس کے سرِ ارتجاء پر منکشف ہوں گے۔

اپنے وجود کے باغ کی سیر کر گیا
 ہوا اگر تو کعبہ میں نہیں گیا۔

اے آشکار! اس کارِ راز میں بہت
 ظاہر ہو گا۔ جب تو درخشِ جہاں سے
 باقہ وصول ہو گا۔

ای درجہ ہوائی دل تو گشتی
 بر تو نہ رسید حالِ رستی

واری بنگاہِ خویش را چون
 مشغول شدی بخود پرستی

بیردن بخشی خیالِ مائی
 ماندی تو کہ مبتلا بہ ہستی

سرمش بتو آشکار گردد
 کز ما و منی چو در گذشتی

در باغ وجود کن تماشا
 سو کعبہ چہ شد اگر ز رفتی

گرد سر فاش آشکارا
 از ہر دو جہان چو دستِ شستی

اردو ترجمہ

تو جب پہلے پہلے اپنے آپ سے رست
 بردار ہو گیا تو یقین کر کہ چہرے
 بنے ہو گیا را با لہلہ ہو گیا
 تم نے اپنے متعلق سمجھ لیا
 یہ میں ہوں۔ تو نہیں تھا نہ تم نہ

تو جب اس درجہ کو پہنچ تو حق
 خود خدا ہو گیا پھر منسوری غر
 بلند کر دیا۔

مولانا شہد رحمت جامی نے تھم
 اس صراط میں کعبے کے اپنے آپ
 سے گزر جائے کہ خدا کو رس

سے شہرہ بہرین ہو
 جدِ محبت آیا ہی پھر اُدھارِ دولت
 درختِ بر چہرہ

اول از خود دست چون برداشتی
 کن نیستین کز ہر جہہ برداشتی

نو نبودی بلکہ ششم خور بودا
 خویش را آنچه می پنداشتی

تو نہ بین پایہ رسیدی حق شدی
 پس علم منشور از خست

جامی زہد شہد الرحمت
 ز کد شمن خود خسر یافتی

آفرین ہا را بتو بس آشکارا
 کہ آمدی ز انسوی آشوب تاختی

درد و ترحم

سیرت سے تشریف
خیرت سے یہ ہے تھیں سے مکہ
کی بات کہے ہیں وہ
تو ترحم سے ترحم سے
نہیں وہ ترحم سے ترحم سے
گفت

یہ ہے ترحم سے
کون سے ترحم سے
تہے ترحم سے
تہے ترحم سے
تہے ترحم سے
تہے ترحم سے

تہے ترحم سے
تہے ترحم سے
تہے ترحم سے
تہے ترحم سے
تہے ترحم سے
تہے ترحم سے

تہے ترحم سے
تہے ترحم سے
تہے ترحم سے
تہے ترحم سے
تہے ترحم سے
تہے ترحم سے

نی مرغ نہ تو آشوبانی
یہ دیکھتے ہندہ لامکانی

بستہ بال و پر مگر تو
جب پچرا چوٹک

رہنما کہ تو آمد سے ہمیں ہی
زیاد تر از دانشانی

درد و ترحم سے
سیار بودی بلیع سمدانی

بودی تو کجا کنون کجانی
ن مرتبہ خوشی تن ندانی

بس یاد کننے مکان صلی
افتی تو چہ ہر بد گمانی
مع سوی بقا کن ہشتکار
رو باز ازین سراپی فغانی

درد و ترحم

نہیں ترحم سے
درد و ترحم سے

میرے دل کو تو چسکے رہے
یہ کہ ترحم سے ترحم سے

یہ کہ ترحم سے ترحم سے
تہے ترحم سے ترحم سے

تہے ترحم سے ترحم سے
تہے ترحم سے ترحم سے

تہے ترحم سے ترحم سے
تہے ترحم سے ترحم سے

مرا خوشتر خود حال مستغیری
نہیں ترحم سے ترحم سے

کئی ترحم سے ترحم سے
باین پچارہ آمد وقت پیری

جہان این ست موج دریا
بفضل خویش شایا دستگیری

کہ پوشانیدہ آن روز دغم
خیال تم نیست بر اطلس حسری

مرد دیگر طسوت و آشکارا
بزلعب خویش کن مارا امیری

اردو ترجمہ

تو اپنی آنکھوں سے جو کچھ بھی
دیکھتا ہے یقین کر کر تو خود خدا ہی
کو دیکھ رہا ہے۔

تجھے مقام وحدت کبھی بھی حاصل
نہیں ہو گا اگر تو دوست کو دشمن کی نظر
سے دیکھنے لگا۔

کوئی بھی چیز حق کے بغیر اور حق
کی موجودگی اور میت کے بغیر نہیں ہے۔
تو شیوا کا عین دیکھ رہا ہے۔

توحیت تک ما د شما دیکھتا ہے
کوئی بھی حاصل نہیں کر سکے گا۔
تو کس طرح کہتا ہے کہ محبوب پوشیدہ
ہے جبکہ اس کو ہر جگہ اور ہر مقام پر دیکھ
رہا ہے۔

نفسی کہ تو اس کی قربت کو نہیں
جانتا، حالانکہ ہمیشہ اور ہر وقت اس کو
دیکھتا رہتا ہے۔

اے آشکارا تو درمیان میں نہیں
ہے۔ وہ تیرے ساتھ ہے اور تو اس
کا سراپا دیکھ رہا ہے۔

انجمنہ بادید یا بھی بیسی
کن یقین آن خدا بھی بیسی

نشود حاصلت مکان توبید
گر عدد آشنا ہی بیسی

پیش شی نیست جز معیت حق
اشیا عینہا بھی بیسی

آگہی از کجای تو می بینی
تا کہ دشما بھی بیسی
چون تو گوئی کہ دوست پنهان است
یار را حب بجا بھی بیسی

بی قدر قربت منیدانی
بمبدم دانما بھی بیسی

آشکارا تو در میان نہ
باتوا و سر و پا بھی بیسی

اردو ترجمہ

اے دل! تو اوراد و زور کی
مستزین رہتے ہو۔ شاید تو بچہ ہے
وفا کف پڑھتا ہے۔

اگرچہ کشف اندک کرامت محنت
سے حاصل ہوئے لیکن اگر تو کچھ تو
دوست کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے۔

یہ ایک اشارہ ہے جو حضور مولیٰ
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
تجھے "مومنہ رانی" کے دروازہ کا پتہ نہیں ہے۔

میں نے کعبہ کی خواہش رکھنا نہیں
نہ بت خانہ کی یہاں نہ کفر باقی ہے
نہ مسلمان کے لئے کوئی راستہ بچا ہے۔

میرے دل میں سمور اور قرآن کا
کوئی خیال نہیں ہے۔ میرے سر پر
بیک معمولی اور بیک تہی ٹوپی ہے جو
تو سلطانی کی طرح ہے۔

اے آشکارا! دیکھ عشق نے میرے
ساتھ کیا کیا ہے۔ دل کے اندر شیخ
منہاں وال داغ رکھ دیا ہے۔

ولا بور و ظائف چرا کہ می مانی
مگر چو طفل بباشی و با و تا خوانی

اگرچہ کشف و کرامت کسب حاصل شد
بغیر درد ہمہ هیچ نیست گردانی

اشارت نیست کہ فرمودہ است پیغمبر
نہ آگہ است ترا از رموز من رانی

ہو کی کعبہ ندارم نہ خیال بت خانہ
نہ کفر ماند ہمیں جہ نہ رہ مسلمان

خیال خاطر نبود بقا قم و سنجاب
گرد یک نہ بر سر تو تاج سلطانی

کہ عشق کار رہا کرد آشکارا بین
در دل نہ بہادہ است داغ صفائی

الذوق تہجہ

میرے نصیب میں حشر اور مستی
سے بے پروا قہقہے کی مستی ہو کر رہی

میں مٹی کو یہ دیکھ کر کہ
میں تو دن رات جھرم میں بیٹھا ہوں

خودی کے گوشے سے مل کر سر
سے تھوڑے کچھ کہہ سکتی ہوں

شراب خانہ کا راستہ لے لیک
پیالہ سے مست ہو جائے گا۔

لے آئے آشکارا اس شرب لایک
پیالوں سے راستے سے دراز سے
تڑپ مچا۔

میں راست نصیب عشق و مستی
کی زائد مالتو باد بستی

بمیر کنان بکوحب و باز
در حجر، تو روز و شب نشستی

از کج خودی شوی تو بیرون
بر کذب چرا کمر تو بستی

بر گیر رہ شرب خندان
کز یک قدح تو مست گشتی

آن پیالہ شراب آشکارا
کی نوش زاین و آن بستی

ان خود اگر بستی کاؤں کیفیت ہادی
روز خیال ز آب مٹا کی زار ہادی
بہر جہد و جدت از گشت جہد ہی نہ
نہد مگر حقایق حیرت جہد ہی نہ
بہر حق و گوید ز خو، بیکو لیس شود
عوامی، تو مٹا کی ز آب مٹا کی
نوش زاین زانی ز آب مٹا کی
رحال ہی بستی در با، خودادی
بہر حق و گوید ز خو، بیکو لیس شود
نہد مگر حقایق حیرت جہد ہی نہ
بہر حق و گوید ز خو، بیکو لیس شود
نہد مگر حقایق حیرت جہد ہی نہ

رد و تہجہ

تو اگر اپنے آپ سے آرد و جہاد تو
کاؤں و کیتا و سے ریل عامر
ذاتیت سے پناہ بیان ہوا ہے۔

وہ نے وحدت میں میرے تہجہ
وہ نے عاقبت ہو گئے سب و روی
بسیلا کار نگاہ سے تہجہ کی سیلاب
موج میں تھوڑی ہی ہیں۔

مرات کہتا بھی وہی ہے۔ دہ
مست بھی خود وہی ہے۔ تم سے
"قہقہو مٹا کی ز آب مٹا کی
کہوں پڑے۔

عزوب میر دست ن کہت
بہر حق و گوید ز خو، بیکو لیس شود
نہد مگر حقایق حیرت جہد ہی نہ
بہر حق و گوید ز خو، بیکو لیس شود

لے دل، تو دواں رہ مکان ہی
ہمیشہ عیش و عشرت میں رہنا تھا یہاں
جب سے نہ تہجہ رکھا سے سیکڑو
تکلیفیں ٹھانی ہیں۔

حق کے بغیر اند کوئی نہیں ہے
اور یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے پھر
اے آشکارا! سن اور اس حقیقت
کا ہر رنگ اور ہر جانب اعلان کر دے۔

اردو ترجمہ

مستی تو یہ بد بگذر ز قید مستی
رستی ز خوشی چون پس با خد شستی

در بحر فرق سازی این دائرہ دوئی را
گفتی کہ تو بہ کردم از خیال خود پرستی

سردہ بڑہ جانان خود در میان نیاری
جستی چو راہ حق را از خود تو دست پستی

گر خاطر ت پریشان باشد بکوائی حرکت
تختی دل تو بشکن باریک او سختی

رد خویش بہ متبانی از در مغان پیری
مستی مکن تو بہ گزینہ عاشق رستی

تو خودی کی قید سے چنگار ا
ماہل کہے تو تجھ میں مستی پیدا ہوگ
تو جب اپنے آپ سے دست بردار
ہوگا تو خدا کا تقرب حاصل کریگا۔
دول کے دائرہ کو دریا میں باقی
کرمے اور اقرار کر کہ تم نے خود پرستی
کے خیال سے توبہ کرن۔

محبوب کی راہ میں اپنا سر قربان
کرمے اور بہت آپ کو بیچ میں مت
ل۔ جب تو اپنے آپ سے ہاتھ ہٹو
سے گا تو یہ وہ حق کو پہلے گا۔

تیرا دل اگر واپسی اور حرکت کے
سے پریشان ہو تو دل کی تختی توڑ
سے اس تختی کی راہ اختیار کر۔

پیر مناس کے بند و زنجیر سے
منہ نہ پھیر۔ تو اگر عاشق آنست ہے
تو اس میں فحلت نہ کر۔

ایمان کفر حیرہ باشد حیرہ دین ملت رستیا
رستی ز کیش مذہب چون این کمر پستی

کاری بہد عایت حاصل شود ترا
پستی است در بندگی بالاشوی ز پستی

بگذر ازین جدائی گر خود کنی گدائی
خوشتہ ز نمار کفریت گز ز کفر گستی

ایضا غفل نما ند چہ خدمت فرست
پہنہاں د آسکار احرف الزم لوک گفتی

ایمان اور کفر کیا ہے اور دین اور
ملت کی یہاں کیا وقعت ہے تیرا
کمر باندھے گا تو بین اور مذہب زور
ہوگا۔

تیرا مقصد تیری مرضی کے مطابق
تجھے حانس ہوگا۔ غور کا تجھ زور
ہے تو اس زور سے ہال تر موجلا
اس جدائی (غیریت) سے گ
گہر جا، خواہ تجھے کھل کرنا پڑے۔
بہترین کے کینہ سے کفر کا زور
توڑ دینے لگے۔

یہاں متقل فہم اور فہمیت ہیں
رہنک۔ اسے شہ۔ کہنے پرستید
جو دنیا بہ سلوک کی مات کی ہے۔

اردو ترجمہ

تو اگر ہر کام میں خدا کو یاد کرے
تو ایک گھڑی بھی اس سے غلط نہ
نہیں ہو سکتا۔

مجھے ہر قسم کے معاملات و سریش
آئیں گے اچھے بھی اور برے بھی نہ
پشیمان ہونا وہ نہ خوشی نہ نا۔

اور اسے کائنات و جبر سے بچے
بہمان و حق ہوں تو تو روک و دست
کے قابل نہیں ہو گا۔

و اگر تو اچھے کام پر مشغول ہو تو
لہذا حاصل ہیں کہ جسے کار و تھانہ و
رفیق سے مراد ہے غرض و قصد

گر تجھے بھیائی و بددلی ہیں گئے
تو سے شکار و حباب و خوش آمد و ہند

و ہر کار بخدا باشی
و یک دم از او جدا باشی

یک شہ کا۔ یا نوروی دید
و پشیمان و حق دل باشی

و ہر بار نوشتہ پشیمانی
و تو لائق ہمیں دل باشی

و پیکل ستوی تو خرسند
پس نہ در مرتبہ غلاباشی

یک دید و دو گرتو پیر
شکار و مرتبہ باشی

اردو ترجمہ

نبوت میرے ساتھ ہے اور میں
بے نیاز ہوں۔ افسوس خدا افسوس۔
قرب کو شکی تجھ میں اور خدا و زرت
ہوں۔ افسوس خدا افسوس۔

جو ہر وقت میرے ساتھ ہے اور ہر کام
میں ساتھ ہے پھر یہ نہیں کہ میں روزگار
ہوں۔ افسوس خدا افسوس۔

میں آہ و نوحہ کرتا رہتا ہوں اور اللہ
عزت میں ہوں۔ یہاں اور کوئی نہیں ہے میں
اپنا ساتھی آپ ہوں افسوس خدا افسوس
و ہر صبح و بصیرت و علم و حکیم
اور حکیم ہے۔ سب کچھ وہی ہے اور مجھے
اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ افسوس
خدا افسوس

مجھے غیر تجھ میں خدا کے سوا اور
کوئی نہیں ہے میں اس دنیا میں و تبار
نام نہ کہ کرتا ہوں افسوس خدا افسوس۔

یا رب یا دائل و من بقرام ہای ہای
ترب لامن بعد اتم گر یہ ہم ہای ہای

و ہر کام موجود و باشد آنکہ در ہر کار ہا
پس نہ اتم از چہ باعث شکم ہای ہای

نا لہا فریاد و ارم رفت و شب و رعب و تم
نیست دیگر کس دینی خوش نام ہای ہای

و ہر صبح و ہر بصیرت و ہر حکیم و ہر کلیم
جملہ او باشد درین کی نیام ہای ہای

فی مرادیکہ بدان غیر خدا من غیثم
اندرین عالم بنام آشکارم ہای ہای



اردو ترجمہ

دوستی پر مایہ بستندی
یک دم از مردمان ز بستندی

فی نزدند رو بہ بے دروان
طالبان را بے نجب بستندی

چون دلش موج عشق تریزند
از سلوک سخن بگفت بستندی

گاہ اندر رکوع سجدہ نماز
گاہ از خود برون بر بستندی

گاہ در وصل خرم و خوشنود
گاہ در درد سحر استندی

ہر میدان مجلس ہمہ روز
اولین پاس شب بخت بستندی

میرے دوستوں کے دوست
ہیں۔ ایک گھڑی کے لیے بھی ان کو لوگوں
سے فرصت نہیں ملتی۔

وہ بے دلتوں کی طرف تو جہنم
کہتے جو پہے طالب ہیں ان کو بست
تلاش کہتے ہیں۔

جب ان کے دل میں عشق کی موج
اٹھتی ہے تو سلوک کی باتیں کرتے ہیں۔

کبھی کوئے میں بہتے ہیں کبھی
خاندے تہہ میں کبھی بے خوشی کی کیفیت
میں۔

کبھی دھس میں خوش و خرم رہتے
ہیں اور کبھی درد فراق میں مبتلا ہو جاتے
ہیں

دن بھر میدان کے ساتھ مجلس
کرتے ہیں اور گوہر بے بہا پرستے
رہتے ہیں یعنی سلوک اور عرفان کے
نکتے بیان فرماتے ہیں

چون شدندی ز خوشی تن بخود
در عبادت مکر بہ بستندی

ہر کہ مائل بطرف دنیا بود
آن خیال از دلش بشتندی

دیدہ در پای خویش کردندی
چون براہ گذر گذشتندی

ہر کہ پر درد عشق مے آمد
خوش باد دلپند بستندی

آشکارا کہ چون سرود شد ز
اندرون گرد یہ زار گشتندی

جب اپنے آپ میں رہتے اور
بے غمی کی کیفیت ظاہر ہو جاتی ہے
تو عبادت کے لئے مکر بہتے ہیں۔
جو شخص دنیا کی طرف مائل ہوتا
اس کے دل سے یہ خیال دھو بیٹھتا

بہت راستے گزرتے تو اپنی
آنکھیں نیچا دیکھتے۔

جو عاشق درد و مندان کے پاس
آتا تو خوش مہمتے اور اس کو دل سے
پسند کرتے۔

اے آشکارا جب سماع ہوتا تو
زار و زار دھوتے۔

ہفت روزہ ادب

آن کیست کہ در صورت انسا لکڑاند
از غمزہ و از ناز بچولان برآمد
موسی شد بطور مناجات ہمے کرد
ادخوشدہ بی سر و سامان برآمد
در دست یکی چوب عصا داد و بہر تنگ
از طرف دیگر نیزہ ہزاران برآمد
رحم کی بود چہ دیو و چہ پری
تختی ہوا نام سیم ن برآمد
بی پدر شدہ پیدانام مست مسیما
قدوس بد از جان و نامان برآمد
گزار شد خود بد و الفقا را نمودار
یک سر شدہ از نصف مردان برآمد
آن حسن کہ نام مست کہ بازار شمرعہ
یوسف شدہ از کشور کنعان برآمد
خونیز شدہ خولش بین کار چما کرد
تا کہ شدہ غازی سر میدان برآمد
دگر و مناشای چہ در صورت آدم
دیگر ہودہ خود خود شیطان برآمد
بہر چہ فاش شدہ از خوشین رفیت
در دین ترسانام عنعان برآمد

آن بین میان بود
آن شاہ جهان بود
از بخودی افزون
این ترنہان بود
از قدرت و حکمت
در نالہ فغان بود
ہم باد لبس زمان
این ہمہ آن بود
بر او صد تمہت طعنہ
ستار زمان بود
آن غیر قتل کرد
آن پر حیلان بود
بیع کردہ بہر کس
عالم بہ گمان بود
بہ بہات صد انوس
بانام و نشان بود
کہ دوست گہی دشمن
دانی کہ چنان بود
بگشتہ ز دین خود
ہر داند زبان بود

کا ہے ہزار ہا دہہ ان حق
ایشان نمودہ سرستون برآمد
تسلسلہ حق تیری کی نہایتی ہمہ
بکشید ہرون از سر طست ن برآمد
بیرون درون و شدہ نیست دگر کس
خود جہر نہ نمود کم و خود جان برآمد
در نظم منصور
او خود سطران بود
پہرہ و رد دل اور
دائم کہ ہمان بود
آتشکار کجا ماند
این از کہ بیان بود

رد و ترجمہ

وہ کون ہے جو حساب کی صورت
جس طور پذیر ہو
وہ خود ہی ظہور پذیر ہوا تھا۔
وہ کون ہے جو غمزہ اور ناز سے
جولان میں آیا۔
وہ خود اس کائنات کا بادشاہ تھا۔
موسی بن کر کوہ طور پر مناجات
کرتا رہا۔
بے خودی میں اور بہت زیادہ۔
محبت کی کیفیت میں بے سرو
سامان آیا۔
یہ راز مخفی تھا
ہاتھ میں ایک کڑی کا عصا لانے
کے واسطے دے دیا۔
اپنی قدرت اور حکمت سے

دوسری جانب سے ہزاروں نیزے
منہ پر آگئے۔
دھیرا آہ و فریاد کر رہا تھا
وہ کون سا حسن تھا جو مھر کے بازار
میں۔
ہر شخص کے ہاتھ پر فرختہ چھٹکے
یوسف بن کر کنعان سے آیا
سڈی ضیا قیاس اور گنگنہ میں پڑی
ایک کے حکم میں تھے کیا دیو اور
کیا پری۔ جو ابھی تہلج فرمان تھی
تخت ہوا میں اتر رہا تھا۔ سیمان
نام ملکہ گئی۔ سب وہی تھا۔
بقیہ باپ کے پیدا ہوا اور سیمان
ناکھا۔

اس پر سیکڑوں تختیں اور منجھٹے
در اصل نہ پاک تھا مجھ بیکر تھا
دنیا کی سرکار خواہشمند تھا
تیرے گزراؤں کے رونق انتہا کے ساتھ
منور ہوا۔ فیروں کو قتل کیا۔
تنہا مردوں کی صف میں داخل
ہو گیا۔ وہ دنیا کا رہبر تھا۔
تو دیکھ خود ہی خوریز بن کر کھسا
کوہ کیا۔ انوس صدا انوس
پھر اچانک غازی بن کر برآمدین
کی عزت اور شہرت حاصل کی۔
آدم کی صورت میں کیسا تماشہ
نکھیا۔ کبھی دوست کبھی دشمن
دوسرا کوئی نہیں تھا خود ہی
بند بن کر آیا تھا۔
یقین کر کہ میں بات حق۔
تشر پرست کے لئے پریشو
جو کہ آپے سے نکل گیا۔

اور دین سے پھر گیا۔
نچر سیانیوں کا دین قبول کر
کے صدق کی صورت میں ظاہر ہوا۔
یہ بہر صورت نقصان کی بات تھی۔
کبھی سولی پر انا الحق کا نعرہ لگایا۔
منصور کی صورت میں
ایشار سے کام لے کر سر قربان کر دیا
وہ خود بادشاہ تھا۔
شمس الحق تبریزی کو شکستے پاؤں
اور بد مندوں کے ساتھ
تبریز سے نکل کر ملتان لے آیا
میں عجبتا ہوں کہ وہ خود ہی تھا۔
نہ باہر وہی ہے وہ ہر اکوئی نہیں
ہے پھر آشکار کہاں باقی رہا
خود ہی جسم ہے خود ہی اسم اور خود
ہی چہ ہے۔

ہاتھیں کون بیان کر رہا ہے

خود بود و محسوس و ایانہ خود ہم بود
سلطان درین حلقہ غلامان برآمد
بر سبجہ بدل کردہ زمانہ ہمسایان کس
تر باشد در مظہر نفع ان برآمد
خود مہر عزیز خود بازار گرم کرد
یوسف شد از کشور کنعان برآمد
اد بود کہ بردار بزد و لغرہ انا الحق
در صورت منصور بچولان برآمد
خود شہیت خود نوح و خلیل خود و اود
خود آدم و نوح و ابراہیم و اسماعیل
خود بود کہ در حبس ہی کو قتل
پر خون زمین شد شہیدان برآمد
اشکار کجا ماند جہان جوہر و برق نور
خود والہ و شہید خود تیرہ ن برآمد

اردو ترجمہ

وہ محبوب جوانان کی نسبت میں
جس کو گروہ
خیر لشکر کا مصنف توفیق مسکن
بن کر آیا
دیو پرک ہوا اور پرندہ سے ثابت
قربان تھے
میں کو سخت ہو یہ دیکھ کر
حسرت اور پاپ کے ساتھ سپرد
رہ کر منہ رہا۔
دنیا میں سیر کرنے کے لئے۔
خود جس خود ہی تھا اور ایانہ بھی
خود ہی تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔

آن یار کہ در صورت انسان برآمد
ہم صفت شکن شکر سلطان پر آمد
در حکم ہمہ دیو پرک باو چہ مرغان
با حشمت و زمام سلیمان برآمد
شد احمد مختار
ادو حمید و گوار
تختش ہو ابرو
در عالم ستیاء

ہوتا تھا لیکن غلاموں کے ساتھ
 ایک ایک بلغم بن گیا۔
 تیس گونہ سے جل دیا۔
 دین سے منحرف ہو گیا
 جانی تن کر خدا کے معبود
 نہ ہو نہ زور اور توحید سے غافل بنا
 خودی دینے مہر تھا اور خودی ہزار
 رکما دینے تب کو بیجا
 برہنہ کر ملک کنعان سے آیا
 رت ہی حرم دار بنا
 وہی تھا جس نے سونے پر
 کی کاغذ لگایا۔
 عین کر کہ وہ خود خدا نہیں
 منصوبہ محبت میں پابز بخیر ہو
 کر یہ دستار کے ساتھ ہر دے دیا

یک ذرا میرا یہ گستا کہ کج
 گفتار ہم عمر ہو در چہ ہو
 گفتار مرا از خود تو دور ندانی
 گفتار یقین گذار از ما و شما
 گفتار بدر راہ خودی سوی خداست
 گفتار اہل ہستی نزدیک نین

گستا بہ یکی دانی با ہستی بقصور
 گفتار بکسی توبہ از زہد بہ بانی
 گفتار ہمد مہر باش با س زخاں
 گفتار خود و ریاست از موج سنائی
 گفتار خود و ہستی میں غیر خدا
 گفتار ہستی و سب بوزل و بیانی
 گفتار زنی خدا ہستی تو خبر در
 گفتار ہستی کی جان و پردہ

اردو ترجمہ

کہا کہ تیرا وجود باقی رہا تو تو قرب
 حاصل نہیں کر سکے گا۔ میں نے کہا میں
 نے اپنی ہستی کو ترک کیا۔
 محبوب نے فرمایا ایک جانے کے
 خیال میں رہنا۔ میں نے کہا یہ تیری
 صراحت سے ہو گا۔
 کہا یہاں کاری کی پارسل سے
 توبہ کر میں نے کہ میں تیار ہوں۔
 محبوب نے فرمایا "پاس انفس"
 کے ساتھ ہمارا یعنی پاس انفس کی
 پابندی کرنا۔ میں نے کہا پاس
 انفس کیا کی ایک محاسبہ

کہا کہ تیرا وجود باقی رہا تو تو قرب
 حاصل نہیں کر سکے گا۔ میں نے کہا میں
 نے اپنی ہستی کو ترک کیا۔
 محبوب نے فرمایا ایک جانے کے
 خیال میں رہنا۔ میں نے کہا یہ تیری
 صراحت سے ہو گا۔
 کہا یہاں کاری کی پارسل سے
 توبہ کر میں نے کہ میں تیار ہوں۔
 محبوب نے فرمایا "پاس انفس"
 کے ساتھ ہمارا یعنی پاس انفس کی
 پابندی کرنا۔ میں نے کہا پاس
 انفس کیا کی ایک محاسبہ

کہا مردانِ خدا کی صفی میں جلش
شامل ہو جا میں نے کہا میں غلام ہوں۔
خیر بس نے فرمایا خیر دار لغر نہیں لگا۔
میں نے کہ تجھے کوئی خیر نہیں ہے۔
کہا صبر کر اور چون چرا نہ کر۔
میں نے کہا کیا میں سر بھرا ہوں۔

کیا پاس انہی خود رہا ہے قی
ہونے والی موج نہیں ہے۔ میں نے
کہا میں بالکل تیار ہوں۔
خوب نے فرمایا اپنے آپ کو پہچان
خیر خدا کی طرف نہ دیکھ۔ میں نے کہا
میں آشکار ہوں۔

آن دل چہ خراب ست
مردم شراب ست
احم ایچ نکرده
در پردہ حجاب ست
بیہودہ شدہ عمرش
آن دل کہ کباب ست
بزدہ لغرہ انا الحق
یار آن بکاب ست
در ہر ہمہ لحظہ
کہ آن چشم پر آب ست

آن نیست دل کہ اندر دی غم ز سیدہ
کز دردی جبرہ محبت نہ چسیدہ
ہر سودہ در بر طرف روم چہ ستامی
ایہات بر آنکس کہ شہر عشق ندیدہ
جز درد اگر زبد عبادات کند کس
باشد دل خوش آنکہ ہمان عشق خردہ
شور عشق در منصور بہشت تار
بر در لبر دار من ان گفتہ شنیدہ
اشکار ہمان دیدہ گو تر کہ بدیدار
از دیدن غیری کہ ہمان طمع بریدہ

اردو ترجمہ

کیونکہ اس نے درد و محبت کا لیک
گھونٹ بھی نہیں پیا۔ اور شراب
محبت سے عزم رہا۔

وہ دل نہیں ہے جس کے
اندھ گاندھ نہیں ہے۔ اس دل
کا دنیا کس قدر ویران ہے۔

بہر حال ہے اور جلے روہ کو
جلے مر یا شام کو جلے۔
اس نے کچھ بھی نہیں کہا
اس شخص پر انسو ہے جس نے
عشق کا شہر نہیں دیکھا۔
ایسا شخص پوری دنیا دیکھنے
کے باوجود پردہ حجاب میں ہے
جو شخص عشق و محبت کے بغیر
عبادت و ریاضت کرتا ہے۔
اس کی زندگی بے کار ہے۔
جو دل متاع عشق کا خریدار ہے
وہی مطمئن اور مسرور ہے
اور وی دل، دل ہے جو سوز

عشق سے جان کو کباب ہو چکا ہے۔
منصور کے دل میں محبوب کے
عشق کا دلولہ پیدا ہوا۔
اور اس نے انا الحق کا لغرہ بند کیا
سول پر حریف اور جان دے نہ اس کا
یہ لغرہ میں نے اس وقت سنا تھا
جب وہ سول پر جلنے کے لیے تیار تھا
لے آشکارا وہ آنکھ کس قدر
خوش قسمت ہے جو ہر وقت
دیا لیا سے فیض لیب رہتی ہے۔
اور یہ وہی آنکھ ہے جو غیر پر نظر
نہیں کرتی رہتی ہے۔
اور ہمیشہ پر آب رہتی ہے۔

آن ز نہان ز لب منصور عیان شد
این لغرہ شنیدہ ہمہ عام بگن شد
آن کیست کہ ناکاد بزدوس انا الحق
دانی کہ یہ تحقیق ہمہ ارشاد شہان شد
بہشت کی موج از آن دیدہ باخونی
در بخودی آورد ہمان را کہ ہمان شد
یک دیوان گفتہ حق ظاہر شد لہروز
بخود ہمہ گشتند از دین کہ بیان شد
بردند بسردار
لیکن بد خود یار
حسراج بنودہ
این سرز اسرار
زہ گونا گونی
از ہر ہمہ بجزا
در خند و سرا فلندہ
چہ مست چہ ہشیار

محکم بگر فتنہ کش
دی صد اسی اشک
از وی خون چکید
روگرد ببا نادر
چون کاتب بنوشتہ
چہ دیدار پدیدار
از جسم جدا بود
خود بودہ تکرار
پس اندر دریا
آتش کار حق اظہار

ادبار دگر گفت خدا را کہ بہر قتل
ہی بای کنن پاسہ پای دل وہاں شد
از ہر بندہ دلکش پس زان سر
افتاد جو خوش ترین تیز زبان شد
از ہر قطرہ خون اسے اللہ مقرر
ہر کس در حیرت ہمہ سہ زبان شد
آوازہ انا الحق ز سر من می شد ہر دم
آن بود بمان بودہ غوغا بکمان شد
در آتش سوزان شد آن جملہ خلایق
از بحر انا الحق انا الحق عیاں شد

اردو ترجمہ

جو گونا گوں تھی ۔

جس کو بے خودی میں سے آنا
وہ ہر چیز سے بے زار ہو گیا
ایک دیوانہ نے کہا کہ آج حق ظاہر
ہو گیا ۔ یہ کہہ کر پھٹنے لگا
اس کی یہ بات سن کر سب بے خود
ہو گئے ۔ کیا مست اور کیا ہوشیار
وہ پھر خدا کو قتل کوستے کی بات کرنے
لگا ۔ لوگوں نے پکڑ کر اس کو ہاتھ پیرا ۔

وہ راز مخفی منسو کے منہ سے ظاہر
ہوا ۔ اس کو سلی پرے لگے ۔
یہ لغو سن کر ساری دنیا قیاس و
گمان کرنے لگی ۔ لیکن تھا وہ خود مجرب
وہ کوئی بے جس نے اپنا کب
انا الحق کا قافہ بجایا وہ سماج نہیں
تھا ۔
یقین کر کہ وہ خود شہنشاہ (خدا)
سے سرزد ہوا تھا ۔ یہ طنب ہے ۔
ایک مہج اٹھی دریائے خون سے ۔

وہ اپنے اپنے گزرا ہوا گئے سر
اور ننگے پاؤں عود کرنے لگا ۔
روتا ہوا ، فسوس صد فسوس
پہلے اس کے دونوں ہاتھ کاٹ
دئے پھر سر کاٹ لیا ۔
اس کا خون ٹپکنے لگا ۔
جب اس کا خون زمین پر گرے تو
یزری کے ساتھ بہنے لگا ۔
اور بازار کی طرف رخ کیا
اس کے خون کے برقعہ سے
اللہ کا نام لکھ جاتا تھا ۔
جیسے کاتب نے لکھا ہے ۔

ہر شخص حیران اور سرگردان تھا
کیونکہ یہ نشانہ ظاہر دیکھ جاتا تھا
اس کے سر سے ہر وقت لانا حق
کی آواز حکمتی تھی جو جسم سے الگ تھا
یہ سب کچھ مجبور ہوا تھا کہ دنیا
میں غصہ ہو گیا ۔
وہ خود ہی اس بات کو دہرا رہا تھا
ان دُروں نے اس کو آگ میں
ٹوٹا دیا ۔ پھر دریا میں ڈالا
دریا سے ناسخ ، حق کی آواز کی
آواز ہی آنے لگی ۔
لے آتشکار ! حق ظاہر ہو گیا

رباعیات

اردو ترجمہ

رہائی وہ مرا پالہ شراب
تا شود محو زادگاہ و ثواب
کن ہر مست و بہان بچون
دل گدازد ہمیشہ چشم پر آب

اے ساقی! مجھے شراب کا پیالہ دے
تا کہ اس سے گداز اور ثواب مٹ جائیں
مجھے اس دنیا میں ایسا مست بنادے
کہ دل میں گداز پیدا ہو اور کچھ مت پر رہے

ساقی بارہ آشنائی وہ
از من و مانی رہائی وہ
تو نہ از خوشن کنی آزاد
ز قفس فی بقائی وہ

اے ساقی! محبت کی شراب دے
خودی سے آزادی دے
جب مجھے خودی سے آزاد کرے
تو ناسے جو دن مونیوں سے جس کے رہے نہ بزرگ

باقی جرمہ می زودت بخش
در نظر دیدہ پای غیبت بخش
بیر کثرت بیا تو جہش
نی خودی ہم ز بحر حیرت بخش

اے ساقی! وعدت کی شراب ایک لمحہ دے
آنکھوں میں عبرت کی نظر عطا کر
بجھے کثرت کی سیر کر دے
بحر حیرت سے بخودی بھی غطا کر

ساقی می ہمیں غمی خواہم
کن ز می وحدت تو آگاہم
آن شرابی کہ شوق و ذوق آرد
ادب و نشان کہ کلب در گاہم

اے ساقی! میں یہ شراب نہیں چاہتا
اپنی توحید کی شراب سے باخبر کر دے
وہ شراب جو شوق و ذوق پیدا کرے
وہی وہ ہے کہ میں سگ در گاہ ہوں

ساقی آزاد تو زہستی کن
بیل و نہار مر زہستی کن
بہ خیر از زو عالم بچون
چہ بلندی و چہ زہستی کن

اے ساقی! ہستی سے آزاد کر
دن رات مجھے ہستی کے عالم میں رکھ
وہ نکل جہاں سے ایسا بے خبر بنا لے
کہ یہ معلوم نہ ہو سکے کہ بلندی کیسے ہستی کیا ہے

بہ فی غم و خراب برفت
منظر بہر آن شراب برفت
ن بجز پاد و عشق میدہ
ز تیانی در عذاب برفت

اے ساقی! غم و فضاں باتوں میں کر رہی
سے شراب کے انتظار میں گزر گئی
میں سمجھتا ہوں کہ عشق کی شراب کے بغیر
یہ زندگی عذاب میں گزر گئی

ساقی! شراب آج تو
وہ تیراں شوقی اس روز کن
میں غم تو یہ مردانی
یا لسی نیک تو دیا بد کس

اے ساقی! تو یہ سب سب خود بناتے
تو دینی سے خیال سے بھیجے ایک دن
وہ کہ نہیں کرے تو یہ تیرا مرد ہوں
یا مجھے باسکی نہ دے یا بد کر دے

ساقیا آن درمیانہ بیا بازنمکن
بادہ ناب سکیا رجا مہم افگن
پس نوشیدن آہستہ شوم بخویم
تا کہ یا بیم ربانی کہ ازین مادم

اے ساقی! میرے لئے میخانہ کا وہان کو
ایک بار شراب خالص پیالہ میں ڈال دے
تا کہ میں اس کے پینے سے مرستا اور بخویم
اور مادم سے آزادی حاصل کروں



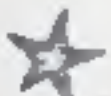
ست چون تو کنی آفت زار مرا
از خودی بہر خدا ساز تو بزار مرا
بر کسی گوید بیدین ولی ملحد ہم
کردہ درد و جہان شیفست آشکارا

اے ساقی! تو جب سراسر سے مجھے آگاہ کرے
تو خدا را خودی سے بھی بے زار کرے
ہر شخص مجھے بیدین اور ملحد کہتا ہے
تم نے دونوں جہاں میں مجھے عاشقی آشکار کیا ہے



ساقیا آگاہ کن از ستراد
زین جہان فانی گذشت آن ابرو
او کی اندر یکی بودہ مدام
یک ہمید انست اندر نہ دو

اے ساقی! مجھے اس کے ستر سے آگاہ کرے
وہ ساکت جو دنیا میں فانی سے گزر گیا
وہ ایک تھا اور ہمیشہ ایک ہی کے تصور میں رہا
ایک ہی جانتا تھا، دو نہیں جانتا تھا



ساقیا از عشق مارا راہ کن
آن گداز و سوز ہم ہمراہ کن
بیکسم اندر حضورت حال بین
از محبت درد مارا شاہ کن

اے ساقی! مجھے عشق کی راہ پر لگا دے
سوز اور گداز بھی ساتھ دے دے
میرا حال دیکھ، میں تیرے حضور میں کیسے ہوں
مجھے محبت کے درد سے خوش کر دے

ساقیا جرعه می بنوشانی
دور کن از دلم پریشانی
غم گزشت وقت پیری آمد
در شب و روز شد پشیمانی

اے ساقی! شراب کا ایک گھونٹ چاڑھ
میرے دل سے پریشانی دور کر
غم گزشت گنج پیری کا وقت آگیا
دن رات پشیمانی ہے



ساقیا این شراب انگوری
مانجو آہیم گزشت صدوری
لازد الی ست آن می وحدت
آن بوستان نہ ہم نہ مجوری

اے ساقی! یہی انگوری شراب نہیں چاہتا
مجھے اس سے سو بار احتراز ہے
شراب وحدت، جو لازوال ہے
وہ چلا دے، غم اور فراق سے نجات کئے



ساقیا وہ مرا زمستی حال
رستگاری شود ز قیل و قال
فی وظائف نہ درد ہمہ کن
تا کہ ماند بہ آشت کار خیال

اے ساقی! مجھے مستی سے وجد میں لا
تا کہ باتوں سے آزادی حاصل ہو
مجھے اور اذکار کی تلقین نہ کر
تا کہ آشکار تصور میں رہے



ساقیا می بدہ بجم بلور
کہ از غم الم درد فی افور
گرچہ ز اہم انجاست خواند
نور خورشید را چہ بنید کور

اے ساقی! بلور جام میں شراب دے
جس سے غم و الم فوراً دور ہو
اگرچہ ز اہم انجاست کہا ہے
لیکن اندھا سوج کی روشنی کو کیسے دیکھ سکتا ہے

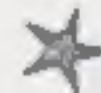
ساقیا مار بخش از رنگ و نام
تو نوشانی مرا از جرعه جام
ہا کہ با شمع مست اندر دہان
مستغرق کن بوحشت مدام

اے ساقی! مجھے رنگ و نام سے سزا کر دے
مجھے شراب کا ایک پیالہ پلا دے
تا کہ میں دونوں جہاں میں مست رہوں
مجھے وحشت میں محو اور مستغرق کر دے



ساقیا از می لبالب کن ایام
خاطر از بویں شود چون باغ باغ
بسکہ غم دارم ز دوری یار خویش
یار میجویم کہ چشمش چون چراغ

اے ساقی! شراب سے پیالہ بھر دے
جس کی خوشبو سے دل باغ باغ ہو جائے
میں اپنے محبوب کے فراق کا غم رکھتا ہوں
میں اس محبوب کی تلاش میں جس کی آنکھیں
چراغ کی طرح روشن ہیں



ساقیا بر خیز در مجلس درا
نوبہار آمد کنی فرصت چرا
در میانی جام می گلگون بخش
در چنین موسم کہ خوش آید مرا

اے ساقی! اٹھ! مجلس میں آ جا
نوبہار آ گیا، غفلت کیوں کرتا ہے
سرخ رنگ کی شراب کے پائے مسلسل بھر کر دیتا جا
اس موسم میں جو مجھے اچھا لگتا ہے



ساقیا از محتسب داری چہ پاک
مردہ دل باشد چہ خیزد از خاک
جام دہ مارا از آب زندگی
زندہ باشم چون در آیم زیر خاک

اے ساقی! محتسب سے کیوں ڈرتا ہے
وہ مردہ دل ہے، تہ خانے سے کیا اٹھے گا
مجھے آبِ حیات کا پیالہ دے
تا کہ خاک میں مدفون ہونے کے بعد بھی زندہ رہوں

ساقیا بر خیز بین یار آمدہ
بہر حیدن گل کہ از خار آمدہ
یارا باشد کہ در میثا پورست
مست غشتم بوز خطر آمدہ

اے ساقی! اٹھ! اور دیکھنا آ گیا ہے
گل کو خار سے الگ کر کے چننے کے لئے آیا ہے
ہو سکتا ہے کہ میرا یار میثا پور میں ہو
مجھے غم کی خوشبو آتی ہے اور یہاں مست ہو گیا تو



ساقیا سا غری وہ آشکار
گو بزدل از ریابہ آشکار
می ز کذب از شکایت بہترست
رو بسوی میکہ می آشکار

اے ساقی! غلامیہ شراب کا پیالہ دے
زاہت سے کہ دے کر یا کاری سے یا یہ اچھا ہے
جھوٹ اور غیبت سے شراب اچھی ہے
اے آشکار! میخانہ کی جانب رخ کر



ساقیا امروز مارا عید شد
نام ما اندر حضورش دید شد
آن دل مقبول کہ اور اہل عزت
این سخن از عارفان شنید شد

اے ساقی! آج میرے لئے عید ہے
میل نام اس کے حاضر ہائوں کی شہرت میں
دیکھا گیا ہے
وہ دل مقبول ہے جس کو حاضر کی شہرت مسرت ہے
یہ نکتہ اہل معرفت سے سنا گیا ہے



فرویات

اردو ترجمہ

ایکے باویدن عجائب خویش مستی میشود
پہچان آزادی از خود پرستی میشود
اے دوست! اپنے عجائبات دیکھے
سے مستی پیدا ہوتی ہے اور خود پرستی
سے رہائی مل جاتی ہے۔

بہیں عجیب خود دیگر عجائب نیست
یقین کنی کہ بود بادشاہ نائب نیست
اپنے عجائبات دیکھا اور کوئی
عجائبات نہیں ہیں۔ یقین کر کہ بادشاہ
ہے وزیر نہیں ہے۔

آشکار خدا هست اگر دیدہ کشائی
از پردہ من و مائی بیرون تو اگر آئی
تو اگر آنکھیں کھول کر دیکھے تو
آشکار خدا ہے دیا خدا ظاہر ہے باطن
تو خودی کے حجاب سے باہر نکل آئے۔

عجب آید مرا ہر دم نگارا
توئی درد دل نباشی آشکارا
اے محبوب! مجھے ہمیشہ تعجب ہوتا
ہے کہ دل کے اندر ظاہر و باہر نہیں
ہے۔

عجب میشود شب و روز مارا
گہی غمغنی شرمی گہ آشکارا
مجھ دن رات تعجب رہتا ہے کہ
تو کبھی پوشیدہ رہتا ہے اور کبھی
ظاہر ہوتا ہے۔

غیمت نان ہمیں دم آشکارا
بکھا خسر و سکندر بہت دارا
اے آشکارا یہ دم غیمت سمجھو
خسر و کہاں ہے سکندر کہاں ہے اند
دارا کہاں ہے۔

آشکارا یار دائم درد دل ست
گوہر نایاب در بوتہ گل ست
اے آشکارا! محبوب ہمیشہ دل میں
ہے۔ گوہر نایاب مٹی کے بوتہ میں ہے۔

آشکارا سخن اقرب گفت یار
از رگ جان شد تر بہم غم مدار
اے آشکارا! محبوب نے "غن" سخن
"اقرب" فرمایا ہے۔ غم نہ کر! محبوب مجھے
شہ رگ سے بھی قریب ہے۔

آشکارا یار از تو دور نیست
چشم کشا بین کہ او مستور نیست
اے آشکارا! محبوب تجھ سے دور
نہیں ہے۔ آنکھیں کھول کر دیکھ، وہ
پوشیدہ نہیں ہے۔

آشکارا یار با ما دراصل ست
چونکہ شوق و ذوق با اصل ست
اے آشکارا! محبوب میرے ساتھ
ہے۔ کیونکہ مجھے ہمیشہ اس کا شوق و
ذوق رہتا ہے۔

✓ یار ما باشد یکی از صد ہزار
عارف و عاشق بود نامش عطار
میرا یار لاکھوں میں ایک ہے۔
عارف اور عاشق ہے اور نام عطار ہے۔

✓ دردِ دونِ سینہ یا بزمِ بوی یار
شد محطِ جان من از شہ عطار
میں اپنے سینے کے اند یار کی
خوشبو محسوس کرتا ہوں۔ میری روح
شاہ عطار سے محط ہوئی ہے۔

